حسبنا الله ونعم الوكيل

تعليم المتعلّم طريق التعلّم

للفاضل الاجل صاحب العلم والفضل العلامة الفهامة

الشيخ برهان الدّين الزرنوجي تلميذ صاحب الهداية رحمهما الله تعالى

مع ترجمہ اردو ومختصر شرح وتحقيق الالفاظ (عربي)

از احقر الورى عبدالله المعروف بمحمّد يوسف غفرله
ولوالديه ولمن له حق عليه، الاسلام آبادى، ابن العلامة
المجدد حامي السنة ماحي البدعة شيخ الاسلام مولانا عبد الحميد قدس سره

مکتبہ رحمانیہ
اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ
اردو بازار۔ لاہور

Designed by: M.A.Hafiz

طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة

الحمد لله الذی وفقنا لطبع ھذا الکتاب الاکرم

المسمّٰی بہ

تعلیم المتعلّم طریق التعلّم

للفاضل الاجل صاحب العلم والفضل العلامة الفهامة

الشیخ برهان الدّین الزرنوجی تلمیذ صاحب الهدایة رحمهما اللہ تعالیٰ

مع ترجمہ اردو و مختصر شرح و تحقیق الالفاظ (عربی)

ازاحقر الوریٰ عبد اللہ المعروف بمحمّد یوسف غفرلہ
ولوالدیہ ولمن لہ حق علیہ، الاسلام آبادی، ابن العلامة
المجدد حامی السنة ماحی البدعة شیخ الاسلام مولٰنا عبد الحمید قدس سرہ

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

عرض حال

سُبحانَ اللہ العلی العظیم والصَّلوٰۃ والسّلام علیٰ رسولہٖ الکریمِ الّذی بالمؤمنین رؤوفٌ رحیم وعلیٰ اٰلہ الذین قیل فی حقّھم ھُم کُل مؤمن تقی کریم۔ اَمَّا بعدُ!

بندۂ ہیچمدان علم وعمل سے بے بہرہ اور قلیل البضاعۃ رقمطراز ہے کہ اس زمانہ کے بندہ جیسے ناقص وکوتاہ فہم، علم وفقہ سے عاری اور محروم طلبہ اور ہمارے اسلاف کرام واکابر عظام کی شفقت ورحمت کو دیکھتے ہوئے حیرانی اور تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہتی ہے کہ طلبہ بوجہ طریق تعلّم کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھنے کے جب علم وفقہ سے محروم وبے نصیب ہوتے رہے ہیں تو اسلاف اس کی انسداد کیلئے کتابوں کے دفتر کے دفتر لکھ ڈالے تاکہ طلبہ اس کو مطالعہ کرکے طریق تعلّم کو سیکھ جائیں اور اس کی پابندی کرکے علوم میں سبقت کرتے رہیں۔ بلکہ اس کے ذریعہ طریق تعلیم بھی سیکھ جائیں تب ان کو پھر معلّم ٹریننگ اور تعلیم المدرسین کی حاجت نہ رہے لیکن افسوس کہ وہ اس سے بیحد غفلت وبے پرواہی برتتے گئے اور ان کتابوں کو اٹھاکر دیکھنے کی کلفت بھی گوارا نہ کئے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ بہانہ کریں کہ تعلیمُ المتعلّم طریقَ التعلّم نامی کتاب مصنفہ شیخ برہان الدین زرنوجیؒ تلمیذ رشید صاحب ہدایہ رحمہما اللہ تعالیٰ جو اگرچہ اس بارے میں جامع اور بہت مفید کتاب ہے مگر سخت عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے وہ اس کے سمجھنے سے قاصر اور عاجز ہیں یا کہ اردو خواں طلبہ اس سے فائدہ حاصل نہیں کرسکتے اور اگرچہ بعض اہل علم نے اس کی طرف توجّہ کرکے اس کا بیحد مختصر ایک ترجمہ تحریر فرمادی لیکن اس ناکارہ کم فہم جیسے طلبہ کا اس مختصر ترجمہ سے خاطر خواہ استفادہ کرنا بہت مشکل ہے۔

اس لئے سخت ضرورت تھی کہ اس کا ایک ایسا عام فہم ترجمہ مختصر فوائد وشرح پر مشتمل تیار کیا جائے جو کتاب کو کم فہموں کے لئے اچھی طرح حل کردے۔ تاکہ ان کو حیلہ وبہانہ

کرنے کی ہمت نہ ہوسکے۔ بندۂ ناکارہ و نافہم، ناقص العلم والعرفان تالیف و تصنیف کے کام سے یکسر نابلد اور ناواقف ہے مگر چونکہ اکابر حضرات اپنی کم فرصتی وغیرہ کی بناء پر اس طرف توجہ نہیں فرماتے تو بسا اوقات نااہل اور ناتجربہ کار کو بھی کسی مہم میں ہاتھ ڈالنا پڑتا ہے ؎

گاہ باشد کہ کودکِ ناداں ٭ بغلط بر ہدف زند تیرے

لیکن تصنیف و تالیف کا کام بہت دشوار گزار و پُرخار راستہ ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے

مَنْ صَنَّفَ فَقَدِ اسْتَهْدَفَ ؎

بقسمت کبھی جو مُصنّف ہوا ٭ ہدف وہ ملامت کا یکسر بنا

تاہم طلبہ کے حالِ زار کو دیکھتے ہوئے اپنی ٹوٹی پھوٹی عبارت میں جو کچھ سمجھ میں آیا وہ اہلِ علم کی خدمت میں پیش کر دینا مناسب سمجھا۔ حضرات اہلِ علم سے التجا ہے کہ بندہ کی بے بضاعتی کو دیکھتے ہوئے کوتاہیوں پر چشم پوشی کر کے خطا و لغزشات کی اصلاح فرمائیں اور اگر توفیق خداوندی شاملِ حال ہوئی تو دوبارہ طباعت کے وقت کی درستی و اصلاح کیلئے بندہ کو اطلاع بخشیں۔

بندہ کا خیال ہے کہ تکثیر فائدہ و تتمیم سہولت کیلئے اس کے اوپر کے حصۂ حوض میں اصل عربی عبارت (متن) مع تحقیق الفاظ و عبارات عربی) بالکلیۃ حاشیہ یا درنیچے کے حصۂ حوض میں ترجمہ و مختصر شرح مع حاشیۂ ترجمہ درج کرنا زیادہ مفید ہوگا۔ بنابریں اسی طرح پر طباعت کا ارادہ ہے۔

وباللّٰہ التوفیق ومنہ الاستعانۃ وعلیہ توکلت ومنہ الاستجابۃ

یہ بھی مخفی نہ رہے کہ اصل کتاب میں جتنے عربی یا فارسی کے اشعار تھے بندہ ان کو سرسری طور پر بلا مزید غور و فکر کے موزون عبارت میں اُردو کر دیا ہے۔ تاکہ طلبہ کو حفظ کرنے میں آسانی پیدا ہو۔ ورنہ بندہ شعر و شاعری کی حقیقت اور اصول و قواعدِ شعر سے نہ واقف نہ اسکی مزید فرصت اور نہ اس کا زیادہ شوق و رغبت رکھتا ہے۔ بلکہ اس سے کوسوں دور اور ایک حیثیت سے کامل نفور ہے۔ اس لئے قواعدِ شعریہ کی رو سے تمام خطا و لغزشات میں بندہ معذور ہے۔ اور اہلِ علم حسبِ ضرورت اصلاح سے بے انتہا نوازنے پر پُر امید اور بے حد مسرور ہے۔ (طبع ثانی کے وقت احباب کے اصرار پر ان فارسی و عربی اشعار کا اُردو نثر میں آسان ترجمہ بھی کر دیا ہے)

واضح رہے کہ بندہ نے ترجمہ میں اصل خلاصہ مطلب و مراد کا خیال رکھا ہے۔ بالخصوص اشعار کے معنی میں۔ نیز عربی تحقیق و شرح اکثر و بیشتر شرح تعلیم المتعلم مؤلفہ شیخ ابراہیم بن اسمٰعیل سے ماخوذ و مستفاد ہے۔ اور شرح سے مراد وہی کتاب ہے۔ اور بعض حاشیہ مصریہ عبد العزیز صقر شاہین سے ماخوذ ہے اور حاشیہ سے مراد بھی یہی ہے۔

تتمیم فائدہ کے لئے آخر میں وصیت امام اعظم بجانب امام ابو یوسفؒ بعض واقعات عبرت علمائے سلف بعض مفید امور اور پند و نصائح منتخب از کتاب العلم و العلماء کو اس کے ساتھ ملحق کر دیا ہے۔ اصل متن کے نسخوں میں بعض الفاظ کا اختلاف ہے۔ بندہ اپنے خیال میں صواب اور بیشتر شرح کا اتباع کیا ہے (عہ اب طبع ثانی میں یہ فوائد نافعہ کا مجموعہ حذف کر دیا گیا ہے)

اس کے بعد یہ بندۂ ناخواندہ، مملو از ذنوب و عصیان، غیر محفوظ از لغزشات اور خطا و نسیان حضرات اہل علم و عرفان اور مستفیدین و متعلمین زمان سے دعائے خیر و نجات آخرت اور صلاح و فلاح دنیا و دین کی پرزور درخواست کرتا ہے۔ فقط والسّلام و علیہ مسک الختام

رَبَّنا تقبّل مِنّا انّک انت السّمیع العَلیم
وتُب علینا انّک انت التوّاب الرّحیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی فضّل بنی آدم بالعلم والعمل علی جمیع العالم، والصلوٰۃ علی محمد سیّد العرب والعجم، وعلی آلہ واصحابہ ینابیع العلوم والحکم۔

ترجمہ وتشریح:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ سب تعریفیں اللہ پاک و برتر کیلئے ہیں جس نے بنی آدم کو علم و عمل کے ساتھ تمام مخلوقاتِ عالم پر فضیلت دی۔ اور بیشمار درود سردارِ عرب و عجم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے آل واصحاب پر (جو سارے علوم اور حکمتوں کے چشمے ہیں) نازل ہو۔

تحقیق الالفاظ:۔ **الحمد للہ۔** الحمد ہو الوصف بالجمیل الاختیاری علی جہۃ التعظیم والتبجیل، وہو باللسان وحدہٗ والشکر یکون باللسان والجنان والارکان لکن فی مقابلۃ النعمۃ خاصّۃ فعلی ہذا یکون بینہما عموم وخصوص من وجہ وبقید الاختیاری خرج المدح فانہ لا یختص بالاختیاری کما یقال مدحت زیدا علی حسنہ ورشاقۃ قدّہ فہما متناسبان معنًی من جہۃ الاشتقاق الکبیر من غیر ترادف وارتفاعہ بالابتداء وخبرہ الظرف واصلہ عمدًا بالنصب کما ہو شأن للمصادر المنصوبۃ بافعالہا المضمرۃ التی لا تستعمل معہا نحو شکرًا وعجبًا وایثار الرفع علی النصب للایذان بان ثبوت الحمد للہ تعالیٰ لذاتہ لا لاثبات مثبت ان ذٰلک امر دائم لا حادث متجدد کما یفیدہ للنصب۔ واللّٰہ علمٌ للذات الواجب الوجود مجمع لجمیع الصفات الالٰہیۃ وہو وجہ الاختیار علی سائرہا وہو عند الخلیل وابن کیسان وابی حنیفۃؒ غیر مشتق وہو الاصح۔ فضّل من التفضیل وصیغۃ لقولہ تعالیٰ وفضلناہم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلاً۔ آدم اسم اعجمی والاقرب ان وزنہ فاعل کصالح لا افعل ہو التعدی کالاشتقاق من الادمۃ بالفتح بمعنی الاسود او من ادیم الارض بناءً علی ما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قبض قبضۃ من جمیع الارض سہلہا وحزنہا فخلق منہا آدم ولذلک اختلفت الوان ذریتہا او من الادم والادمۃ بمعنی الالفۃ تعسف کاشتقاق ادریس من الدرس ویعقوب من العقب وابلیس من الابلاس۔ العالم قیل العالم اسم لذوی العلم من الملائکۃ والثقلین وقال المتکلمون العالم اسم لکل موجود یعلم بہ الخالق سواء کان من ذوی العلم۔

وبعد فلما رأيت كثيرًا من طلاب العلم في زماننا يجدون الى العلم ولا يصلون او من منافعه وثمراته يحرمون۔ لما انهم اخطئوا طرائقه وتركوا شرائطه۔ وكل من اخطأ الطريق ضلّ ولا ينال المقصود قلّ او جلّ اردتُ واحببت ان اُبَيِّنَ لهم طريق التعلُّم۔

ترجمہ وتشریح:۔ بعد اس کے جب میں نے ہمارے زمانے کے بہت سے طالب علموں کو دیکھا کہ وہ علم کیطرف پہنچنے میں اور اس کی طلب میں کوشش تو کرتے ہیں (مگر مقصود میں پہنچتے نہیں ہیں) یا منافع وثمرات علم سے (جو کہ اس علم کے مطابق عمل کرنا اور اسکی نشرواشاعت کرنا ہے) بالکل محروم رہتے ہیں کیونکہ انہوں نے تحصیل علم کے طریقے اختیار کرنے میں خطا کیا اور شرائط علم کو یکسر ترک کرچکا۔ اور (یہ ظاہر بات ہے کہ) جو کوئی راستہ پکڑنے میں خطا کریگا ضرور گمراہ اور بے راہ ہو جائیگا۔ اور مقصود کو خواہ وہ تھوڑا ہو یا بہت نہیں پا سکے گا (اس لئے) میں نے ارادہ کیا اور یہ محبوب و دل پسند سمجھا کہ ان کیلئے وہ طریق تحصیل علم بیان کردوں۔

تحقیق الالفاظ:۔ (بقیہ صفحۂ گذشتہ) اولا کالطابع لما یطبع به والخاتم لما یختم به یقال عالم الملک و عالم الانس والجن وکذا عالم الافلاک وعالم النبات وعالم الحیوان ولیس اسما لمجموع ما سوی اللہ تعالی بحیث لا یکون له افراد بل اجزاء فیمتنع جمعه الا ان یراد به انواعه فیقال عوالم وعالمون سُمّی به لکونه علامة علی وجود الصانع وهو فی الاصل علم زید الالف للاشباع روی عن وهب بن منبه انه قال ان اللہ تعالی خلق ثمانیة عشر الف عالم والدنیا عالم منها الصلوٰة وهی من اللہ الرحمة والمغفرة ومن عباده دعاؤه ومن ملائکته استغفار لکل بما یلیق شانه فللنبی صلعم کما یلیق لشانه صلعم وهو وان کان معصوما لکن حسنات الابرار سیئات المقربین ودرجات القرب لا تنتهی فکل درجة سافلة سیئة عنده بعد حصول الدرجة العالیة فالمراد منه انه تعالی یرحمه ویغفره والعباد یدعون له وان الملائکة یستغفرون له کما فی الشرح وهکذا اطبق سائر المفسرین علیه بل ینقل الاجماع علیهم آه واستغفار منهم للمصلی کما قال بعض المفسرین واللہ اعلم بالصواب۔ محمد معناه المحمود المشکور مرة بعد اخری العرب والعجم بالفتح والضم اسم جنس والمراد من العجم غیر العرب کائنا من کان والدلیل علی انه سیدهما۔ قوله انا سید ولد آدم ولا فخر۔ الآل۔ فی الاصل الاهل وکذا قیل فی تصغیره اُهیل خص الاشراف به فلا یقال آل حائک وقیل آل فرعون لتصوره بصورة الاشراف واصله اول ای رجع منه بیان

على ما رأيت فى الكتب وسمعت من اساتيذى اولى العلم والحكم رجاء الدعاء لى من الراغبين فيه المخلصين، بالفوز والخلاص فى يوم الدين بعد ما استخرت الله تعالى فيه وسمّيته "تعليم المتعلم طريق التعلم" وجعلته فصولا۔ (فصل) فى ماهية العلم والفقه وفضله (فصل) فى النية فى حال التعلم۔

ترجمہ و تشریح:۔ جو میں نے کتابوں میں دیکھا اور میرے صاحب علم وحکم استادوں سے سنا۔ اس سے امید ہے کہ اس علم میں رغبت کرنیوالے (طلبہ مخلصین (خود فائدہ حاصل کرتے ہوئے) میرے لئے یوم الجزاء (قیامت) کے وقت کامیابی (جنت و درجات آخرت) اور خلاصی کی دعا کرتے رہیں گے اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کے بعد (اس کو بیان کرنیکا عزم کیا ہے) اور اس (کتاب) کا نام "تعلیم المتعلم طریق التعلم" رکھا (جس کا مختصر نام تعلیم المتعلم بھی کہا جاسکتا ہے اور ملقّب بہ محمود المتکلم کیا جاسکتا ہے۔ اور اس کو حسب ذیل ترتیب[۱۲] فصلوں میں (ترتیب دیکر) بیان کیا۔ فصل (۱) علم اور فقہ کی حقیقت اور اس کی فضیلت کے بیان میں۔ فصل (۲) حالتِ تحصیلِ علم نیت کے بارے میں۔

تحقیق الالفاظ:۔ (بقیہ صفحہ گذشتہ) تصغیرہ اُوَیل وآلہ من جہۃ النسب اولاد علی وجعفر وعقیل ابناء ابی طالب بن عبد المطلب اولاد عباس وحارث ابنی عبد المطلب ومن جہۃ السبب وہو الدین کل مؤمن او کل مؤمن تقی علی اختلاف الروایتین والظاہر انہ ارادبہ من جہۃ الدین لان آل الانبیاء متبعوہم اصحاب جمع صاحب وہو کل من صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشرف بشرف رؤیۃ جمالہ ومات علیہ ینابیع جمع ینبوع وہو عین الماء العلوم فہذا من قبیل اضافۃ المشبہ الی المشبہ بہ کلجین الماء الحکم جمع حکمۃ وہی العلم بالاشیاء علی ما ہی علیہ ۱۲۔ (متعلقہ ص ۶) طلاب بالضم جمع طالب یجدّون بکسر الجیم من الجد وہو السعی یقال جدّ فی الامر واجدّ فیہ ای سعی فیہ والجملۃ مفعول ثان لرأیت ولا یفوز من الوصول والی العلم متعلق بہ منافعہ وثمراتہ الضمیران یرجعان الی العلم والعمل بہ والنشر ای نشر مسائل العلم بالتعلیم یحرمون من الحرمان تعلق بہ من منافعہ۔ عند من الظروف الزمانیۃ المنقطعۃ عن الاضافۃ المنویۃ المبنیۃ علی الضم والفاء الواقعۃ بعدہ لجواب الشرط بامّا وعند عدمہا ذکر انہا) فللجزاء ایضا التضمن بعد معنی الشرط کما ... یہ لفاضل اللاہوری کذا فی حاشیۃ شرح الجامی ۱۲ منہ (باقی اگلے صفحہ پر)

(فصل) فی اختیار العلم والاستاذ والشریک والثبات (فصل) فی تعظیم العلم واھلہ (فصل) فی الجد والمواظبۃ والھمۃ (فصل) فی بدایۃ السبق وقدرہ وترتیبہ (فصل) فی التوکل (فصل) فی وقت التحصیل (فصل) فی الشفقۃ والنصیحۃ (فصل) فی الاستفادۃ (فصل) فی الورع حال التعلم (فصل) فیما یورث الحفظ والنسیان (فصل) فیما یجلب الرزق وما یمنع وما یزید فی العمر وما ینقص وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

ترجمہ و تشریح :۔ فصل (۲) اختیار علم اور استاد و شریک و ثابت قدمی میں فصل (۴) تعظیم علم و اہل علم میں فصل (۵) کوشش و ہمیشگی اور ہمت کے بیان میں فصل (۶) ابتدائے سبق و مقدار اور ترتیب میں فصل (۷) توکل کے بیان میں فصل (۸) وقت تحصیل علم میں فصل (۹) شفقت اور نصیحت کے بیان میں فصل (۱۰) استفادہ علم کے بیان میں فصل (۱۱) تحصیل علم کے وقت پرہیزگاری کے بیان میں فصل (۱۲) حافظہ پیدا کرنیوالی چیزوں اور نسیان پیدا کرنیوالے اشیا کے بیان میں فصل (۱۳) رزق اور عمر کو بڑھانے اور گھٹانیوالی چیزوں کے بیان میں۔ اللہ تعالیٰ ہی سے فقط توفیق کی درخواست کرتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

تحقیق الالفاظ :۔ (بقیہ صـ۶ـ) اخطئوا من الاخطاء خطا کردن۔ طرائقھا ای فی طرائق طلب العلم جمع طریقۃ۔ شرائطہ ای التی تذکر فی ہذا الکتاب جمع شریطۃ بمعنی شرط ضلّوا ای یصیروا واقعًا فی الضلالۃ ۔، قلّ اوجلّ۔ ای صغر ذلک المطلوب او عظم لا ینالوا۔ لا یدرک اردت جواب لمّا رأیت۔ لھم ای للطلاب ۲ (متعلقہ صـ۷ـ) وسمعت معطوف علی رأیت اساتیذ جمع استاذ بمعنی استاد او فی جمع ذی علی غیر لفظ۔ رجاءً حال من فاعل ان ابین بمعنی راجیًا۔ الدعاء فی مفعول رجاء من الراغبین متعلق بقولہ رجاء او بمحذوف علی انہ حال من الدعاء ای کائنًا من الراغبین الراغب فاعل من الرغبۃ فیہ ای فی العلم المخلصین بفتح اللام مفعول من الاخلاص بالفوز۔ بالظفر علی المراد۔ یوم الدین۔ یوم القیامۃ۔ الاستخارۃ۔ طلب الخیرۃ من اللہ تعالیٰ وسمیتہ من التسمیۃ معطوف علی اردت والضمیر راجع الی الکتاب المذکور حکمًا۔ المتعلم مفعول اول للتعلیم ومفعولہ الثانی طریق التعلم۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

فَصْلٌ فِی مَاهِیَةِ الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ وَفَضْلِهٖ

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ۔ع

ترجمہ وتشریح:۔ فصل (۱) علم وفقہ کی حقیقت اور اُس کی فضیلت کے بیان میں۔
حدیث:۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

تحقیق الالفاظ:۔ (بقیہ مدیٰ) وجعلتہ فصولاً۔ ای ثلاثۃ عشر فصولاً۔ فصول جمع فصل ۱۲ ؛ (متعلقہ صـ) فی بدایۃ السبق۔ السبق بفتح الباء ای الدرس لانہ یسبق علی غیرہ۔ وقدرہ۔ ای مقدارہ۔ وترتیبہ ای ترتیب قرأتہ بالتقدم والتاخر۔ انیب من الانابۃ بمعنی الرجوع والتوفیق قیل اسباب العمل الخیر بہدایۃ۔ والتوکل الاتکال والاعتماد فی کل امر قول او عمل علی اللہ تعالیٰ ۱۲ (متعلقہ صفحہ ھذا) فصل معنی الفصل فی اللغۃ ظاہر ای جدا کردن وفی الاصطلاح طائفۃ من المسائل تغیرت احکامہا بالنسبۃ الی ماقبلہا غیر مترجم بالباب والکتاب فان اوصل الی مابعدہ بغیر اضافۃ نون والا فلا کذا فی الاکملیۃ فارتفاعہ علی انہ خبر مبتدأ محذوف او مبتدأ علی تقدیر الوصف ای فصل من الفصول۔ فی ماہیۃ العلم ای فی حقیقتہ وفضلہ۔ ای وفضل کل منہما۔ فالمصنفؒ قدم فی التفصیل فضلہا تحریضاً علی طلبہا للطالبین ثم بین ماہیتہا لئلا یلزم طلب المجہول فقدم ماہو المقصود بالذات وابتدأ بالحدیث الشریف تبرکاً وتیمناً یعنی طلب العلم فرض عین علی کل مسلم ومسلمۃ مکلفۃ کالعلم المکمل لبیان معرفۃ تعالیٰ بالوحدانیۃ ومعرفۃ صفاتہ وصدق الرسول اذ لایجوز التقلید فیہ وکعلم الصلوٰۃ والطہارۃ والصوم علی کل مسلم عاقل بالغ فقیراً کان اوغنیاً وکعلم الزکوٰۃ والحج ان وجبا علیہ واما بلوغ رتبۃ الاجتہاد والفتویٰ ففرض کفایۃ اذا قام بہ واحد من اہل بلد کفی وسقط عن الباقین وعلیہم التقلید فیما یحضرہم من الحوادث وان تقاعدوا کلہم عصوا جمیعاً ۱۲

عہ اس مضمون پر مختلف احادیث ثابت ہیں انہیں سے کچھ یہ بھی ہیں مثلاً: طلب العلم واجب علی کل مسلم (بیہقی عن انس) طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم (الدیلمی عن علی) طلب الفقہ حتم واجب علی کل مسلم (حاکم فی تاریخہ عن انس) تینوں حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان پر علم اور فقہ کا طلب کرنا فرض اور واجب ہے تعلموا العلم وعلموہ الناس (دارقطنی عن ابی سعید وبیہقی عن ابی بکر) یعنی علم کو تم خود سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ تعلموا العلم قبل ان یرفع (الدیلمی عن ابن مسعود وابی ہریرۃ) یعنی علم کو تم اٹھا لینے سے قبل سیکھ لو۔ یاایہا الناس علیکم بالعلم قبل ان یقبض (طبرانی والخطیب)

(باقی اگلے صفحہ پر)

اِعلم بانہ لایفترض علی کل مسلم ومسلمۃ طلب کل علم وانما یفترض علیہ طلب علم الحال کما یقالُ افضل العلم علم الحال وافضل العمل حفظ الحال۔ ویفترض علی المسلم طلب علم ما یقع لہ فی حالہ فی ای حال کان۔

ترجمہ وتشریح: جاننا چاہئے کہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر تمام علوم کا طلب اور حاصل کرنا فرض نہیں ہے بلکہ علم حال کا طلب کرنا اس پر فرض ہے (ف۔ یعنی جس حالت اور واقعہ میں انسان مبتلی ہے اسی کے متعلقات کے احکام کا علم جاننا اور طلب کرنا اس پر فرض عین ہے۔ ہر فرد بشر اس کے لئے ماخوذ ہوگا۔ اور اس کے حاصل نہ کرنے پر عذاب ہوگا جیسا کہ دوسرے فرض کے ادا نکرنے پر عذاب ہوگا خواہ دوسرا کوئی شخص اس علم کو سیکھے یا نہ سیکھے۔ اور وہ اصول دین ومذہب اور مسائل شریعت ہیں مثلاً کفر وایمان اور نماز و روزہ وزکوٰۃ وحج ونکاح وطلاق وبیع وشرا و اجارہ ووقف ووصیت وہبہ ومیراث وغیرہا میں سے جو حالت اس کو فی الحال پیش آئے اس کے متعلقہ احکام کا علم طلب کرنا اس پر فرض عین ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ورنہ وہ گنہگار اور مجرم قرار پائے گا۔ ۱۲ ش) ـــــ جیسا کہ کہا جاتا ہے افضل علم علم حال ہے اور افضل عمل حفاظت حال ہے (اس کے فساد اور بربادی سے) پس مسلمان پر ان (مفسدات ومصلحات) کا علم طلب کرنا فرض ہے جو اس کو اپنی حالت (مثلاً نماز) میں واقع ہو۔ خواہ وہ جس کیفیت (صحت ومرض اور سفر وحضر وغیرہ) میں واقع کیوں نہ ہو؟۔

تحقیق الالفاظ: (بقیہ صفحہ گذشتہ) یاایھا الناس خذوا من العلم قبل ان یقبض العلم (احمد والدارمی وطب وابو الشیخ فی تفسیرہ وابن مردویہ عن ابی امامۃ) ان دو حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ اے لوگو! تم علم کو حاصل کرلو اس سے پہلے کہ وہ اٹھا لیا جائے۔ ویل لمن لا یعلم (حل عن حذیفۃ) یعنی جو شخص علم نہ سیکھے اس کیلئے ویل دوزخ یا خرابی ہے کذا فی کنز العمال۔ وغیر ذالک من النصوص العامۃ للرجل والمرأۃ۔ بحوالہ ضمیمہ بہشتی زیور مدلل ۱۲ منہ

(متعلقہ صفحہ ھذا) اعلم بانہ الضمیر للشان علم الحال وھو علم اصول الدین وعلم الفقہ والمراد من الحال ھٰہنا الامر العارض للانسان من الکفر والایمان والصلوٰۃ والزکوٰۃ والصوم وغیرہا من الاحوال لا المقابل للمستقبل حفظ الحال۔ والمراد بالحال ھٰہنا ایضًا المذکور سابقًا لا الحال المقابل للمستقبل ای حفظ من الضیاع والفساد۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

فانہ لابد لہ من الصلوٰۃ فیفترض علیہ علم مایقع لہ فی صلوٰتہ بقدر ما یؤدی بہ فرض الصلوٰۃ ویجب علیہ علم ما یقع لہ بقدر ما یؤدی بہ الواجب لان ما یتوسل بہ الی اقامۃ الفرض یکون فرضًا وما یتوسل بہ الی اقامۃ الواجب یکون واجبًا۔ وکذالک فی الصوم والزکاۃ ان کان لہ مال۔ والحج ان وجب علیہ وکذالک فی البیوع ان کان یتجر

ترجمہ و تشریح :۔ اسلئے کہ (مثلاً) جب اس کو نماز پڑھنا ضروری ہے تو جو (شرائط و ارکان) اس کو اپنی نماز میں واقع ہوان سب کا طلب علم اس پر اس مقدار پر فرض ہوگا جس سے نماز کا فرض ادا کرسکے۔
فائدہ :۔ مثلاً ایک لمبی آیت یا تین چھوٹی آیت کا پڑھنا نماز میں فرض ہے۔ تو اس مقدار قرأت کو سیکھنا اس کے لئے فرض ہوگا۔ اسی طرح باقی شرائط و ارکان کا جاننا فرض ہوگا۔
اور جو واجبات اس کو اپنی نماز میں مثلاً پیش آئے ان سب کا طلب علم اس پر اس مقدار تک واجب ہوگا جس سے نماز کا واجب ادا ہوسکے۔ ف :۔ مثلاً سورہ فاتحہ کا پڑھنا اور ایک سورہ اس کے ساتھ ملانا یہ دونوں واجب ہیں تو ان دنوں کا سیکھنا بھی واجب ہوگا۔
کیونکہ جو فرض ادا کرنے کی طرف وسیلہ اور ذریعہ بنے وہ فرض ہوتا ہے اور جو واجب ادا کرنے کی طرف وسیلہ بنے وہ واجب ہوتا ہے۔ اسیطرح روزہ میں۔ اور اگر اس کے پاس مال نصاب ہو تو زکوٰۃ میں اور حج میں اگر واجب ہو اس پر (یعنی زاد راہ وغیرہ بھی ہو) اور ایسا ہی اگر وہ تجارت کرتا ہے تو بیع و شراء میں۔ (ان کے متعلقہ احکام کا جاننا اور سیکھنا ضروری ہوگا)۔

تحقیق الالفاظ :۔ (بقیہ صفحہ گذشتہ) مایقع لہ ای المسلم فی حالہ ای فی صلوٰتہ مثلاً من المفسدات والمصلحات۔ فی ای حال کان ای فی الصحۃ والمرض والسفر والحضر۔ ۱۲
(متعلقہ صفحہ ھذا) علم ما یقع فی صلوٰتہ من الشرائط والارکان۔ فرض الصلوٰۃ مثلاً القرأۃ فرض فی الصلوٰۃ تعلم فرضیتہ مقدار ما یؤدی بہ الصلوٰۃ یعنی آیۃ طویلۃ او ثلاث آیات قصار فرض۔ ۱ ویجب علیہ۔ ای علی المسلم علم ما یقع لہ فی صلوٰتہ۔ الواجب مثلاً ضم السورۃ واجب فی الصلوٰۃ وعلمہ ایضًا واجب۔ یکون فرضًا۔ کالوضوء، فانہ وسیلۃ لہا فیکون فرضًا وآجبًا فالعلم بالفرض والواجبات سبب لاقامتہما فیکون فرضًا وواجبًا مثلہما۔ یتجر۔ من التجارۃ یعنی یفترض علی کل مسلم علم ما یقع فی مبایعاتہ الشرعیۃ لیحترز بہ فیہا عن الربا والشبہات والخلل والفساد۔ ۱۲

قِيْلَ لمحمد بن الحسن رحمه الله تعالىٰ - اَلَّا تصنف كتابًا فى الزهد؟
قال صنفت كتابًا فى البيوع. يعنى الزاهد من يتحرز عن الشبهات
والمكروهات فى التجارات وكذالك فى سائر المعاملات والحِرَف وكل
من اشتغل بشئ منها يفترض عليه علم التحرّز عن الحرام فيه وكذالك
يفترض عليه علم احوال القلب من التوكل والانابة والخشية والرضا
فانه واقع فى جميع الاحوال:

ترجمہ وتشریح :- حضرت امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ سے لوگوں نے دریافت کی کہ آپ زہد کے بارے میں کوئی کتاب کیوں تصنیف نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے بیع وشراء کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی یعنی امام محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مطلب یہ ہے کہ زاہد وہ ہے جو شبہات ومکروہات تجارت سے پرہیز کرتا ہے (غرض کہ جس کے معاملات درست ہوں وہی حقیقت میں زاہد ہے) اسی طرح تمام معاملات اور صنعت وحرفت کے شبہات ومکروہات سے بچنا فرض ہے۔ اور ہر وہ شخص جو کہ اس میں سے کسی ایک میں مشغول او رمبتلی ہو اس پر اس کے حرام اور شبہات سے بچنے کا طلب علم فرض ہے۔ ایسا ہی اس پر توکل (خدا تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ کرنا) وانابت (اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور توبہ کرنا) خشیت (اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا) اور رضا (اللہ تعالیٰ کے حکم وقضا پر راضی رہنا) وغیرہ احوال قلب کا علم طلب کرنا فرض ہوگا۔ کیونکہ یہ احوال تمام صورتوں میں واقع ہوتے ہیں (کسی خاص حالت اور صورت کے ساتھ مختص نہیں اس لئے اس کے علم کا حاصل کرنا بھی ہر حال میں ضروری ہوگا۔)

تحقیق الالفاظ

اَلَّا تصنف - اَلَّا بالتشديد كلمة تحضيض معناه اذا دخلت على الماضى التوبيخ واللوم على ترك الفعل ومعناه فى المضارع الحث على الفعل والطلب فهى فى المضارع بمعنى الامر يعنى خاطب بعض تلاميذ محمد بن الحسن بقولهم الا تصنف كتابا فى الزهد الذى عبارة عن ترك الزينة والهوى فى الدنيا۔ وفى بعض النسخ لِمَ لا تصنف كتابا - من يتحرز - اى يحفظ نفسه - عن المشتبهات - جمع شبهة اى عن تناول الاشياء التى فى حلها شبهة۔ المكروهات اى من الاشياء التى يجوز فعلها مع الكراهة فى التجارات ظرف لقوله تحوز فالزهد الذى ترك هوى نفسه كان موجودا فى التحرز عن الشبهات فكان كتاب الزهد كتاب البيوع لا محالة وكذلك يجب التحرز عن الشبهات والحرف اى الصنائع جمع حرفة منها اى من هذه المذكورات، ! عن الحرام فيه۔ اى فى ذلك الشئ۔ التوكل۔ وهو اظهار العجز والاعتماد على الغير يقال توكل على الله اى اسلم امره اليه والانابة اى الرجوع الى الله تعالىٰ والخشية وهى الخوف من الله تعالىٰ والرضا بحكم الله وقضائه۔ فانه تعليل الافتراض اى العلم باحوال القلب فى جميع الاحوال۔ اى غير مختص بحال دون حال بل يفترض فى كل حال بخلاف المفروض التى تفترض بحال دون حال

وشرف العلم لایخفی علی احد اذ ھو مختص بالانسانیۃ لان جمیع الخصال سوی العلم یشترک فیہا الانسان وسائر الحیوانات کالشجاعۃ والجرأۃ والقوۃ والجود والشفقۃ وغیرھا سوی العلم وبہ اظھر اللہ تعالٰی فضل اٰدم علیہ الصلوٰۃ والسلام علی الملائکۃ وامرھم بالسجود لہ

ترجمہ وتشریح :- اور شرافت وبزرگی علم کی کسی شخص پر مخفی نہیں ہے کیونکہ وہ صفت انسانیت کے ساتھ خاص ہے اس لئے کہ علم کے علاوہ تمام خصلتوں میں انسان اور باقی حیوانات باہم شریک ہیں جیسا کہ شجاعت، جرأت، قوت، سخاوت وشفقت وغیرہ سوائے صفت علم کے (یعنی یہ تمام خصلتیں ان سب حیوانات وانسان میں موجود ہوتی ہیں لیکن صفت علم انسان کے علاوہ اور کسی حیوان میں پائی نہیں جاتی کیونکہ علم سے مراد علم نبوی ہے نہ کہ مطلق کسی چیز کا جاننا) اور اسی علم ہی کی بدولت اللہ تعالٰی نے حضرت آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت فرشتوں[ع] پر ظاہر کی۔ اور فرشتوں کو حکم کیا کہ ان کی طرف سجدۂ تعظیمی ادا کریں (جو اس وقت بطور قبلہ وتعظیم بمنزلہ سلام جائز تھا۔ اور اب امت محمدیہ علی صاحبہا الوف الصلوات والسلام میں قرآن وحدیث کے ذریعہ منسوخ ہو گیا ہے)

تحقیق الالفاظ :- اذ ھو ای العلم۔ بالانسانیۃ۔ ای بصفۃ الانسانیۃ۔ الخصال۔ جمع خصلۃ۔ کالشجاعۃ۔ تمثیل للخصال والجرأۃ۔ وھی الشجاعۃ التی ھی شدۃ القلب عند الباس فہما لفظان مترادفان کما فی الصحاح والقاموس الشفقۃ بفتح الفاء سوی العلم۔ ھذا مستغنی عنہ لذکرہ انفاً الا انہ اراد مزیدا لتاکید وبہ ای بالعلم، الملائکۃ۔ جمع ملک باعتبار اصلہ الذی ھو ملاک علی ان الہمزۃ مزیدۃ کالشمائل فی جمع شمال والتاء لتاکید تانیث الجماعۃ واشتقاقہ من ملک لما فیہ من معنی الشدۃ والقوۃ وقیل علی انہ مقلوب من مالک من الالوکۃ وھی الرسالۃ ای موضع الرسالۃ او مرسل علی انہ مصدر بمعنی المفعول فانہم وسائط بین اللہ تعالٰی وبین الناس فہم رسلہ او بمنزلۃ رسلہ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ السجود۔ فی اللغۃ الخضوع وفی الشرع وضع الجبہۃ علی الارض علی قصد العبادۃ فقیل اُمروا بالسجود الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علی وجہ التحیۃ والتکرمۃ تعظیماً لہ وقیل اُمروا بالسجود لہ وانما کان آدم قبلۃ لسجودہم تفخیماً لشانہ فعلی ھذا تکون اللام فی قولہ اسجدوا لاٰدم بمعنی الی او للتوقیت ای اسجدوا اللہ وقت خلقہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام والقول الاول اظہر۔

[ع] فرشتے کے متعلق اس میں تو سب کا اتفاق ہے کہ وہ ذات موجود قائم بنفسہ ہے لیکن اس کی حقیقت کے متعلق اختلاف ہے۔ پس اکثر متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ وہ اجسام (نورانی) لطیفہ ہیں اشکال مختلفہ کے اختیار کرنے پر قدرت رکھتے ہیں اور حکماء کا مسلک یہ ہے کہ وہ جوہر مجرد حقیقت میں نفس ناطقہ کے مخالف ہیں لیکن وہ نفس ناطقہ سے علم میں زیادہ کامل اور زیادہ قوی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں ایک قسم معرفت حق میں مستغرق ہیں قسم دوم بحکم خدائے تعالٰی مدبر امور ہیں کشش ۱۲ منہ۔

وانما شرف العلم لکونہ وسیلۃ الی التقوی الذی یستحق بہ المرء الکرامۃ عند اللہ تعالیٰ والسعادۃ الابدیۃ کما قیل لمحمد بن الحسن بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ (شعر)

تعلّم فان العلم زین لاھلہ — وفضلٌ وعنوانٌ لکل المحامد
وکن مستفیدا کل یوم زیادۃً — من العلم واسبح فی بحور الفوائد
تفقّہ فان الفقہ افضل قائد — الی البر والتقوی واعدل قاصد
ھو العلم الھادی الی سنن الھدیٰ — ھو الحصن ینجی من جمیع الشدائد
فان فقیھا واحدا متورّعا — اشد علی الشیطان من الف عابد

ترجمہ و تشریح :۔ اور علم کی شرافت و بزرگی اس وجہ سے ہے کہ وہ وسیلہ ہے اُس تقویٰ (پرہیزگاری) کا جس سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کرامت (بزرگی و مرتبہ بلند) اور ابدی سعادت (ہمیشہ کی نیک بختی) کا مستحق ہو سکے (کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت اور بزرگی والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے) جیسا کہ امام محمد بن الحسن بن عبد اللہ (بن طاؤس بن ہرمز بن نوشیروان) رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا تھا۔ شعر

جس کا ترجمہ یہ ہے :۔ یعنی علم حاصل کر کیونکہ علم اہل علم کے لئے زینت ہے اور فضیلت ہے نیز ستائش اور تعریفوں کی نشانی اور دلیل ہے اُس کے لئے اور فائدہ حاصل کر تو ہر روز زیادہ سے زیادہ علم کا اور فائدہ کے دریاؤں میں تیرتے رہو فقہ حاصل کر تو پس کیونکہ فقہ افضل قائد اور چلانے والا ہے۔ نیکی اور تقویٰ کی طرف اور زیادہ اعدل قاصد ہے وہ فقہ ہدایت کے راستہ کیطرف ہدایت کرنے

تحقیق الالفاظ :۔ التقویٰ اسم للاتقاء من الوقایۃ وھی فرط الصیانۃ وفی الشرع عبارۃ عن کمال التوقی عما یضرہ فی الآخرۃ کما قیل ای خوطب محمد ہو تلمیذ ابی یوسف تعلّم امر حاضر من التعلم زین ای زینۃ فضل ای فضیلۃ عنوان ای العلامۃ والمحامد جمع المحمدۃ وہی مصدر بمعنی المفعول ای الخصال المحمودۃ المقبولۃ عند اللہ وانس واسبح من السبح وھو الذہاب علی وجہ الماء بحور الفوائد من قبیل لجین الماء ای فی فوائد کالبحار تفقہ امر حاضر من التفقہ ای تحصیل علم الفقہ افضل قائد ای افضل دلیل اعدل قاصد القصد العدل ای اعدل جنس لعادل العلم العلامۃ سنن بالفتح الطریق والہدیٰ بمعنی الہدایۃ وہی الدلالۃ بلطف الی ما یوصل الی المطلوب ینجی طالبہ ومتعلمہ الشدائد جمع شدیدۃ من جملتہا الجہل باوامر اللہ تعالیٰ ونواہیہ فان الجہل بہا من اعظم الشدائد متورعا ای متجنبا عن الحرام کلہ بکمال التجنب عابد ای غیر فقیہ یعنی بقاء فقیہ واحد وحیاتہ اشد والنعض علی الشیطان من بقاء الف عابد وحیاتہم

والا علم اور نشانی ہے اور وہ فقہ قلعہ ہے جو نجات دے تمام سختیوں سے کیونکہ ایک فقیہ جو پرہیزگار ہے سخت اور بھاری ہے شیطان پر ایک ہزار عابد یعنی عبادت گذار غیر فقیہ سے ۔

ف :- تفسیر میں ہے کہ بعد علم توحید کے سب زیادہ اولیٰ یہ ہے کہ علم فقہ سیکھے اور علم عربی بھی ہم علوم میں سے ہے کیونکہ سب اصول و فروع علوم کے حقیقت میں اس کے (علم عربی کے) محتاج ہیں اسلئے اس کو بھی سیکھے اور علم کلام وعلم مناظرہ کا قدر حاجت سے زیادہ سیکھنا مکروہ ہے ۔ اس وجہ سے کہ روایت کیگئی ہے کہ تحقیق حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے صاحبزادہ حمادؒ کو اس سے منع فرماتے تھے ۔ پس حمادؒ نے کہا ابا جان ! میں تو آپ کو اس چیز میں مشغول دیکھتا ہوں جس سے آپ مجھکو منع فرماتے ہیں ۔ تب حضرت امام اعظمؒ نے فرمایا کہ اے پیارے بیٹا ! ہم اس حالت میں علم کلام وعلم مناظرہ سے شغل رکھتے ہیں گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں یعنی بالکل ہلتے جلتے اور زیادہ جنبش و حرکت نہیں کرتے مطلب یہ ہے کہ قواعد و اصول شرع اور قدر ضرورت سے زائد کچھ بھی نہیں کرتے بسبب اس خوف کے کہ مقابل شخص کہیں حق بات سے پاؤں پھسلکر بے راہ نہ ہو جائے ۔ اور تم شغل کرتے ہو اس حالت میں کہ ہر ایک تم میں سے یہ چاہتا ہے کہ اپنے مقابل شخص کو راستہ سے پھسلا دیوے اور وہ اس بات کے مانند ہے کہ اپنے مقابل شخص کی تکفیر کرے ۔ پس جس نے یہ ارادہ کیا وہ خود کافر ہو جائے گا پہلے اس سے کہ وہ اپنے مقابل کی تکفیر کرے یعنی بسبب ارادۂ تکفیر مقابل کے اسی طرح علم منطق و فلسفہ اور اس جیسے دوسرے علوم کے ساتھ شغل رکھنے کا حکم ہے یعنی قدر ضرورت اور حاجت دینیہ سے زیادہ مکروہ ہے ۔

جیسا کہ کسی نے کہا ۔ شعر

قل للحکیم الفیلسوف المنطقی	علمٌ حرامٌ درسہ لا تنطق
احفظ عنانک عن مناہج درسہ	ان البلاء موکل بالمنطق

ترجمہ :- کہدے حکیم یعنی حکمت دان فلسفی منطقی کو فلسفہ ایسا علم ہے جس کا درس حرام ہے پس اس کو نطق اور کلام مت کر و تمہارے لگام یعنی توجہ کو محفوظ رکھو اس فلسفہ کے درس کے راستوں سے کیونکہ بلا و مصیبت منطق یا بولنے کے ساتھ مفوض اور متوکل ہے ۔

علم کتابت و رسم خط امور جائزہ اور علوم معتبرہ سے ہے لیکن عورتوں کو (اگر فتنہ و فساد کا اندیشہ

ہو اور ضرورت دینیہ مقتضی نہ ہو اور نہ سخت حاجت موجب ہو) اس کا سیکھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں لا تعلموا النساء الخط۔ یعنی تم عورتوں کو خط وکتابت کی تعلیم مت دو۔ غالباً شیخ بو علی سینا کا یہ مقولہ ہے المرأۃ حیۃ یزداد سمہا بالخط۔ یعنی عورت سانپ ہے اس کا زہر خط وکتابت سے زیادہ ہو جائیگا۔ بعض علماء فرماتے ہیں جان تو کہ عمدہ خط وکتابت علم وادب کا نقش ونگار یعنی زینت ہے اور کہا بعضوں نے کہ کتابت نصف علم ہے اور کہا فضیل بن سہیل نے کہ سعادت مرد کی یہ ہے کہ وہ حسن الخط اور فصیح العبارت ہو۔ کسی شاعر نے کہا۔

تعلّم قوام الخط یا ذا التأدّب | وما الخط الا زینۃ المتأدّب
فان کنت ذا مال فخطک زینۃ | وان کنت محتاجاً فافضل مکسب

یعنی درست خط کو سیکھ لے اے ادب اور علم حاصل کرنے والا اور خط علم حاصل کرنے والے کی زینت ہے پس اگر تو مال والا یعنی تو انگر ہے تب تمہارا خط زینت ہے اور اگر تو محتاج ہے تو خط افضل آلہ ہے کسب کا۔

یعنی اگر پختگی اور درستگی خط کو سیکھ لیا تو اہل علم کے لئے یہ زینت کی چیز ہو جائے گی۔ اور اگر وہ صاحب مال ہے تو یہ حسن خط اس کیلئے کم سے کم زینت تو ہے اور اگر وہ محتاج اور فقیر ہو تو یہ عمدہ کسب معاش کا آلہ اور حرفہ ہے کہ اس سے بہت سے روپیہ وپیسہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ہاں! البتہ حسن خط کے ساتھ صحت املأ وتحقیق الفاظ ضروری اور لابدی ہے کیونکہ یہ چیز علم کے کمال ونقص پر دال ہے اس کی خرابی اہل علم کیلئے سخت عیب کی بات ہے کیونکہ قلم آدمی کی زبان ساکت وصامت ہے۔ اور شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد | عیب وہنرش نہفتہ باشد

یعنی جب تک کوئی مرد بات نہ کہا ہو عیب اور ہنر اس کا پوشیدہ ہوتا ہے۔

(ملتقط من شرح الشیخ ابراہیم بن اسمٰعیل مع زیادۃ وتغیر)۔

وکذالک فی سائر الاخلاق نحو الجود والبخل والجبن والجرأة والتکبر والتواضع والعفة والاسراف والتقتیر وغیرها فان الکبر والبخل والجبن والاسراف حرامٌ ولا یمکن التحرز عنها الا بعلمها وعلم ما یضادها فیفترض علی کل انسان علمها وقد صنف السید الامام الاجل الشهید ناصر الدین ابو القاسم کتاباً فی الاخلاق ونعم ما صنف فیجب علی کل مسلم حفظها۔

ترجمہ وتشریح:۔ اور اسی طرح احوال باطنی میں سے تمام اخلاق کے امور کا طلب علم فرض ہے مثل سخاوت وبخیلی، بزدلی وبہادری، بڑائی وفروتنی اور پاکدامنی وپرہیزگاری فضول خرچی و کم خرچی وغیرہ، کیونکہ بڑائی، بخیلی، بزدلی وفضول خرچی حرام ہیں اور ان بڑے اخلاق سے بچنا بغیر ان کے اور ان کے اضداد کے علم حاصل کئے ناممکن ہے اس لئے انسان پر ان کا علم سیکھنا فرض ہے اور سید امام اجل ناصر الدین ابو القاسم شہیدؒ نے علم الاخلاق میں ایک کتاب تصنیف کی جو بہت ہی عمدہ ہے پس ہر شخص مسلم پر اس کا یاد کرلینا واجب ہے۔

ف:۔ زمانۂ حال میں حضرت حکیم الامت مجدد الملۃ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف تعلیم الدین التکشف عن مہمات التصوف، وتربیۃ السالک نیز ان کے مواعظ کے رسائل اور جناب مولانا ابو القاسم حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی مدظلہ العالی کی تصنیف اخلاق وفلسفۂ اخلاق مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی وغیرہ بہت زیادہ قابل حفظ ہیں

تحقیق الالفاظ الاخلاق۔ جمع خُلق بالضم ای الخصلۃ۔ والجبن بضم الجیم ای الخوف والجرأۃ۔ کالجرعۃ وہی الشجاعۃ وتجوز الجراءۃ کالکراہۃ۔ والعفۃ ای التحرز عن الحرام والتقتیر وہو التضییق فی النفقۃ۔ عنہا ای عن المذکورات۔ ما یضادہا ای مایکون ضدًا لہا علی کل انسان علمہا لانہ موقوف علیہ التحرز عن الحرام الذی ہو فرض والموقوف علیہ الفرض فرض فکان علمہا مطلوبا لا لاجل ذاتہ۔ بل للاحتراز عنہ فی الاخلاق۔ ای فی علم الاخلاق۔ ونعم ما صنف۔ نعم من افعال المدح وما موصوفۃ بمعنی شئی وصنف صفۃ والمخصوص بالمدح محذوف للعلم بہ ای نعم الشئی الذی صنفہ کتاب الاخلاق۔ ۱۲

وأمّا حفظ ما يقع فی بعض الاحايين ففرض علی سبيل الكفاية اذا قام به البعض فی بلدة سقط عن الباقين فان لم يكن فی البلدة من يقوم به اشتركوا جميعا فی المأثم فيجب علی الامام ان يأمرهم بذلك ويجبر اهل البلدة علی ذلك. فقيل بان علم ما يقع علی نفسه فی جميع الاحوال بمنزلة الطعام لا بد لكل واحد من ذلك وعلم ما يقع فی بعض الاحايين بمنزلة الدواء يحتاج اليه فی بعض الاوقات وعلم النجوم بمنزلة المرض فتعلمه حرام لانه يضر ولا ينفع والهرب من قضاء الله تعالی وقدره غير ممكن۔

ترجمہ وتشریح :۔ اور جو حال بعض اوقات میں واقع ہوتا ہے یعنی کبھی کبھی اس کی ضرورت پڑتی ہے اس کا یاد کرنا اور جاننا فرض کفایہ ہے (یعنی) جبکہ کسی آبادی کے بعض افراد اس کو حفظ اور یاد کرلیگا وہ فرض دوسروں کے ذمہ سے بھی ساقط ہو جائیگا۔ اور اگر اس علاقہ میں سے کوئی فرد بھی اس کو نہ سیکھیگا تو اس علاقہ کے تمام لوگ اس فرض کے ترک کرنے کی وجہ سے گناہ میں برابر کا شریک ہوگا۔ پس امام یعنی حاکم شرعی اور سردار قوم پر واجب ہے کہ ان لوگوں کو اس کے سیکھنے کیلئے حکم کرے۔ اور اس آبادی کے باشندوں کو اس پر مجبور کردے۔ اسی وجہ سے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اپنے نفس پر جو چیز تمام حالتوں میں گذرے اور واقع ہو اس کا علم مانند طعام کے ہے (یعنی جیسا کہ ہر انسان کو کھانے کی ضرورت پڑتی ہے) اس لئے ہر شخص کو اس کا ادا کرنا ضروری ہے اور جو بعض اوقات میں واقع ہو اس کا علم دوا کے مانند ہے کہ کبھی کبھی (یعنی مرض کے وقت) اس کی حاجت ہوتی ہے۔ (اس نے کسی ایک کا اس کو جان لینا کافی ہوگا) اور علم نجوم (یعنی ستارہ وغیرہ دیکھکر آئندہ حالات کا اندازہ لگانے کا علم جو کاہن اور نجومی لوگ کرتے ہیں) وہ علم تو مرض کے مانند ہے پس اس کا سیکھنا حرام ہے کیونکہ وہ نقصان پہنچاتا ہے اور کوئی فائدہ نہیں کرتا ہے سو جگہ کہ بھاگنا اللہ کے قضا و قدر سے ممکن نہیں ہے۔

تحقیق الالفاظ :۔ الاحايين۔ جمع حين اذا قام به۔ الباء للتعدية ای اذا اقامه۔ فان لم يكن ای ان لم يوجد المأثم۔ مصدر ميمی بمعنی الاثم۔ علی الامام ای الخليفة۔ بذلك۔ ای بالقيام به۔ علی ذلك ای القيام بعلم الكفاية۔ فقيل۔ ای حكم لان القول اذا استعمل بالباء يكون بمعنی الحكم بكل واحد من افراد الانسان كالطعام الذی لابد لكل فرد اكله والهرب ای والحال ان الفرار غير ممكن فيتعلمه علی قصد ان ينجو يتعلمه عن قضاء الله وقدره لغو محض م

م وليت بحث غاية تعطيل الاوقات وتضييع العمر وهذا ضرر محض ۱۲۔

فینبغی لکل مسلم ان یشتغل فی جمیع اوقاتہ بذکر اللّٰہ تعالٰی والدعاء والتضرع وقراءۃ القراٰن والصدقات الدافعۃ للبلاء ویسأل اللّٰہ تعالٰی العفو والعافیۃ فی الدنیا والاٰخرۃ لیصونہ اللّٰہ تعالٰی عن البلاء والاٰفات فان من رزق الدعاء لم یحرم الاجابۃ فان کان البلاء مقدرًا یصیبہ لامحالۃ ولکن ییسرہ اللّٰہ تعالٰی علیہ ویرزقہ الصبر ببرکۃ الدعاء اللّٰھم الا اذا تعلم من النجوم قدر ما یعرف بہ القبلۃ واوقات الصلوٰۃ فیجوز ذٰلک واما تعلم علم الطب فیجوز لانہ سبب من الاسباب فیجوز تعلمہ کسائر الاسباب فقد تداوی النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ترجمہ وتشریح:۔ (اس لئے علم نجوم کو سیکھکر کیا فائدہ ہوگا؟ بلکہ پریشانی اٹھائیگا۔ اور بیجا تدبیر وغیرہ میں وقت بیکار اور عمر ضائع کرنے کی الگ نقصانی اٹھائیگا۔ بلکہ آئندہ آفات وبلیات سے بچنے کیلئے بہتر تدبیر یہ ہے کہ) ہر مسلمان تمام اوقات میں ذکر اللہ تعالٰی و دعا وگریہ اور زاری و قرأتِ قرآن اور صدقہ دینے میں جو کہ دافع بلا ہے مشغول رہے۔

(ف):۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے الصدقۃ ترد البلاء وتزید فی العمر، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ صدقہ بلا کو دور کرتا ہے اور عمر کو بڑھاتا ہے ۱۲ ش)

اور اللہ تعالٰی سے گناہوں کی معافی اور دنیا وآخرت میں راحت وآرام کی دعا کرتا رہے تاکہ اللہ تعالٰی ان کو بلاؤں اور آفتوں سے محفوظ رکھے۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ جس کو دعا کی توفیق نصیب ہوئی وہ قبولیتِ دعا کے درجہ سے محروم نہ رہیگا۔ (کیونکہ خداوند تعالٰی فرماتے ہیں ادعونی استجب لکم یعنی تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کرلوں گا)

تحقیق الالفاظ:۔ الدافعۃ للبلاء یقتضی الحدیث المذکور فی الشرح الہندی العفو ای التجاوز عن السیئات والعافیۃ ای الصحۃ عن البلایا والاسقام من رزق الدعاء ای بالدعاء۔ الاجابۃ ای من الاجابۃ فتوجہ السوال علی ہذا القول بان البلاء اذا کان مقدرًا وقوعہ یصیبہ لامحالۃ فکیف تحصل الاجابۃ فاجاب بقولہ فان کان البلاء مقدرًا یصیبہ لامحالۃ ولکن ییسرہ اللّٰہ تعالٰی علیہ ویرزقہ الصبر ببرکۃ الدعاء لامحالۃ۔ مصدر میمی بمعنی التحول ای لاتحول ولا انتقال۔ علیہ ای یجعلہ یسیرًا علی ذٰلک العبد الداعی۔ اللّٰھم الا اذا تعلم۔ ہذا استثناء من قولہ فتعلمہ حرام اللّٰھم لتمکین الجواب فی نفس السامع کقولک اللّٰھم نعم لمن قال لک ازید قائم لکنہ لمع الآن شرکثیرًا ما الٰی ضعف الجواب م

م او عدم الاتکدو الوجوب فیجوز ذٰلک۔ جواب اذا ای یجوز التعلم من علم النجوم مقدار ما یعرف بہ احوال القبلۃ واوقات الصلوٰۃ لان تعلم منہ بقدر الحاجۃ ... ۱۲ منہ

وقد حکی عن الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ انہ قال العلم علمان علم الفقہ للادیان وعلم الطب للابدان وما وراء ذٰلک بُلغۃ مجلس۔

ترجمہ وتشریح:۔ (بقیہ گذشتہ) پس اگر بلاء اس کے مقدر میں ہے تو وہ ضرور اس کو پہنچکر رہے گی لیکن دعا کی برکت سے اس بلاء کو اللہ تعالیٰ اس پر آسان کردیگا اور اس کو صبر عطا کریگا ہاں! اگر علم نجوم اتنا سیکھے جس سے احوالِ قبلہ اور اوقات نماز معلوم کرسکے تو یہ جائز ہوسکتا ہے۔ (یعنی محض اسی غرض سے جائز ہوسکتا ہے کیونکہ معرفت احوال دینیہ کیطرف وسیلہ ہے نہ اس وجہ سے کہ خود اس علم کا سیکھنا فی نفسہ جائز اور عند الشرع مقبول ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم ثم انتھوا وتعلموا من العربیۃ ما تعربون بہ کتاب اللہ ثم انتھوا وتعلموا من النجوم ما تھتدون فی ظلمات البر والبحر ثم انتھوا۔ یعنی تمھارے انساب کو تم اتنا سیکھو جس سے تم رشتہ داروں کو پہچان کران سے صلہ رحمی یعنی دوستی ومحبت اور ادائے حقوق کرسکو اس سے آگے مت بڑھو اور علوم عربیہ کو تم اس مقدار تک سیکھو جس سے تم کتاب اللہ تعالےٰ یعنی قرآن مجید کے اعراب ولغات معلوم کرسکو اس سے آگے رک جاؤ اور نجوم سے تم اس حد تک سیکھو جس سے تم خشکی ودریا کی اندھیریوں میں جہت وقبلہ واوقات معلوم کرسکو اس سے آگے باز رہو ۱۲ح)۔ اور علم طب کا سیکھنا پس جائز ہوگا کیونکہ یہ بھی دوسرے اسباب ضروریہ کی طرح ایک سبب ہے پس اس کا سیکھنا دوسرے اسباب کی طرح جائز ہوگا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی علاج ومعالجہ کرنا ثابت ہے (جیسا کہ کتب حدیث اور کتاب طبِ نبوی سے ظاہر ہوتا ہے)

(ترجمہ متعلقہ صفحۂ ھٰذا)۔ اور حضرت محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا (سیکھنے کے قابل) علم صرف دو ہی قسم کے ہیں۔ ایک علم الفقہ احکام وامور دینیہ کی پہچان کیلئے اور دوسرا علم الطب حالات بدن انسانی کی پہچان اور علاج ومعالجہ کیلئے۔ اور اس کے علاوہ جو دوسرے علوم ہیں وہ محض رونق محفل اور مجلس کی زینت ہیں (یعنی نہ مذہب سے کچھ تعلق اور صحت بدن سے کسی قسم کا لگاؤ رکھتا ہے اس وجہ سے قابل اخذ اور لائق تحصیل نہیں ہے۔)

تحقیق الالفاظ:۔ الطب الذی یحصل بمعرفۃ احوال الابدان من الصحۃ والسقم سمی بہ لان الطب فی اللغۃ علاج الجسم۔ الادیان جمع دین ای لمعرفتہا۔ الابدان جمع بدن ای لمعرفۃ احوال ابدان الانسان۔ وما وراء ذٰلک ای المذکور بلغۃ مجلس البلغۃ بالضم ما یتبلغ بہ من العیش ای ما یکتفی بہ فجردت عنہا المعنیٰ الکفایۃ ای وراء ذینک العلمین کفایۃ مجلس لیس لہ نفع سوی کونہ رونق المجلس

وَاَمَّا تَفْسِيْرُ الْعِلْمِ فَهُوَ صِفَةٌ يَتَجَلّٰى بِهَا لِمَنْ قَامَتْ هِيَ بِهِ الْمَذْكُوْرُ وَالْفِقْهُ مَعْرِفَةُ دَقَائِقِ الْعِلْمِ قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلْفِقْهُ مَعْرِفَةُ النَّفْسِ مَا لَهَا وَمَا عَلَيْهَا وَقَالَ مَا الْعِلْمُ اِلَّا لِلْعَمَلِ بِهٖ

علم و فقہ کی تعریف اور غرض و غایت

علم کی تعریف یہ ہے کہ وہ ایسی ایک صفت اور حالت ہے جس کے ذریعے اس شخص کیلئے معلوم و مذکور اور متعلقاتِ علم (یعنی جس کو وہ سیکھنا اور جاننا چاہتا ہے) روشن اور ظاہر ہو جائے جس شخص کے ساتھ یہ صفت پائی جائے۔ اور علم کے دقائق (باریک بینیوں) کو معلوم کرنیکا نام فقہ ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ نفس کا اپنے نفع اور نقصان کی چیزوں کو پہچان لینے کا نام فقہ ہے۔ اور آپؒ نے یہ بھی فرمایا کہ عمل کرنیکے علاوہ اور کسی غرض کیلئے علم نہیں ہے۔

ف: یعنی علم کیلئے ضروری اور لازم ہے کہ اس کے مطابق عمل بھی کرے ورنہ وہ حقیقت میں علم نہیں بلکہ جہلِ مرکب اور وبالِ جان و ایمان ہے۔ جیسا کہ دونوں کے حروف ایک ہیں یعنی ع، ل، م، اسی طرح دونوں ایک دوسرے کو لازم ہے کہ ایک دوسرے کے بغیر نہیں پایا جا سکتا ہے۔

عن سفیان ان عمر بن الخطابؓ قال لکعب من اربابُ العلم؟ قال الذین یعملون بما یعلمون قال فما اخرج العلم عن قلوب العلماء قال الطمع۔ (مشکوٰۃ)

یعنی سفیان ثوریؒ سے روایت ہے عمر بن الخطابؓ نے کعب احبارؓ سے سوال کیا کہ اصحابِ علم کون لوگ ہیں

تحقیق الالفاظ:۔ اما تفسیر العلم۔ ہذا شروع فی بیان ماہیۃ العلم والقیاس تقدیمہ علی بیان کون طلبہ فرضاً او غیرہ لانہ عارض من عوارضہ والمعروض مقدم علی العارض الا انہ قدم للاہتمام بشانہ والاشعار بان البحث عنہ امر مہم لتنبیہ الطالب ویشتغل علی طلبہ۔ صفۃ یتجلی۔ ای یتضح وینکشف بالانکشاف التام۔ بہا۔ ای بتلک الصفۃ۔ لمن۔ متعلق بیتجلی۔ قامت ہی بہ۔ الضمیر فی بہ راجع الی الموصول ای من۔ المذکور۔ فاعل یتجلی ای ما یصح ان یذکر ویمکن ان یعبر عنہ ویعبر عنہ الشیٔ الی المذکور لیعم الموجود والمعدوم وقد یتوہم ان المراد بالمعلوم لان فی ذکر العلم ذکر المعلوم وعدل عنہ الی المذکور فراراً عن الدور۔ والفقہ۔ خصہ من انواع العلم بالبیان لشرفہ اذ بہ یحصل سعادۃ الدنیا والآخرۃ۔ قال ابوحنیفۃ۔ ہذا معنی آخر۔ ما لہا۔ ای ما حصل لہا من الخیر۔ وما علیہا۔ ای ما حصل لہا من الشر وہذا المعنی اعم من الفقہ الذی یعرف بہ احوال المکلفین۔ وقال ابوحنیفۃ ایضاً۔ ما العلم۔ ما نافیۃ الا للعمل بہ۔ ای لا لغیرہ من الاغراض والوجوہ ؞ ؞ ۱۲

کعب احبارؓ نے جواب دیا جو لوگ اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ پھر سوال فرمایا تو علماء کے دلوں سے علم کو کس چیز نے نکال دی؟ انہوں نے کہا طمع نے یعنی حقیر دنیا کی لالچ اور طمع نے۔ (مشکوٰۃ شریف ص۳۷ ولہ الدارمی)

(۲) وعن ابی الدرداءؓ قال ان اشر الناس عند اللہ منزلۃ یوم القیامۃ عالم لا ینتفع بعلمہ۔ رواہ الدارمی۔ یعنی ابو الدرداءؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن مرتبہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ بدتر وہ عالم ہے جس کے علم سے وہ خود یا دوسرے لوگ نفع نہ اٹھائے یعنی خود عمل نہ کرے اور دوسروں کو تعلیم و تبلیغ نہ کرے (مشکوٰۃ شریف ص۳۷)

(۳) وعن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم الرجل الفقیہ فی الدین ان احتیج الیہ نفع وان استغنی عنہ اغنی نفسہ۔ رواہ رزین۔ یعنی علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت اچھا فقیہ آدمی دین کے بارے میں وہ ہے جس کے علم کی طرف دوسرے لوگ یا خود محتاج ہوں تو ان کو یا اپنے کو اس کا علم فائدہ اور نفع پہنچائے۔ اور اگر اس سے لوگ بے نیاز ہو جائیں تو وہ اپنے کو لوگوں سے بے نیاز کر لے لوگوں کی طرف خواہ مخواہ مائل نہ ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف ص۳۶)

(۴) وعن ابی حنیفۃؒ قال جوابا لسائلہ اعلم ان العمل تبع للعلم کما ان الاعضاء تبع للبصر والعلم مع العمل الیسیر انفع من الجہل مع العمل الکثیر ومثل ذلک الزاد القلیل الذی لا بد منہ فی المفازۃ مع الہدایۃ بہا انفع من الجہالۃ مع الزاد الکثیر وکذلک قال اللہ تعالیٰ قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوا الالباب۔ ص۹۷ جزء اول۔ مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃؒ للموفق بن احمد المکی خطیب خوارزم۔ یعنی امام اعظم ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک سائل کے جواب میں فرمایا جانو کہ عمل علم کا تابع ہے جیسا کہ سارے اعضاء آنکھ کے تابع ہیں اور علم تھوڑے عمل کے ساتھ زیادہ نفع دینے والا ہے عمل کثیر کے ساتھ جہل سے اور اس کی مثال یہ ہے کہ چٹیل میدان میں ضروری تھوڑے توشہ کے ساتھ راہ یافتہ ہونا زیادہ فائدہ مند ہے اس بات سے کہ بہت زیادہ توشہ اور سامان کے ساتھ بے راہ اور گمراہ ہو، خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کہہ دیجئے اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں ان کا وہ لوگ برابر ہو سکتے ہیں جو علم نہیں رکھتے؟ البتہ عقلمند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ ——— فارسی اشعار

والعمل بہ ترک العاجل للآجل فینبغی للانسان ان لایغفل عن نفسہ وما ینفعہا وما یضرہا فی اولاہا واُخرٰہا فیستجلب ما ینفعہا ویجتنب ما یضرہا کیلا یکون عقلہ وعملہ حجۃً علیہ فیزداد عقوبۃً نعوذ باللہ من سخطہ وعقابہ۔ وقد ورد فی مناقب العلم وفضائلہ آیات واخبار صحیحۃ مشہورۃ لم نشتغل بذکرہا کیلا یطول الکتاب۔

علم رادر دل زنی یارے بود	علم را برتن زنی مارے بود	خواجہ پندارد کہ او را حاصلیست
حاصل خواجہ بجز پندار نیست	ہرکس کہ نداند و بداند کہ بداند	اور جہل مرکب ابد الدہر بماند

اردو ترجمہ: (۱) علم کو اگر دل میں جگہ دوگے یعنی اس کے مطابق عمل کروگے اور اس پر یقین کروگے وہ علم تمہارا دوست ثابت ہوگا۔ علم کو اگر بدن پر یعنی محض زبان پر رکھوگے اس پر عمل نہ کروگے تب وہ تمہارے لئے سانپ بنے گا یعنی وبال جان ہوگا (۲) کسی علم والے صاحب کو گمان اور فخر ہے کہ اس کو کچھ حاصل ہوگیا ہے تب جان لو کہ اس کو محض اس گمان کے اور کچھ حاصل نہیں ہے۔ (۳) جو شخص کہ کچھ نہیں جانتا ہے لیکن خود گمان کرتا ہے کہ وہ بہت کچھ جانتا ہے تب وہ اس کا جہل اور نادانی مرکب یعنی ڈبل ہے اس میں ہمیشہ رہیگا اس سے کبھی چھٹکارا نہ پاسکے گا۔ پہلے شعر کا مصداق یہ حدیث ہے عن الحسن البصریؒ قال العلم علمان فعلم فی القلب فذاک العلم النافع (فی ما بین السطور عن المرقاۃ ای الذی یظہر السنۃ ویبطل البدعۃ) وعلم علی اللسان فذاک حجۃ اللہ عزوجل علی ابن آدم (فی ما بین السطور عن المرقاۃ لقولہ تعالیٰ لم تقولون ما لا تفعلون) رواہ الدارمی۔ یعنی حسن بصریؒ نے فرمایا کہ علم دو قسم کے ہیں۔ ایک علم تو وہ جو دل کے اندر ہوا کرتا ہے پس یہ علم نافع ہے (بین السطور میں مرقات سے مروی ہے یعنی جو کہ سنت کو ظاہر کرے اور بدعت کو باطل کردے) اور دوسرا علم وہ جو محض زبان پر ہو کہ اس سے باتیں بنایا کرتے ہیں اور لوگوں پر اپنی فوقیت ظاہر کرتے پھرتے ہیں مگر دل کے اندر کچھ بھی اس نے اثر نہیں کیا جس سے خود بے عمل ٹھہرا) پس یہ بنی آدم پر اللہ تعالیٰ کی حجت اور مخالف دلیل ہے (جو لینے لئے وبال جان وایمان بنے گا۔ بین السطور میں مرقات سے بیان ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں کیوں ایسی بات کرتے ہو جس کو تم خود نہیں کرتے ہو) اس حدیث کو دارمی نے روایت کی مشکوٰۃ

(متعلقہ صفحۂ ھٰذا) تحقیق الالفاظ:۔ العاجل۔ ای الدنیا والاشتغال بامورہا فالآجل ای التحصیل الآخرۃ ای الجنۃ وما فیہا من الدرجات اذ لا یمکن تحصیلہا معًا لانہما ضدان والآخرۃ ابدیۃ باقیۃ فیلزم ترک الفانی لاجل الباقی فینبغی ہٰذا کلام المصنف یعنی اذا تقرر ما قال ابو حنیفہؒ فینبغی عن نفسہ۔ ای معرفۃ نفسہ بالعجز والفقر والفقداء۔

اور انجام و آخرت کی بہتری کیلئے نقد اور حالیہ فائدے کو ترک کرنیکا نام عمل ہے۔ پس انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے نفس سے اور دنیا و آخرت میں اس کے نفع و نقصان کی چیزوں سے کسی وقت غافل اور بے خبر نہ ہو جائے اس لئے اس کے نفع کی چیزیں حاصل کرے اور اس کے ضرر کی چیزوں سے پرہیز کرے تاکہ اس کی عقل اور اس کا علم اس کے لئے مخالف دلیل اور شاہد و حجت اور وبال جان و ایمان نہ بنے جس سے اسکے عذاب میں زیادتی ہونے لگے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ان کی ناراضی و عذاب ہی سے پناہ مانگتے ہیں۔

(اس کے بعد مصنفؒ فرماتے ہیں) اور علم کے مناقب و فضائل میں بہت سی آیات قرآنیہ اور اخبار صحیحہ مشہورہ وارد ہوئے ہیں۔ ہم اس کے ذکر کرتے میں اس وجہ سے مشغول نہیں ہوتے تاکہ کتاب دراز نہ ہو جائے۔

ف:۔ حاشیہ میں ہے کہ ان آیات و احادیث میں سے بعض صریح الدلالۃ یہ ہیں۔ انہیں سے ایک آیت سورہ زمر کی آیت ۹ بھی مذکور ہوئی جو مع ترجمہ اس سے قبل امام اعظمؒ کے قول میں ہم نقل کر چکے ہیں۔ دوسری آیت یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات (سورۃ المجادلۃ ۱۱) یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کا (تم میں سے) مرتبہ بلند فرمائے اور خاص کر صاحب علم لوگوں کے بہت سے مرتبے (بلند فرمائے)

تیسری آیت یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا وما یذکر الا اولوا الالباب (سورۃ البقرۃ آیۃ ۲۶۹) یعنی خداوند تعالیٰ دانائی و علم کی باتیں جس کو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں، اور جس کو حکمت اور دانائی کی باتیں دی گئیں اس کو بہت سی بھلائی دی گئیں۔ بیشک عقلمند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ اس کے حاشیہ میں ہے کہ جاء فی البخاری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین خیر الدنیا والآخرۃ مع العلم وشر الدنیا والآخرۃ مع الجہل یعنی بخاری شریف میں روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ اور علم عطا کرتے ہیں

تحقیق الالفاظ:۔ (بقیہ گذشتہ) وقال الشارح وانما فسرنا بہذا لانہ عجز العقلاء عن معرفۃ حقیقۃ النفس قالوا معرفۃ النفس معرفۃ صفاتہ وحقق ہذا البحث فی قولہ علیہ السلام من عرف نفسہ فقد عرف ربہ وما ینفعہا من العبادات والطاعات وما یضرہا من الفواحش والمنکرات فی اولاہا ای الدنیا۔ ما ینفعہا من الثواب والحسنات ما یضرہا من الآثام والسیئات حجۃ علیہ ای شاہدا ودلیلا یشہد علی ما یضرہ فی مناقب العلم ای فی بیان مفاخرہ وفضائلہ ۲؎

۲؎ ہذا شروع فی بیان فضل العلم ۱۲

یعنی اس کو عالم اور فقیہ کرتے ہیں۔ دنیا اور آخرت کی بھلائی علم کے ساتھ متعلق ہے یعنی علم ہی کے ذریعہ وہ حاصل ہوسکتی ہے اور دنیا و آخرت کی برائی جہل کے ساتھ مربوط ہے۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۲ میں بھی یہ روایت متفق علیہ کی بروایت معاویہ مروی ہے مگر وہ یفقهه فی الدین تک ہے اس کے بعد اس میں ہے وانما انا قاسم والله یعطی۔ یعنی اور میں علم بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ علم کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔ اور شرح میں ہے ویکفی فی فضیلته ما روی عن ابی الدرداء رضی الله تعالیٰ عنه (فی المشکوٰۃ عن کثیر بن قیس) قال کنت جالساً مع ابی الدرداء فی مسجد دمشق فجاءه رجل فقال یا ابا الدرداء انی جئتك من مدینة الرسول صلی الله علیه وسلم لحدیث بلغنی انك تحدثه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ما جئت لحاجة قال فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من سلك طریقاً یطلب فیه علماً سلك الله به طریقاً من طرق الجنة وان الملائکة لتضع اجنحتها رضاً لطالب العلم وان العالم لیستغفر له من فی السموات ومن فی الارض والحیتان فی جوف الماء وان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر علی سائر الکواکب وان العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دیناراً ولا درهماً وانما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر (رواه احمد والترمذی وابو داؤد وابن ماجة والدارمی وسماه ای الراوی الترمذی قیس بن کثیر) کذا ذکر فی کتاب المصابیح۔ والله تعالیٰ اعلم بالصواب

یعنی علم کی فضیلت میں وہ حدیث کافی ہوگی جو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۲ وصفحہ ۳۳ میں ہے کثیر بن قیس اور بروایت ترمذی قیس بن کثیر سے مروی ہے کہ میں دمشق ملک شام کی مسجد میں (غالباً جامع اموی میں) حضرت ابوالدرداء کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا پس ان کے پاس ایک شخص آیا تب اس شخص نے کہا اے ابوالدرداء میں آپ کے پاس مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی مدینہ منورہ) سے یہاں آپ سے ایک حدیث سننے کیلئے آیا ہوں جو مجھ کو خبر پہنچی کہ آپ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان فرماتے ہیں۔ (شاید انہوں نے اس حدیث کو اجمالی طور پر سن لیا تھا اب تفصیل معلوم کرنا چاہتا ہے۔ یا پہلے پوری حدیث سن لی اور اب بلا واسطہ سننا چاہتا ہے۔ بغرض افادہ علم یا زیادت یقین یا علو اسناد کے لئے کیونکہ یہ دینی امر ہے ۱۲ حاشیہ عن المرقاۃ۔

میں (مدینہ منورہ سے اتنی دور دراز مسافت کا سفر طے کرکے دمشق ملک شام تک سوائے اس حدیث کے سننے کے دوسری اور) کسی حاجت و ضرورت کیلئے نہیں آیا۔ (اس کے بعد حضرت ابو الدرداءؓ جو حدیث بیان فرمائی وہ یا تو اس شخص کا بعینہ مطلوب ہے یا اس کا بیان ہے کہ اس کا طلب حدیث کیلئے یہ سفر اور سعی عند اللہ مشکور و مقبول ہے اور یہاں اس شخص کے بعینہ مطلوب کا ذکر نہیں کیا گیا محشی فرماتے ہیں عن المرقاۃ والاول اغرب والثانی اقرب) حضرت ابو الدرداءؓ نے کہا سنا میں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے) جو شخص کسی راستہ پر چلے گا یا اس میں داخل ہوگا کہ اس راستہ میں وہ علم کو طلب کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ جنت کے راستوں میں سے کسی راستہ پر چلنے کی توفیق عطا کریگا یا بسبب علم کے اس راستہ کو اس کے لئے آسان و سہل کر دیگا اور بیشک فرشتے طالب علم کو راضی و خوش کرنیکے ارادے سے (تواضع کرتے ہوئے یا اس کی مدد کرنے اور سعی کو آسان کرنیکے لئے مجازاً یا حقیقۃً علم و ذکر سننے کیلئے) اپنے پروں سہ کو پست کر لیتے ہیں (یعنی طیران سے پروں کو، روک کر سمیٹ لیتے ہیں اور اترتے ہیں اگرچہ مشاہدہ نہ ہوسکے بوجہ لطافت طبع ملائکہ کے) اور تحقیق عالم کے لئے گناہ کی معافی چاہتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور مچھلیاں (دریائی تمام جانور) بھی پانی کے اندر رہکر (ان کیلئے گناہ کی معافی چاہتی ہیں) اور ضرور عالم کی فضیلت عابد (یعنی غیر عالم) پر مانند چودھویں رات کے چاند کی فضیلت کے ہے تمام ستاروں پر۔ اور بیشک علماء حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث و نائب ہیں۔ اور تحقیق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں نہ دینار عہ (یعنی سونے کا سکہ) میراث میں چھوڑ گئے ہیں اور نہ درہم یعنی چاندی کا سکہ۔ بلکہ فقط علم ہی میراث میں چھوڑ گئے ہیں پس جس نے اس (علم نبوی) کو حاصل کر لیا اس نے پورا حصہ اور بڑا مرتبہ حاصل کر لیا۔ ایسا ہی مصابیح میں ذکر کیا گیا ہے۔

وعن ابن عباسؓ قال تدارس العلم ساعۃ من اللیل خیر من احیائہا۔ رواہ الدارمی (مشکوٰۃ ص۳۶) یعنی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رات کا کچھ حصہ (یعنی ایک گھڑی) علم کا تدارس (یعنی آپس میں پڑھنا پڑھانا) اس تمام رات کو عبادت کرکے زندہ رکھنے سے زیادہ بہتر ہے۔ اور مجمع البحار ج ۲ ص۴۲ میں ہے، تعلیم و تعلم کی فضیلت پر جو احادیث دلالت کرتی ہیں ان میں سے بعض یہ بھی ہیں: وفضل عالم یصلی المکتوبۃ ثم یجلس فیعلم الناس

عہ دینار سونے کا سکہ بمقدار ساڑھے چار ماشہ یعنی چھ تنے وزن کا بھی، وہ چاندی کا سکہ بھی ہوا کرتا ہے مگر اس کو مثقال کہا جاتا ہے اسی مقدار پر۔ اور درہم شرعی چاندی کا سکہ بمقدار تین ماشہ ایک رتی اور پانچواں حصہ رتی برابر ۱۲ منہ

سہ پر بچھا دینے کا معنی وضع اجنحہ سے سمجھنا بندہ کی سمجھ سے باہر ہے، واللہ اعلم ۱۲

الخیر علی العابد الذی یصوم النہار ویقوم اللیل کفضلی علی ادناکم، یعنی ایسے عالم کی فضیلت جو فرض نماز کو ادا کرنیکے بعد لوگوں کو خیر و نیکی اور علم پڑھانے کے واسطے بیٹھ جاتا ہے۔ اس عابد پر جو دن بھر روزہ رکھتا ہے اور ساری رات عبادت کرتاہے ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم (صحابہؓ) میں ادنیٰ صحابی پر (یعنی جو بُعد مرتبہ و تفاوت یہاں ہے عالم (معلّم ناس) اور اُس عابد کے درمیان میں بھی ہے) اس حدیث کا ایک ٹکڑا یعنی فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم، ابو اُمامہ باہلیؓ کی روایت سے ترمذی و دارمی سے بھی مروی ہے جو مشکوٰۃ شریف صـ۳۴ میں مذکور ہے بلکہ بعینہ یہ حدیث اُس حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جو مشکوٰۃ صـ۳۶ میں حسن بصری سے مرسلاً مروی ہے اس میں دو شخص کے متعلق سوال ہوا تھا جو بنی اسرائیل میں سے تھے ایک عالم دوسرا عابد کہ دونوں میں سے کون افضل ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کی فضیلت بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا فضل ھٰذا العالم الذی یصلّی المکتوبۃ الی آخر الحدیث بعینہ۔ رواہ الدارمی۔ اور اسی مجمع البحار میں مروی ہے۔ لان تغدو فتتعلم اٰیۃ من کتاب اللہ خیر لک من ان تصلّی مائۃ رکعۃ، یعنی ایک صبح کے وقت تمہارا، قرآن مجید کی ایک آیت سیکھ لینا ایک سَو رکعت نفل نماز پڑھنے سے زیادہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور مصنف مجمع البحار اپنے شیخ و استاد قطب الزمان شیخ علی المتقی صاحب کنز العُمّال سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا بیشک میں نے بعض ایسے جُہلاء اور تصوّف و معرفت کی ڈھونگ رچانے والیکو دیکھا جو سلوک طریق اللہ یعنی معرفت و حقیقت کا دعویٰ تو بہت کرتے ہیں لیکن حقیقت میں ان کو اس کی ہوا بھی نہیں لگی کہ وہ تعلیم و تعلّم کا انکار کرتے ہیں۔ اور اس سے اپنے لوگوں کو روکتے ہیں گویا کہ یہ لوگ علم و علماء کے دشمن ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے کہ یہ اُن کے ایمان میں ضرور نقصان ڈالنے والا ہے۔ اور اس کیلئے وہ دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اُمّی (یعنی ان پڑھ) تھے۔ اور وہ لوگ یہ خیال نہیں کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم (باوجود اُمّی ہونیکے) صاحب علم اور علم کا معدن و مخزن بلکہ چشمہ تھے۔ بسا اوقات اس قسم کے جاہل لوگوں کو کسی ذکر یا اسم کے وِرد کرنیکی وجہ سے ایک طرح کی کچھ صفائی قلب حاصل ہو جاتی ہے۔ تو اس سے وہ مغرور اور متکبر ہو جاتے ہیں، اور وہ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ صفائی قلب بغیر علم کے اس کیلئے آفتوں کا پیش خیمہ اور فتنہ ہے۔ مثلاً حلول یعنی ذات

خداوندی ان کے اندر سرایت کرنے اور اتحاد یعنی وجود خداوندی ان کے وجود کے ساتھ ملکر ایک ہو جانے وغیرہ باطل عقیدے کی لاف زنی اور ہرزہ سرائی کرتے ہیں جو سراسر انکی جہالت اور نادانی پر مبنی ہے۔

اور بعض جاہل لوگ صوفیاء و مشائخ رح کے اس قول کو اپنے لئے دلیل اور حجت قرار دیتے ہیں جو کہ انہوں نے فرمایا کہ العلم حجاب الاکبر یعنی علم اکبر اللہ کا حجاب و پردہ ہے۔ لیکن وہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ وہ اُن کیلئے حجت اور دلیل نہیں ہے۔ اس قول کو آڑ بنا کر اُن کے علم ترک کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی کا عاشق ہو تو اس شخص کو کوئی یہ بتائے کہ تمہاری معشوق اس دیوار کے پیچھے ہے پس وہ شخص یہ کہے کہ دیوار تو حجاب اور آڑ ہے اور یہ کہکر اس کو چھوڑ دے پس کیا اس سے زیادہ احمق و جاہل اور کوئی ہو سکتا ہے؟ اس پر تو واجب یہ تھا کہ دیوار کو پھاند کر محبوب کے ساتھ ملے نہ یہ کہ وہاں سے واپس ہو جائے اور محبوب کو چھوڑ دے (اسی طرح سمجھو کہ علم اللہ کا حجاب اور آڑ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کی دیوار اور حجاب کے پیچھے مستور ہیں یعنی بواسطۂ علم اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں نہ کہ جہل کے ساتھ۔ علم کی دیوار پھاند کر اور اس کو پار کر کے اللہ تعالیٰ کی معرفت تک پہنچ سکتے ہیں جیسا کہ ارشادِ ربانی بھی اس طرف مشیر ہے چنانچہ کہا گیا، انما یخشی اللہ من عبادہ العلماءُ یعنی اللہ تعالیٰ کو اُن کے بندوں میں سے فقط علماء ہی ڈرتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ بغیر علم و معرفتِ خداوندی کے ان کی خشیت نہیں پیدا ہو سکتی ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان واجب الاذعان ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا کہ وہ حقیر و عاجز، ناقص و باعیب، فانی و زائل، مخلوق و مملوک اور عبد وغیرہ ہے، تب اپنے پروردگار کو پہچان لیا کہ قادر و کامل، پاک و بے عیب، باقی و دائم اوّل و آخر، ازلی و ابدی، خالق و مالک اور معبود ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ بذریعہ علم کے خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے۔ ع کہ بے علم نتواں خدا را شناخت، کیونکہ بغیر علم حقیقی کے خدا کو نہیں پہچان سکتا ہے۔ اسی وجہ سے معرفت رب کیلئے علم حجاب و رواسطہ ہے) اور مشائخ رح علم کو "حجاب اکبر" اس وجہ سے فرمائے کہ علم حاصل کرنے میں اس کے موانع و مشکلات پر قابو پانے کیلئے بے انتہا مشقت اور بیحد تکلیف اُٹھانے کی ضرورت ہوتی ہے،

جیساکہ بایزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ میں مجاہدہ میں تیس سال تک عمل کیا مگر میں علم اور متعلقات علم سے زیادہ سخت اور مشکل کسی چیز کو نہیں پایا۔ اور اگر اختلاف علماء نہوتا تو میں تو بالکل ہلاک ہو جاتا۔ اور علم حاصل نہوتا ان کے اختلاف سے مجھ پر یہ رحمت ہوئی کہ مجھکو بعد مشقت بسیار کچھ علم حاصل ہوا۔ دوسرا یہ کہ علم اس شخص کیلئے "حجاب اکبر" اور پردہ بنے گا، جو اس کو تفاخر (باہم فخر کرنے) اور حطام دنیا (دنیا کی حقیر چیز) جمع کرنے کیلئے ہے طلب کرے۔ تیسرے یہ کہ جو شخص مسائل دین اور علم شریعت کو ترک کرے اس کی مثال ایسی ہے جیساکہ ایک شخص کسی ایسے غائب شخص کی محبت کا دعویٰ کرے جس کی طرف پہنچنے کا راستہ اس کو معلوم نہو۔ پس اس کا محبوب اس کے پاس خط بھیجے جس میں اس کی طرف پہنچنے کا راستہ بتا دیا گیا ہو۔ مگر وہ کتاب کو پھینکدیتا ہے۔ اور اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا اور یہ گمان کرتا ہے کہ وہ کتاب محبوب کی طرف پہنچنے میں پردہ اور آڑ ہے۔ پس بلاشبہ وہ تمام عقلمندوں کے نزدیک احمق (بیوقوف) اور کاذب (جھوٹا) ٹھہریگا۔ تو قرآن مجید و احادیث اور علوم دینیہ بھی اسیطرح محبوب حقیقی اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کا راستہ بتانیوالے ہیں۔ اور شیخ مولیٰ اعظم معین الدین اجمیری قدس اللہ سرہٗ کی طرف سے حکایت کیگئی ہے کہ ان سے اس مقولہ العلم حجاب الاکبر کے متعلق جب سوال کیا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ وہ لفظ حجاب بکسر حا نہیں ہے بلکہ اصل میں وہ "حُجّابُ اللہ الاکبر" بضم حا و تشدید جیم ہے یعنی علم اللہ تعالیٰ کی دربار کے دربان سب ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اس کے بعد جاننا چاہیئے کہ علم دو قسم کے ہیں ظاہری اور باطنی اور علم ظاہری کیلئے کچھ مقدمات ہیں جیساکہ علوم و فنون عربیہ اور کچھ مقاصد ہیں جیساکہ علم تفسیر و فقہ اور حدیث اور علم الباطن علم الاخلاق ہی کا نام ہے جیساکہ اخلاص و توکل و تواضع و تفویض و قصر امل و زہد بدنیا و نصیحت و قناعت و رضا و صبر و ذکر و احسان وغیرہ اور ان کی اضداد جیسے کبر وغیرہ اور ان میں سے بعض فرض عین ہے اور بعض فرض کفایہ ہے اور یہ تمام ان کی متعلقہ کتب سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ وباللہ التوفیق، انتہیٰ۔

اور مناقب امام ابی حنیفہؒ للموفق بن احمد المکی ج اول ص۲۵ میں ہے۔ عن امام الائمۃ فقیہ الامۃ ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ قال لقیتُ سبعۃً من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسمعت من کل واحد منھم خبرًا لقیتُ

عبد اللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی رضی صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقلت ارید ان اسمع منہ فحملنی ابی علی عاتقہ وذھب بی الیہ فقال ما ترید؟ فقلت ارید ان تحدثنی حدیثاً سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول اغاثۃ الملھوف فرض علی کل مسلم، من تفقہ فی دین اللہ کفاہ اللہ ھمہ ورزقہ من حیث لا یحتسب الخ یعنی امام اعظم ابو حنیفہؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے سات صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی (جس کی تفصیل مفصّل حدیث میں مذکور ہے) اور ہر ایک سے میں نے حدیث سنی (یہ حدیث مختلف اٹھارہ طُرق سے اس کتاب میں مروی ہے اور یہ طریق بھی مفصلاً آخر تک اس کتاب میں ساتوں صحابیوں کے نام اور روایات مسموعہ ومرویہ کے ساتھ مندرج ہے) پس میں نے عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی صحابی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کی اس وقت میں نے کہا کہ میں ان سے حدیث سننا چاہتا ہوں تب میرے والد محترم نے (بوجہ زیادہ ازدحام اور بھیڑ کے) مجھکو کندھوں پر اٹھا کر ان کے پاس لیگئے اس وقت آپ نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا آپ سے میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ وہ حدیث مجھکو بیان فرمائیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا کہ مظلوم کی مدد اور فریاد رسی سب مسلمانوں پر فرض ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کا علم خاص ان کی خوشنودی اور رضاء کیلئے (نہ کسی دوسری دنیوی غرض کیلئے) حاصل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام اندیشے وفکروں اور سارے ہموم وغموم کو دور کر دیگا۔ نیز اس کو ایسے وسیلے سے رزق عطا فرمائیگا جہاں سے اس کو رزق پہنچنے کا وہم وگمان بھی نہ ہو (سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر)

ان آیات واحادیث اور مندرجہ بالا بیانات سے یہ بخوبی واضح ہوگیا ہے کہ حدیث شریف کا لفظ طَلَبُ العِلمِ فریضَۃ سے علم دین وشریعت مراد ہے نہ کہ دوسرے علوم، کیونکہ العلم میں لام عہدی ہے۔ (اس لئے کہ جنسی استغراق کو مستلزم ہے اور استغراقی مراد لینا کسی طرح ٹھیک نہیں ہو سکتا ہے۔ بدیں وجہ کہ تمام علوم دنیا ودین کا حاصل کرنا طاقت بشریہ

خارج نہیں تو متعذّر و دشوار ضرور ہے، لایکلف اللہ نفسًا الا وسعہا۔ نیز اگر جنس علم سے بغیر تعیین کسی ایک فرد علم کا سیکھنا ہی مراد ہو تو فرضیت میں ترجیح بلا مرجح کو لازم ہے۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم شریعت ہی کیلئے مبعوث ہوئے جو بُعثتُ معلّمًا سے مستفاد ہے، نیز علماء کو ورثۃ الانبیاء اور علم کو میراث نبوی قرار دیا گیا ہے اس سے صاف عیاں ہو گیا کہ علم سے علم نبوی شرعی مراد ہے، اور علم معہود شرعی وہ علم ہے جو آیات واحادیث میں مذکور اور معروف و مشہور ہے اس لئے دیگر علوم کے عالم کو اصطلاح شرع میں نہ عالم کہا جا سکتا ہے نہ ان علوم کو علوم معتمد علیہا عند الشرع بتلایا جا سکتا ہے۔ (ھٰذا ما فھمت واللہ اعلم بالصدق والصواب والیہ المرجع والمآب)۔

فصل (۲) فی النیۃ فی حال التعلّم

ثم لا بد لہ من النیۃ فی زمان تعلم العلم اذ النیۃ ھی الاصل فی جمیع الاحوال لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انما الاعمال بالنیات حدیث صحیح وعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کم من عمل یتصور بصورۃ اعمال الدنیا ویصیر بحسن النیۃ من اعمال الاٰخرۃ۔

فصل (۲) طلب علم کی حالت میں نیّت اور قصد کرنے کے بیان میں

پھر طالب علم کو طلب علم کے زمانے میں نیت اور قصدِ علم کا ہونا ضروری ہے کیونکہ نیّت تمام احوال میں اصل اور ضروری ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا بیشک اعمال کا ثواب وعقاب اور جزاء وسزا یا اس کی خیر و برکت نیّتوں پر فقط دار و مدار رکھتی ہے اور آپ ہی سے روایت ہے کہ بہت سے اعمال بظاہر اعمال دنیوی کی صورت میں نظر آتے ہیں لیکن حُسنِ نیت کی بدولت اعمال آخرت میں سے ہو جاتے ہیں۔

تحقیق الالفاظ :۔ اذ النیۃ، ای التی حصلت، ہی الاصل۔ خاصۃ۔ فی جمیع الاحوال مقصودۃ بالذات او غیر مقصودۃ الا انہا جعلت فرضا فی العبادات المقصودۃ وسنۃ فی غیرہا۔ بالنیات ای حکم الاعمال من الثواب والجزاء بالنیات حدیث۔ ای ہذا حدیث کم من عمل، کم ہہنا خبریۃ ای الکثیر من الاعمال یتصور علی بناء الفاعل ای یصیر ذا صورۃ اعمال الدنیا التی لا ثواب لہا من اعمال الاٰخرۃ، کالاکل والشرب والنوم فان صورتہا صورۃ اعمال الدنیا ویصیر کل منہا بمقارنۃ حسن النیۃ من اعمال

م الاٰخرۃ مثلا اذا قصد بالاکل التقوی یا العبادۃ یصیر من اعمال الاٰخرۃ وکذا الشرب والنوم وغیرہما ۔ ۱۲

وکم من عمل یتصور بصورة اعمال الآخرة ثم یصیر من اعمال الدنیا بسوء
النیة وینبغی ان ینوی المتعلم بطلب العلم رضا الله تعالی والدار الآخرة
وازالة الجهل عن نفسه وعن سائر الجهال واحیاء الدین وابقاء الاسلام
فان بقاء الاسلام بالعلم ولا یصح الزهد والتقوی مع الجهل و انشد
الشیخ الامام الاجل برهان الدین صاحب الهدایة شعرا لبعضهم

فسادٌ کبیرٌ عالمٌ متهتکٌ ✤ واکبر منه جاهلٌ متنسّکٌ
هما فتنة فی العالمین عظیمة ✤ لمن بهما فی دینه یتمسّک

ترجمہ وتشریح:۔ اور بہت سے اعمال بظاہر اعمال آخرت کی صورت میں نظر آتے ہیں لیکن بُری نیت کی وجہ سے وہ اعمال دنیوی میں شمار ہوتے ہیں۔ (مگر قطعی حرام ومعصیت میں اچھی نیت کسی قسم کا فائدہ نہیں دیتی ہے (مظاہر حق) پس طالب علم کو لازم اور ضروری ہے کہ اپنے طلب علم کیساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی، دار آخرت کی درستی، اپنے نفس نیز دوسرے جاہلوں کے جہل کو دور کرنے، دین وشریعت کو زندہ کرنے اور اسلام کو باقی رکھنے کی نیت کرے۔ کیونکہ بقاءِ اسلام (فقط) علم ہی کے طفیل سے ہے اور زُہد وتقویٰ بھی جہل کے ساتھ غیر صحیح اور بیکار رہتا ہے ہمارے استاذ شیخ الاسلام امام اجل برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بعض علماء کا شعر پڑھا۔
جس کا ترجمہ یہ ہے: ایک بڑا فساد ہے کہ عالم خلافِ شرع چلنے والا ہو اور حدودِ شرع کی پروا نکرنے والا ہو اور اس سے بڑا فساد ہے کہ جاہل علم شریعت سے عبادت گذار یعنی عابد اور درویش ہو کہ دونوں جہان میں لوگوں کیلئے بڑے فتنہ اور امتحان کے باعث ہیں۔ اُن لوگوں کیلئے جو دین کے بارے میں ان دونوں کی اقتدا کریں۔

تحقیق الالفاظ:۔ بسوء النیة، کالاعمال التی فعلت علی وجہ الریاء۔ ان ینوی، ہذا شروع البیان کیفیة النیة بطلب العلم متعلق بینوی رضا اللہ تعالیٰ مفعول ینوی ای یقصد بتعلم العلم تحصیل رضا اللہ تعالیٰ والدار الآخرة، ای دخول الجنة عن نفسہ، بالتعلم وعن سائر الجہال بتعلیمہم العلم، واحیاء الدین معطوف علی ازالة الجہل وانشد، الانشاد قراۃ الشعر لبعضہم ای لبعض العلماء۔ متہتک الذی لایبالی ان یہتک ویمزق سرہ والعالم المتہتک ہو الذی یفعل خلاف الشرع من الافعال الردیة ولا یبالی ان یفتضح وفساد مثل ذلک العالم کبیر لانہ یراہ الجہال فیغترون بفعلہ ویتعلم متنسک ای متعبد والجاہل المتنسک ہو المقصد فی حقیقۃ الجاہل فی افعالہ واقوالہ لایعرف صحتہا وفسادہا کالصوفیة فی زماننا دائما کان اکبر من العالم المتہتک فی الفساد لان فسادہ قد یکون فی الاعتقاد والعمل جمیعا فکان اکبر فسادا من العالم لان اعتقادہ صحیح یتمسک ای یتمسک بالعالم والجاہل المذکورین

ویتوی بہ الشکر علی نعمۃ العقل وصحۃ البدن ولا ینوی بہ اقبال الناس ولا استجلاب حطام الدنیا والکرامۃ عند السلطان وغیرہ۔

ترجمہ وتشریح : اور اس طلب علم کے ساتھ نعمت عقل اور صحت بدن کے شکر یہ ادا کرنے کی نیت کرے لیکن اس کے ساتھ نہ لوگوں کا اس کی طرف متوجہ اور مائل ہونے کی نیت کرے اور نہ دنیا کے مال ومتاع حاصل کرنے اور نہ بادشاہ وامراء وغیرہ کے پاس عزت پانے وغیرہ امور دنیوی کی نیت کرے۔ (۱) عن ابن عباس رض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اُناسًا من امتی سیتفقہون فی الدین ویقرؤون القرآن یقولون ناتی الامراء فنصیب من دنیاہم ونعتزلہم بدیننا ولا یکون ذلک کما لا یجتنی من القتاد الا الشوک کذلک لا یجتنی من قربہم الا قال محمد بن صلاح کانہ یعنی الخطایا۔ مشکوٰۃ ص۳۷

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میری امت میں سے کچھ لوگ عنقریب دین کا علم اور فقہ حاصل کرینگے اور قرآن پڑھینگے وہ لوگ کہینگے ہم امیروں کے پاس جاتے ہیں پس ان سے ہم دنیا (مال ودولت) حاصل کرتے ہیں اور اپنا دین اُن سے بچائے رکھتے ہیں حالیکہ ایسا نہیں ہوسکیگا۔ جیساکہ قتاد (یعنی کانٹا دار درخت) سے بجز کانٹے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا ایسا ہی امیروں کے قرب ونزدیکی سے نہیں حاصل ہوگا مگر راوی محمد بن صلاح فرماتے ہیں شاید کہ آپ نے اس سے گناہوں کو مراد لیا۔ یعنی بغیر گناہوں کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

(۲) وعنہ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من سکن البادیۃ جفا ومن اتبع الصید غفل ومن اتی السلطان افتتن، رواہ احمد والترمذی والنسائی وفی روایۃ ابی داؤد ومن لزم السلطان افتتن وما ازداد عبد من السلطان

تحقیق الالفاظ :۔ بہ ای بطلب العلم، الشکر، وھو مقابلۃ النعمۃ بالثناء وآداب الجوارح وعقد القلب علی وصف المنعم بنعت الکمال کما قیل ؎ افادتکم النعماء منی ثلاثۃ ؛ یدی ولسانی والضمیر المحجبا۔ علی نعمۃ العقل اضافۃ بیانیۃ ای نعمۃ من العقل وصحۃ البدن معطوف علی العقل ای نعمۃ صحۃ البدن۔ اقبال الناس، ای توجہہم الیہ۔ استجلاب حطام الدنیا ای اخذہ متاع الدنیا من ایدی الناس۔ والکرامۃ ای الشکر والتعزز والتقرب عند السلطان وغیرہ، بالجر معطوف علی السلطان ای وعند غیر السلطان ویجوز ان یکون بالنصب ای لا ینوی غیرہ المذکور من الامور التی لا یکون فیہا رضا اللہ ورسولہ۔ ۱۲

دنوا الا ازداد من اللہ بعدًا، یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گاؤں میں سکونت اختیار کیا وہ اُجڈ اور گنوار بنا۔ (اور اس درس و تدریس کی نعمت سے بھی محروم ہوگیا) اور جو شکار کے پیچھے پڑا غافل ہوا اور جو بادشاہ کے پاس آمد و رفت کیا فتنہ اور آزمائش میں مبتلا ہوا۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے جو بادشاہ کے قرب و نزدیکی کو لازم کرلیا (وہ فتنہ اور آزمائش میں مبتلا ہوا) اور کوئی بندہ بادشاہ کے قرب میں نہیں بڑھ جاتا مگر وہ اللہ تعالیٰ سے دوری میں بڑھ جاتا ہے۔ احمد و ترمذی و نسائی اور ابوداؤد نے روایت کی۔

(۳) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ ان اردت اللحوق بی فیکفیک من الزاد کزاد الراکب وایاکِ و مجالسۃ الاغنیاء ولا تستخلقی ثوباً حتی ترقعیہ، مشکوٰۃ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رض اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو تم کو اتنا سامان اور اسباب کافی ہونا چاہیئے جتنا کسی جانور پر سوار مسافر کیلئے ہو۔ اور بچو تم اغنیاء کے ساتھ مجلس و اختلاط کرنے سے اور کسی کپڑے کو اس وقت تک پرانا سمجھکر استعمال ترک نہ کرو جبتک اُس میں رُقعہ یعنی پٹی نہ لگالو، (یعنی بغیر رُقعہ کپڑے کے استعمال کو ترک نہ کرو)۔

(۴) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تواضع لغنی لغناہ فقد ذھب ثلثا دینہ طریقہ محمدیہ و مکتوبات امام ربانی وغیرہ۔ وفی شرح الفقہ الاکبر لملا علی قاری رح حاصل ذلک من تواضع لغنی لاجل غناہ ذھب ثلثا دینہ لان آلۃ العبادۃ قلب ولسان وجوارح وفی تعظیم الغنی من استعمال اللسان والجوارح کذا قیل واقول لا یتصور التعظیم الا من القلب فکان القائل بہ اراد ان ھذا اذا کان تعظیمہ باللسان والارکان ظاھرًا ولا یکون بالجنان باطنًا والا فذھب دینہ کلہ، والحدیث رواہ البیھقی وغیرہ باسانید ضعیفۃ وفی روایۃ الدیلمی لعن اللہ فقیرًا تواضع لغنی من اجل مالہ من فعل ذلک منھم فقد ذھب ثلثا دینہ۔ یعنی طریقہ محمدیہ و مکتوبات امام ربانی وغیرہ میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی غنی کو بوجہ اسکے غنا کے (تعظیماً) تواضع و فروتنی کی تو اس کا دو تہائی دین برباد اور ختم ہوگیا۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری رح میں ہے خلاصہ اور حاصل اس کا یہ ہے کہ چونکہ عبادت کا آلہ قلب، زبان اور جوارح (یعنی اعضاء) ہے، پس جس نے صرف ظاہری طور پر زبان اور جوارح سے غنی کی تعظیم کی اور باطنی طور پر دل سے تعظیم نہیں کی

تو اس کا دو تہائی دین چلا گیا اور اگر باطنی طور پر دل سے بھی تعظیم کی تو اس کا پورا دین چلا گیا، ورنہ دل کے بغیر فقط زبان و اعضاء سے تعظیم کس طرح متصور ہو سکتی ہے؟ جس کی وجہ سے دو تہائی دین برباد ہو جائے کیونکہ بغیر دل کے تعظیم نہیں ہو سکتی ہے۔ اس حدیث کو بیہقی وغیرہ نے اسانید ضعیفہ کے ساتھ روایت کی نیز دیلمی کی روایت میں ہے، لعنت کرے اللہ تعالیٰ اس فقیر پر جس نے غنی کے لئے فقط اس کے مال کی وجہ سے تواضع اور فروتنی کی جس نے ایسا کیا اس کا دو تہائی دین چلا گیا۔ احیاء العلوم میں ہے من اکرم فاسقاً فقد اعان علی ہدم الاسلام، من تواضع لغنی لیس بظالم لاجل غناہ لالمعنی اٰخر اقتضی التواضع نقص ثلثا دینہ فکیف اذا تواضع لظالم۔ یعنی جس نے فاسق کی عزت و تعظیم کی پس اس نے اسلام کی بنیاد کو ڈھا دینے پر مدد کی جس نے ایسے غنی کیلئے جو ظالم نہیں فقط اس کی تو انگری اور مال کی وجہ سے نہ دوسرے کسی مقتضی تواضع کی وجہ سے تواضع اور فروتنی کی پس اس کا دو تہائی دین کم ہو گیا سب کیا کچھ ہو گا اگر ظالم کیلئے تواضع اور فروتنی کی؟ (خوب سمجھ لو)

(۵) عن عبد اللہ بن مسعودؓ قال وان اہل العلم صانوا العلم و وضعوہ عند اہلہ لسادوا بہ اہل زمانہم لکنہم بذلوہ لاہل الدنیا لینالوا بہ من دنیاہم فہانوا علیہم۔ مشکوٰۃ ص۳۷ یعنی عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اگر اہل علم اپنے علم کی حفاظت کرتے اور مستحق علم کو علم بتلاتے اور ان کیلئے خرچ کرتے تو ان کے زمانہ کے تمام لوگوں پر اپنے علم کی بدولت سرداری کرتے لیکن انہوں نے دنیاداروں کے لئے اپنا علم خرچ کیا تاکہ ان کی دنیا (یعنی مال و دولت) سے ان کو کچھ حصہ ملے اس وجہ سے دنیاداروں کے پاس اہل علم ذلیل و خوار ہو گئے۔

(۶) عن الاعمش قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آفۃ العلم النسیان و اضاعتہ ان تحدث بہ غیر اہلہ، مشکوٰۃ ص۳۷ یعنی اعمش سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم کی آفت اور مصیبت اس کو بھول جانا ہے۔ اور اس کو برباد کرنا یہ کہ غیر مستحق اور غیر اہل کو تو وہ علم بتلا دے،

(۷) عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واضع العلم عند غیر اہلہ کمقلد الخنازیر الجوہر واللؤلؤ والذہب۔ مشکوٰۃ ص۳۴ فی الحاشیۃ قولہ غیر اہلہ بان لا یفہمہ او لا یعمل بہ من ارباب الدنیا۔ وفی موضع آخر منہا او من یرید منہ عرضاً

دنیویًا اولایتعلمہ للہ۔ یعنی انس رضؓ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیر اہل اور غیر مستحق کو علم بتلانے والا ایسا ہے جیسا کہ سوروں کے گلے میں جواہر، موتی اور سونے کا ہار پہنانیوالا۔ حاشیہ میں یہ ہے غیر اہل کو علم بتلانے کا مطلب یہ کہ ایسے آدمی کو بتلادے جو اس کو نہ سمجھ سکے یا اس پر عمل نہ کرے دنیاداروں میں سے (کسی آدمی کو بتلادے) دوسری جگہ میں ہے یا کہ ایسے آدمی کو بتلاوے جو اس سے کوئی دنیوی غرض کا ارادہ کرے، یا خالص لوجہ اللہ وہ آدمی تعلیم نہ حاصل کرتا ہو۔ احیاء العلوم للامام الغزالیؒ میں ہے، (۸) ما من شیئ ابغض الی اللہ یزور عاملاً۔ (۹) قال عبادۃ بن الصامتؓ حب القاریٔ الناسك الامراء نفاق وحبہ الاغنیاء ریاء۔ (۱۰) وقال عبد اللہ بن مسعودؓ ان الرجل لیدخل علی السلطان ومعہ دینہ فیخرج ولا دین لہ قیل لہ ولمَ ؟ قال لانہ یرضیہ بسخط اللہ۔ (۱۱) وقال الفضیل ما ازداد رجل من ذی سلطان قربا الا ازداد من اللہ بُعدًا۔ (۱۲) وقال وھیب ھؤلاء الذین یدخلون علی الملوك لھم اضر علی الامۃ من المقامرین۔ (۱۳) وقال محمد بن مسلمۃ الذباب علی العذرۃ احسن من قاریٔ علی باب ھؤلاء۔ من علم فسادا فی موضع وعلم انہ لایقدر علی ازالتہ فلا یجوز ان یحضر لیجری ذلك بین یدیہ وھو یشاھدہ ویسکت بل ینبغی ان یحترز عن مشاھدتہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک عامل و حاکم کی زیارت کرنے سے زیادہ بغض اور ناپسندیدگی کی چیز اور کوئی نہیں ہے۔ عبادہ بن الصامتؓ نے فرمایا کہ قاری یعنی عالم اور عابد کا امیروں سے محبت کرنا منافقی ہے اور ان کا اغنیا سے محبت رکھنا ریا ہے۔ اور عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ بیشک آدمی بادشاہ کے پاس اس حال میں جاتا ہے کہ اس کے ساتھ اس کا دین رہتا ہے، اس کے بعد وہاں سے اس طرح نکل آتا ہے کہ اس کے پاس اپنا دین نہیں رہتا۔ (یعنی وہاں اپنا دین و ایمان ضائع اور برباد کرکے نکل آتا ہے) آپ سے پوچھا گیا کہ اس کی کیا وجہ ؟ آپ نے فرمایا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے (یعنی ان کی نافرمانی کے کام میں) بادشاہ کو خوش کرتا ہے، اور کہا فضیلؒ نے نہیں بڑھتا ہے کوئی شخص بادشاہ کے قرب و نزدیکی میں، مگر وہ اللہ تعالیٰ سے دوری میں بڑھتا رہتا ہے، (یعنی جتنا بادشاہ سے قریب ہوگا اتنا اللہ تعالیٰ سے بعید ہوتا جائیگا) اور وہیبؒ نے کہا یہ جو لوگ بادشاہوں کے یہاں جاتے ہیں۔

وہ جوا کھیلنے والوں سے بہت زیادہ ان کیلئے امت پر ضرر پہنچانیوالے ہیں۔ اور محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ قاری اور عالم کا ان بادشاہوں کے دروازہ پر جانے سے بہت اچھا اور عمدہ یہ ہے کہ مکھی پاخانہ پر ہو، جس نے کسی جگہ پر کوئی فساد ہونے کو جانا اور یہ بھی جانا کہ وہ اس کے دفع اور ازالہ پر قدرت نہیں پائے گا۔ تو اس کیلئے وہاں حاضر ہونا جائز نہیں ہوگا کیونکہ اگر وہ وہاں حاضر ہوگا تو اس کے سامنے وہ فساد عمل میں لایا جائے گا اور وہ مشاہدہ کرتا رہے گا اور چپ رہیگا بلکہ ضروری ہے کہ اس کے مشاہدہ کرنے سے پرہیز کرے،

(۱۴) اور اسی قبیل میں سے ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نعم الامیر علی باب الفقیر و بئس الفقیر علی باب الامیر، یعنی کیا ہی اچھا امیر ہے وہ جو فقیر کے دروازہ پر خود حاضر ہو جائے اور کیا ہی برا فقیر ہے وہ جو امیر کے دروازہ پر حاضری دے۔

(۱۵) وعن کعب بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من طلب العلم لیجاری بہ العلماء او لیماری بہ السفہاء او یصرف بہ وجوہ الناس الیہ ادخلہ اللہ النار، رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجۃ عن ابن عمر، مشکوٰۃ ص۳۴ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اس نیت سے علم طلب کیا تا کہ علماء سے مقابلہ کرے اور جاہلوں سے جھگڑے یا کہ لوگوں کو یعنی عوام و طلبہ کو اپنی طرف مائل کرے (تا کہ اس کی تعظیم کرے یا اس کو مال و دولت دے مطلب یہ کہ لوگوں میں شہرت حاصل کرنیکے لئے علم طلب کرنیکی نیت کرے) اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں داخل کرے گا۔

(۱۶) وعن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تعلم علماً مما یبتغی بہ وجہ اللہ لا یتعلمہ الا لیصیب بہ عرضاً من الدنیا لم یجد عرف الجنۃ یوم القیامۃ یعنی ریحھا۔ رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجۃ، (فی الحاشیۃ وظاھر العبارۃ یفید تحریم الجنۃ علیہ فیکون المراد عدم دخولہ مع السابقین الناجین ۱۲ مرقات) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایسا ایک علم حاصل کیا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی طلب کی جاسکتی ہے (یعنی علم دین) وہ اس علم کو اور کسی غرض کیلئے نہیں حاصل کرتا ہے سوائے اس بات کے تا کہ اس کی بدولت دنیا کے مال و دولت میں سے کچھ حاصل کر سکے تب وہ قیامت کے دن جنت کی ہوا کو بھی نہیں پا سکے گا۔ (حاشیہ میں ہے

ظاہر عبارت سے اس پر جنت حرام ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ وہ سابقین ناجین کے ساتھ دخول اوّلی سے محروم رہے گا (مشکوٰۃ ص۳۷)

(۱۷) حدیث مذکورہ ۵ کے آخر کا ایک حصہ یہ بھی ہے۔ سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم یقول من جعل الھموم ھماً واحداً ھم آخرتہ کفاہ اللہ ھم دنیاہ ومن تشعبت بہ الھموم احوال الدنیا لم یبال اللہ فی ای اودیتھا ھلک، رواہ ابن ماجۃ ورواہ البیھقی فی شعب الایمان عن ابن عمر من قولہ من جعل الھموم الی اٰخرہ مشکوٰۃ ص۳۷ یعنی عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ (اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنوالے مخاطبو!) تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہ سنا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے تمام ہموم وغموم کو ایک ہمّ و فکر اور دھندہ اور اندیشہ میں تبدیل کر لیا (یعنی تمام ہموم و اندیشوں کو چھوڑ کر فقط) آخرت کی فکر و اندیشہ کے پیچھے پڑا تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیوی ہموم و اندیشوں کو بھی پورا اور بس کر دیگا اور جس کو احوال دنیا کے مختلف ومتعدد ہموم وغموم اور اندیشوں اور دھندوں نے گھیر لی۔ (کہ کبھی اس فکر میں اور کبھی اُس فکر میں ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر شفقت ورحمت سے نہیں دیکھیں گے۔ (اور نہ تائید اور مدد کرینگے) خواہ وہ ان ہموم یا احوال دنیا کی جس وادی (یعنی فکر و اندیشہ کے عمیق غار) میں پڑھکر ہلاک ہو جائے (نہ دنیا کی فکر پوری ہوگی اور نہ آخرت کی فکر)

(۱۸) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان شر الشر شرار العلماء وان خیر الخیر خیار العلماء۔ رواہ الدارمی مشکوٰۃ ص۳۷ فی الحاشیۃ قال الطیبی انما کانوا شر الشر و خیر الخیر لانھم سبب لصلاح العالم وفسادہ والیھم ینتھی مواد الدین والدنیا وبھم الحل والعقد ۱۲ مرقات، یعنی حضور پر نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ بیشک بُروں میں بدترین آدمی بدتر علماء ہیں اور بھلوں میں سب سے زیادہ بہترین آدمی بہتر علماء سب ہیں۔ حاشیہ میں ہے علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ علماء بدترین سے بدتر اور بہترین سے بہتر ہوئے اس لئے کہ وہ لوگ صلاح و فساد عالم کے سبب ہیں۔ (اگر وہ صالح ہیں تو دنیا صالح اور اگر وہ فاسد ہوئے تو جہان بھی فاسد ہو گیا) اور انھیں کی طرف امور دین و دنیا منتہی ہوتے ہیں۔ اور ان ہی کے ذریعہ حل وعقد قائم ہوتا ہے ۱۲ مرقات۔ اور حدیث مذکورہ بالا ۱۵ و ۱۶ سے بخوبی ان کا فاسد ہونا اور انکی نیت کا خراب ہونا معلوم ہو چکا ہے بنا بریں یہ بدترین مخلوق کہلائے۔

قال محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالٰی لو کان الناس کلہم عبیدی لاعتقتہم وتبرأت عن ولائہم ومن وجد لذۃ العلم والعمل بہ قلما یرغب فیما عند الناس

(بقیہ گذشتہ) ۱۹۔ قال اُناس لابن عمر انا ندخل علی سلطاننا فنقول لہم بخلاف ما نتکلم اذا خرجنا من عندہم قال نعد ھٰذا نفاقًا۔ یعنی کچھ لوگ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے عرض کیا کہ ہم بادشاہ کے پاس جاتے ہیں تو وہاں اس قسم کی باتیں کرتے ہیں جو حضرت ابن عمر رضی نے فرمایا ہم اسکو منافقی میں شمار کرتے ہیں، ج ۲ صفحہ ۱۰۶۴ بخاری شریف۔

۲۰۔ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال سیکون بعدی امراء فمن دخل علیہم فصدقہم بکذبہم واعانہم علی ظلمہم فلیس منی ولست منہ ولیس بوارد علی الحوض ومن لم یدخل علیہم ولم یصدقہم بکذبہم ولم یعنہم علی ظلمہم فہو منی وانا منہ وھو وارد علی الحوض۔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد کچھ امراء ہونگے پس جو شخص ان کے پاس جائے تو ان کی جھوٹی باتوں کی تصدیق کرے اور ان کے ظلموں پر ان کی مدد کرے پس وہ میری امت میں سے نہیں ہے اور نہ میں اس کا (سفارش اور مدد کرنے والا) ہونگا اور وہ حوض کوثر پر بھی میرے پاس نہیں پہنچ سکے گا۔ اور جو شخص ان کے پاس نہیں گیا اور انکی جھوٹی باتوں کی تصدیق نہیں کی اور نہ ان کے ظلموں پر مدد کی پس وہ میری امت میں سے ہے اور میں اس کا سفارش اور مدد کرنیوالا ہونگا اور وہ حوض کوثر پر بھی میرے پاس پہنچ سکے گا۔

ترجمہ مع تشریح: حضرت امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ نے فرمایا اگر تمام لوگ میرے غلام ہوں تو میں سب کو آزاد کردوں اور ان سے حق ولاء کے ذریعہ مال میراث وغیرہ حاصل کرنے سے بھی اپنے نفس کو بری اور دست بردار کرلوں۔ اس لئے کہ جس نے علم اور اس پر عمل کرنے کی لذت کو پالیا وہ لوگوں کی چیزا ور دنیوی اشیاء کی طرف رغبت نہیں رکھتا (کیونکہ لذت علم کے سامنے دنیوی تمام لذتیں ہیچ ہیں)

تحقیق الالفاظ:۔ قال محمد، ہذا تائید لما سبق من انہ لا ینبغی للطالب ان یطلب اقبال الناس۔ عبید جمع عبد لاعتقتہم جواب لو، وتبرأت عن ولائہم، علی صیغۃ المتکلم معطوف علی الجواب ای لجعلت نفسی بریئۃ عن ولائہم بفتح الواو ای عن ان اکون عصبتہم، ووارثہم وحاصلہ متارکتہم بالکلیۃ وعدم النظر الی ما فی ایدیہم، قلما یرغب ای نفس رغبتہ فیما عند الناس قلیلۃ ویمکن ان یراد بالقلۃ العدم ای لا یرغب لانہ لو وجد لذۃ العلم لکان العلم اعز الاشیاء والذ ما عندہ فلا یطلب شیئا آخر

انشدنا الشیخ الامام الاجلّ الاستاذ قوام الدین حمّاد بن ابراهیم بن اسمٰعیل الصفّار الانصاری املاءً لابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ شعرًا

من طلب العلم للمعاد ؛ فاز بفضل من الرشاد
فیا لخسران طالبیه ؛ لنیل فضل من العباد

اللّٰهم الا اذا طلب الجاه للامر بالمعروف والنهی عن المنکر وتنفیذ الحق واعزاز الدین لا لنفسه وهواه فیجوز ذٰلک بقدر ما یقیم به الامر بالمعروف والنهی عن المنکر

ترجمہ و تشریح:۔ شیخ امام اجل قوام الدین حمّاد بن ابراہیم بن اسمٰعیل صفّار انصاری ؒ کا (اپنے تلمیذ ارشد) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ ؒ کیلئے لکھا ہوا شعر ہمکو سنایا۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے) جس نے آخرت کے فائدہ کیلئے علم طلب کیا وہ کامیاب ہوا ہدایت کی مہربانی اور فضل کے ساتھ پس خسران اور نقصان ہو اُس طالب علم کیلئے ہے جو بندوں سے فضل اور شرف حاصل کرنے کی نیت سے علم حاصل کرے ! ہاں ! جبکہ امر بالمعروف (نیک کام کے حکم) و نہی عن المنکر (برائی سے منع) اور حق کو جاری کرنے اور دین کو غالب اور معزز کرنے کے لئے جاہ و مرتبہ حاصل کرتا ہو اور اپنے نفس اور خواہش نفسانی کے لئے نہ طلب کرتا ہو تو البتہ یہ اُس حد تک جائز ہو سکتا ہے جس مقدار سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر وغیرہ امور کو ادا کر سکے ، **ف** :۔ یعنی اسی سے زیادہ جائز نہیں اور وہ بھی بشرطیکہ ان امور کو آڑ بنا کر اور حیلے و بہانے سے در پردہ اپنی مقصد براری یا نفس کے لئے نہ طلب کرتا ہو تو جائز ہو سکتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ (غیب و حاضر کو جاننے والا) ظاہر و باطن کی خبر رکھنے والا ہے کوئی لاکھ چھپائے اُس سے کوئی بات چھپی نہیں سکتی۔

تحقیق الالفاظ :۔ قوام الدین ای ما یقوم بالدین، حمّاد، عطف بیان۔ الاملاء الکتابۃ وھو ھٰھنا بمعنی المکتوب ای قرأ علینا الشعر المکتوب لابی حنیفۃ ؒ للمعاد ای للآخرۃ یعنی لتحصیل ثواب الآخرۃ فاز من الفوز ای الظفر والرشاد، ھو السداد علی الدین القویم۔ فیا جواب شرط محذوف ویا حرف نداء والمنادی محذوف والخسران متعلق بفعل محذوف یعنی اذا کان طلب العلم للمعاد سببا لتحصیل الفوز بالرشاد فیا قوم انظروا الخسران طلبۃ العلم للنیل ای ولان ینال بفضل وشرف من جہۃ العباد من اتیانہم واعطائہم شیئا من حطام الدنیا فانّی یعادل ہذا بذلک اللّٰہم الا ہذا استثناء من قولہ والکرامۃ عند اللہ وغیرہ الجاہ ای المنصب الامر بالمعروف الخ الذی لا یکن الا بان یکون الآمر والناہی واعزہ جاہ۔ (باقی آگے)

وینبغی لطالب العلم ان یتفکّر فی ذٰلک فانہ یتعلّم العلم بجھد کثیر
فلا یصرفہ الی الدنیا الحقیرۃ القلیلۃ الفانیۃ ۔

ھی الدنیا اقل من القلیل ۔۔۔ وعاشقھا اذلّ من الذلیل
تصم بسحرھا قوما وتعمی ۔۔۔ فھم متحیّرون بلا دلیل

وینبغی لاھل العلم الّا یذلّ نفسہ بالطمع فی غیر مطمع ویتحرز
عمّا فیہ مذلّۃ العلم واھلہ ۔

ترجمہ وتشریح :۔ اور طالب علم کو چاہئے کہ اس بارے میں خوب سوچ وچار سے کام لے کیونکہ بہت مشقّت اور محنت جھیل کر وہ اس علم کو حاصل کرتا ہے ، اس لئے حقیر وقلیل اور فانی (فنا ہو جانیوالی) دنیا کے کاموں میں اس علم کو نہ لگانا چاہئے ۔ شعر : یہ دنیا سب سے کمتر اور حقیر چیز ہے اور اس کا عاشق سب سے زیادہ ذلیل اور بے عزّت ہے ، یہ دنیا اس کی جادو اثر سے قوم کو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے یعنی نفع وخیر کو نہیں سننے دیتی اور نہ دیکھنے دیتی ہے پس وہ حیران اور سرگردان ہیں بغیر کسی ہادی اور بتلانے والے کے ،
اور اہل علم کیلئے ضروری ہے کہ غیر موقع دینے میں لالچ کرکے خود کو ذلیل نکرے اور جس کام میں علم واہل علم کی ذلّت اور بے عزتی ہو اس سے پرہیز کرتا رہے ۔

تحقیق الالفاظ : (بقیہ گذشتہ) وتنفیذ الحق ، ای جعل الحق نافذا واعزاز الدین ، ای جعل الدین عزیزا غالباً لا لنفسہ وہواہ ، ای لاجل تحصیل مراد النفس ، فیجوز ذلک ، ای طلب الجاہ بالعلم بقدر ما یقیم بہ ، ای یجوز طلب المقدار الذی یقدر ان یقیم بہ الامر بالمعروف النہی عن المنکر فان ہذا الطلب وان کان فی الظاہر لاجل الجاہ لکنہ فی الحقیقۃ لاجل تحصیل المعاد ، بسبب اقامۃ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر الذین ہما من اشرف العبادات لانہ من مواقع التہم ۔ وفی الحدیث اتقوا مواقع التہم او کما قال ومن مواضع رغبۃ النفس وطمعہا ایضا فلیتحرز منہ حسب ما امکن حذرا من ان یقع فی المفاسدات التی مرت سابقاً ۔۱۲
(متعلقہ صفحہ ھذا) فی ذلک ای فی طلب العلم فانہ بای مشقۃ اکتسبہ بای جہد حصلہ ، بجھد الجہد بالفتح المشقۃ وبالضم والفتح ایضاً الطاقۃ المراد ہہنا الاول فلا یصرفہ ، ای العلم الی الدنیا تانیث الادنی وہو من الدنو (لدنوہا بالنسبۃ الی الآخرۃ) او من الدناءۃ لدناءتہا ۔ ہی ضمیر القصۃ مبتدأ والدنیا مبتدأ ثان اقل من القلیل ، ہذا کنایۃ عن غایۃ القلۃ اذل من الذلیل ، ہذا ایضاً کنایۃ عن تمام الذلۃ تصم ای تجعل ذا صمم بسحرہا ای زخارفہا وشہواتہا التی تشبہ بالسحر فی استجلاب القلوب قوما ای الذین یحبونہا و یمیلون الی زخارفہا ولذائذہا ای تجعلہم معرضین عن سماع الحق وقبولہ وتعمی ای تجعلہم عمیانا غیر مبصرین الحق فہم ای اذا کانوا صمًّا وعمیاً بلا دلیل یہدیہم ای لا یہتدون الی طریق الحق والرشاد بل یتیہون فی تیہ الحیرۃ والعناد ۔ (باقی ص۴۲ پر)

ویکون متواضعًا والتواضع بین التکبر والمذلة والعفة کذلک یعرف ذلک فی کتاب الاخلاق۔ انشد الشیخ الامام الاجل الاستاذ رکن الاسلام المعروف بالادیب المختار رحمہ اللہ شعرا لنفسہ۔

ان التواضع من خصال المتقی، وبہ التقی الی المعالی یرتقی
ومن العجائب عجب من ھو جاھل، فی حالہ اھو السعید ام الشقی

ترجمہ وتشریح: اور چاہئے کہ تواضع وفروتنی کرنیوالا ہو، تواضع تکبر و ذلت نفس کے درمیانی طریقہ کا نام ہے، ف: کیونکہ تکبر صفات محرمہ میں سے ہے اس لئے کہ یہ صفت ذات باری تعالیٰ کیلئے مختص ہے چنانچہ خود خداوند تعالیٰ ایک حدیث قدسی میں بیان فرماتے ہیں العظمۃ ازاری والکبریاء ردائی ای صفتان مختصتان لذاتی لاتلیقان لغیری یعنی بزرگی میری ازار ہے اور بڑائی میری چادر، مراد یہ کہ یہ دونوں صفت خداوند تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مختص ہیں دوسرے کی شان کے ہرگز لائق نہیں ہے، اور ذلت نفس بھی صفات محرمہ میں سے ہے اس وجہ سے کہ بلا وجہ دینی نفس کو ذلیل کرنا حرام ہے اور جو صفت دونوں کے درمیان میں مقبول اور معتبر ہے وہ تواضع ہے اسلئے کہ خیر الامور اوساطھا یعنی درمیانی چیز تمام اموروں میں بہتر ہے ۱۲ ش) اور عفت (یعنی پاکدامنی اور حرام کام سے بچتے رہنا) بھی تواضع کے مانند تکبر و ذلت کے درمیان ہے، ف: کیونکہ ایک مرد ضعیف جو کہ طلب حلال سے تکبر نہیں کرتا اور طلب حرام کے ساتھ نفس کو ذلیل نہیں کرتا ہے۔ وہ بیشک عفیف اور پاکدامن ہے یا یہ کہ عفت بھی تواضع کے مانند اہل علم کیلئے صفت لازمہ ہے کہ ہر وقت اس کی پابندی ضروری ہے ۱۲ ش یہ سارے امور کتاب الاخلاق (مذکور) میں اچھی طرح معلوم کئے جا سکتے ہیں۔
شیخ امام اجل استاذ رکن الاسلام معروف بادیب مختار رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس کیلئے یہ اشعار بیان فرمائے تھے، (جس کا ترجمہ یہ ہے) تواضع اور فروتنی متقی اور پرہیزگار کی خصلتوں سے ہے اور اسی تواضع سے متقی بلندیوں کی طرف ترقی کرتا ہے اور عجیب باتوں سے ہے خود پسندی اور عجب اس شخص کا جو کہ جاہل ہے اس سے کہ وہ سعید یعنی نیک بخت ہے یا شقی یعنی بدبخت ہے،

تحقیق الالفاظ:۔ (بقیہ گذشتہ) کالرجل الذی لہ حقیقی وصم حقیقی کیف یتحیر فی ذہابہ وحمیہ فلا یدری این یذہب فی این یجی فیتحیر ان لا یذل من الاذلال نفسہ مفعول یذل ای لا یجعل نفسہ ذلیلۃ فی تحیر طمع ای غیر محل الطمع وہذا احتراز عن الطمع فی محل الطمع کالطمع الی العلم تحصیلہ فان اذلال النفس بہذا الطمع جائز لا ضرر فیہ بل ہو عین العزۃ فی الحقیقۃ۔ (باقی آگے)

أم كيف يختم عمره أو روحه — يوم النوى متسفّل أو مرتقي

والكبرياء لربنا صفة به — مخصوصة فتجنبها واتقي

قال أبو حنيفة رحمه الله لأصحابه عظموا عمائمكم ووسّعوا أكمامكم وإنما قال ذلك لئلا يُستخفّ بالعلم وأهله وينبغي لطالب العلم أن يحصل كتاب الوصية التي كتبها أبو حنيفةؒ ليوسف بن خالد السمتيؒ عند الرجوع إلى أهله

ترجمہ وتشریح:- یا کس طرح ختم ہوگی اُس کی عمر یا کہ اس کی روح وفات اور ہلاکی کے دن بجلین میں نیچے جائے گی یا اوپر علّیین میں چڑھے گی اور کبریا تو ہمارے پروردگار کی مخصوص صفت ہے پس تو اس سے پرہیز کر اور بچے رہ یعنی بڑائی اور فخر مت کر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اصحاب کو (نصیحت کے طور پر) فرماتے تھے کہ تمہارے دستاروں کو بڑا کرو اور آستینوں کو کشادہ کرو، اور یہ اس وجہ سے فرماتے تھے کہ علم و اہل علم کو لوگ حقیر اور ذلیل نہ سمجھیں طالب علم کیلئے لازم ہے کہ اُس کتاب الوصیۃ کو پڑھے اور مطالعہ کرتے رہے، جو امام اعظم ابو حنیفہؒ نے (اپنے شاگرد رشید) سمت کے باشندہ (محدث جلیل) یوسف بن خالد کو اس وقت لکھدئے تھے جبکہ آپکی صحبت سے اپنے اہل وعیال کی طرف رجوع کر رہے تھے،

تحقیق الالفاظ:- (بقیہ گذشتہ) ویتحرز منصوب معطوف على أن لا يذل أي بل لا يضع نفسه في موضع الابتذال والرذالة فإن التحرز عن مثل هذا الصنع لازم لئلا يلزم تحقير العلم وأهله ۱۲ (متعلقہ ص۲۶) ويكون أي أهل العلم والعجم أي التحرز عن الحرام كذلك أي مثل التواضع في أنها بين التكبر والذلة لأن الرجل الضعيف لا يتكبر من كسب الحلال ولا يذل نفسه يطلب الحرام ويجوز أن يكون العفة أي مثل التواضع في أنها من الصفات اللازمة لأهل العلم، شعر التقي أي شعراً كأنما النفس للتقي أي خشية تعالى به أي بالتواضع متعلق بيرتقي قدم عليه اهتماما محافظة للوزن التقي فعيل بمعنى الفاعل مبتدأ وخبره يرتقي إلى المعالي أي إلى المقامات العالية يرتقي، أي يصعد ويصل إليها ويتعلق بإلى المعالي أيضا قدم عليه لما مر قال عليه الصلوة والسلام من تواضع لله رفعه الله ومن تكبر وضعه الله أو كما قال ومن العجائب خبر مقدم جمع عجيبة عجب بالضم مبتدأ مؤخر مضاف إلى الفاعل أهو الهمزة للاستفهام وهو مبتدأ السعيد خبره أم الشقي عطف على السعيد يعني من العجائب حال الشخص الذي كان جاهلا بحاله فلا يدري أهو السعيد من السعداء أم هو الشقي من الأشقياء ومع هذا كان مغروراً ومعجباً بحاله فمن كان حاله هكذا فالأولى أن يكون متفكراً في حاله ويخاف من سوء الخاتمة ويكون بين الخوف والرجاء ۱۲ (متعلقہ صفحہ ھذا) يختم عمره أي لا يدري كيف يختم عمره يختم على الإيمان أم يختم على الكفر نعوذ بالله تعالى۔ (باقی بر ص۴۳)

يجده من يطلبه وكان استاذنا الشيخ الامام برهان الائمة علي بن ابي بكر قدس الله روحه العزيز امرني بكتابته عند الرجوع الى بلدي وكتبته ولابد للمدرس والمفتي في معاملات الناس منه

ترجمہ وتشریح :- یہ کتاب اس کو ضرور ملے گی جو طلب اور تلاش کریگا۔ (مشہور ہے مَنْ جَدَّ وَجَدَ یعنی جس نے کوشش کی اُس نے پالیا۔ اس کے اکثر مضامین شرح فقہ اکبر ملّا علی قاریؒ میں بھی نقل کئے گئے ہیں لیکن وہ عقائد کے متعلق ہیں ہاں یہ کتاب الوصیۃ بتمامہ مناقب الامام الاعظم للکردری البزازی باسفل الصحیفۃ من مناقب الامام الاعظم للامام ابی المؤید الموفق بن احمد المکی خطیب خوارزم، مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد دوم ص۹۲ میں مکمل موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ سکتا ہے) ہمارے استاذ شیخ الاسلام برہان الائمۃ علی بن ابی بکر (مرغینانی صاحب ہدایہ) قدس اللہ روحہ العزیز مجھے اپنے شہر کی طرف لوٹتے وقت اس کتاب وصیت کو لکھ لینے کا حکم فرمائے تھے؛ اور میں نے (ان کی امتثال امر کرکے) اس کو لکھ لیا تھا، مدرس اور معاملات ناس میں فتوٰی دینے والے کے لئے اس کتاب کی بہت ضرورت ہے۔

ف :- شارح شیخ ابراہیم بن اسمٰعیلؒ فرماتے ہیں کہ حقیقت میں وہ کتاب بہت عمدہ اور فوائد خمسہ کو جامع ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال)۔

تحقیق الالفاظ :- (بقیہ گذشتہ) یوم التوی ای یوم الہلاک وہو یوم الوفاۃ۔ متسفل ای الروح متسفل ای نازل فی اسفل سافلین، او مرتقی ای صاعد الی اعلی علیین۔ مخصوصۃ ای صفۃ مخصوصۃ بذات الباری عز شانہ فجنبہا امر حاضر مؤکد النون المخففۃ ای متبعدہا وانقطعہا ای عن تلک الصفۃ واتقی امر حاضر ایضًا وحرف العلۃ ای الیاء لم تحذف للضرورۃ القافیۃ ای اتق من الاتصاف بتلک الصفۃ لانہا مخصوصۃ بذاتہ تعالیٰ لا یشترک فیہا غیرہ لا ہو من الحدیث فی الشرح الہندی، قال ابو حنیفۃؒ ای عالمہم یدل علیہ استعمالہ باللام عالمکم جمع عمامۃ۔ المکم جمع کم بضم الکاف وتشدید المیم وہو بالفارسیۃ آستین، ذلک ای ہذا الکلام لئلا یستخف ای لئلا یجعل العلم واہلہ مہانا ومحقرا لان نظر الناس الی اللباس۔ ان یحصل من التحصیل السمتی ای المنسوب الی السمت وہو من علما الحدیث، عند الرجوع ای من صحبۃ ابی حنیفۃؒ الی اہلہ ای دیلہ ۱۲

(متعلقہ صفحہ ہذا) یجدہ استیناف کانہ قیل این یوجد فقال یجدہ من یطلبہ للخبر المشہور من طلب شیئا وجد وجد وکتبتہ ای امتثالا لامرہ فی معاملات الناس متعلق بالمفتی منہ متعلق بقولہ لابد ای من کتاب الوصیۃ المذکور سابقا وکان فی نفسہ کتابا لطیفا جامعا لفوائد خمسۃ۔ کما فی الشرح ۱۲

فصل (۳) فی اختیار العلم والاستاذ والشریک والثبات علیہ

ینبغی لطالب العلم ان یختار من کل علم احسنہ وما یحتاج الیہ فی امر دینہ فی الحال ثم ما یحتاج الیہ فی المآل ویقدم علم التوحید ویعرف اللہ تعالیٰ بالدلیل فان ایمان المقلد وان کان صحیحاً عندنا لکن یکون اثماً بترک الاستدلال ویختار العتیق دون المحدثات قالوا علیکم بالعتیق وایاکم والمحدثات

فصل (۳) علم و استاد اور ہم سبق کو اختیار کرنے اور علم پر ثابت قدم رہنے کے بیان میں

طالب علم کیلئے ضروری ہے کہ وہ تمام علوم میں سے عمدہ قسم اور ایسے علم کو اختیار کرے، جس کا دین کے کاموں میں اس کو فی الحال یعنی بروقت حاجت پڑے، پھر اس کو اختیار کرے جس کی فی المآل یعنی انجام اور آخرت اور بعد کے زمانے میں ضرورت پڑے، پس مقدم کرے علم توحید اور علم ذات

تحقیق الالفاظ :- والثبات علیہ ای علی العلم احسنہ مفعول یختار والی تفسیر الاحسن اشار بقولہ وما یحتاج الیہ الخ فی الحال ای العلم بالفروض التی تفترض علیہ فی الحال بل فی جمیع الاحوال مثل الصلوٰۃ، فی المآل ای فی الزمان الآتی من العلم بالفروض التی ما فرضت علیہ فی الحال لفقدان شروطہا مثل الحج والزکوٰۃ لمن لم یقدر علیہا حالاً و یقدم معطوف علی یختار ای لینبغی لطالب العلم ان یقدم علم التوحید الذی ہو اساس سائر العلوم علیہا بالدلیل ای وینبغی ایضاً ان یعرف اللہ تعالیٰ جل وعلا بالدلیل ای بالاستدلال من الاثر الی المؤثر، ولا یقلد للمقلد ای الرجل الذی لا یکون مستدلاً بل یکون مقلداً آبائہ فی الایمان عندنا ای خلافاً للمعتزلۃ فان عندہم لا یصح ایمان المقلد و دلائل الفریقین مذکورۃ فی موضعہ، آثما۔ لان اللہ تعالیٰ اعطی نعمۃ العقل للانسان لیستدل بہ علی وجودہ و وحدتہ وامہات اوصافہ فلما لم یستدل بہ ما کان مودیاً الی شکر نعمۃ العقل فبسبب کفران النعمۃ کان آثماً۔ ویختار ای وینبغی المطالب ان یختار، العتیق ای القدیم وہو علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ والتابعین وتبع التابعین، دون المحدثات ای العلوم التی لم توجد فی زمانہم بل احدثت بعدہم من العصور کعلم المنطق والحکمۃ وعلم الخلاف قالوا ای العلماء علیکم ای الزموا بالعتیق ای العلم القدیم، وایاکم والمحدثات ہذا من باب التحذیر ای بعدوا انفسکم من المحدثات والمحدثات من انفسکم ۱۲

وصفات کو، اور خدا تعالیٰ کو دلیل کیساتھ پہچانے (اور ان پر ایمان لائے) کیونکہ محض تقلید کرکے، بلا دلیل ایمان لانا اگرچہ ہمارے (یعنی اہل السنۃ والجماعۃ کے) نزدیک صحیح و جائز ہے۔ (برخلاف معتزلہ کے) لیکن دلیل معلوم کرنیکو ترک کرنے سے وہ خطاوار اور مجرم ٹھہریگا۔

ف: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نعمتِ عقل بخشی تاکہ اس سے اللہ تعالیٰ کے وجود و وحدانیت اور ان کی اہم صفات کی دلیل معلوم کرسکے، پس جبکہ اس کے ذریعہ دلیل معلوم نہیں کیا جس سے شکر نعمتِ عقل کا ادا ہوسکے تو بسبب کفرانِ نعمت کے گنہگار ہوگا، اور تمام دلیلوں میں افضل دلیل وہ ہے جو فطری ہو جیساکہ ایک اعرابی نے اپنے قوی اور صریح لہجہ میں کہا تھا۔ البعرة تدل علی البعیر وآثار الاقدام تدلّ علی المسیر فارض ذات فجاج وسماء ذات ابراج کیف لا تدل علی الخالق السمیع البصیر القدیر، یعنی مینگنی مینگنی دینیوالے اونٹ پر دلالت کرتی ہے اور نقش قدم چلنے والے پر تو یہ چشمے، نہریں اور دریا والی زمین اور برج والا آسمان کیسے اس کے پیدا کرنیوالے دیکھنے سننے والے اور قدرت والے خدا تعالیٰ پر دلالت نہیں کریگا؟ ضرور دلالت کریگا حضرت ابوالعتاہیہ نے کیا ہی خوب فرمایا؟ شعر: وفی کل شیئ لہ شاھدٌ ؏ یدل علی انہ الواحد

ترجمہ: ہر چیز میں اُن کیلئے دلیل ہے ؏ کہ وہ خدا واحد ولا شریک ہے، مرگیا ہے کہ از زمین روید وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید، جو سبزہ زمین سے ہو پیدا اُبھر کر ؏ کہ شاہد ہوا وہ خدا کا یقین کر، اور علوم قدیم و مسلک عتیق (پُرانے) کو اختیار کرے نہ کہ محدثات (یعنی نئی پیدا کی ہوئی چیزوں) کو کیونکہ علماء نے کہا ہے کہ تم علم قدیم کو لازم کرلو اور محدثات سے بچو،

ف: یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وصحابہؓ اجمعین اور تابعین وتبع تابعینؒ کے علوم عتیق وقدیم ہیں، پس اس کو اختیار کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم الخ مشکوٰۃ ص۵۵۳ یعنی میری اُمت میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے (آپ کا زمانہ اور آپکے خلفائے راشدین کے زمانہ میں کوئی فرق نہیں ہے اس لئے قرنی کہہ کر اس طرف اشارہ فرمایا کیونکہ ق سے مراد ابوبکر صدیق رض ر سے عمر فاروق رض ن سے عثمان غنی رض ی سے مراد علی مرتضیٰ رض یعنی ہر نام کے آخری حرف، اسی طرح النبی الامّی کے امّی لفظ سے بھی یہ بات مع ترتیب خلافت ثابت ہوتی ہے یعنی پہلا خلیفہ ابوبکر رض جس کا پہلا حرف الف ہے دوسرا خلیفہ عمر رض جس کا دوسرا حرف میم ہے تیسرا خلیفہ عثمان رض جس کا تیسرا حرف میم ہے چوتھا خلیفہ علی رض جس کا چوتھا حرف ی ہے

وایاك ان تشتغل بهٰذا الجدل الذی ظهر بعد انقراض الاکابر من العلماء فانه یبعد الطالب عن الفقه ویضیع العمر ویورث الوحشة والعداوة

(بقیۂ گذشتہ) اس کے بعد تابعین کا زمانہ اس کے بعد تبع تابعین کا زمانہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور اسی کو قرون مشہود لہم بالخیر، یا خیر القرون کہا جاتا ہے، حضرت امیر المومنین عمرؓ کی روایت میں ہے اکرموا اصحابی فانهم خیارکم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یظهر الکذب (ای یفشو، کما فی روایة کذلك) مشکوٰۃ ص۵۵۴ یعنی میرے اصحاب کی تعظیم کرو کیونکہ وہ لوگ تم سب سے بہتر امت ہیں پھر تابعین پھر تبع تابعینؒ اس کے بعد جھوٹ ظاہر ہو جائیگا ایک روایت کے مطابق یعنی جھوٹ پھیل جائیگا، اور فرمایا: من یعش منکم بعدی فسیری اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین الخ یعنی جو شخص تم میں سے میرے بعد زندگانی کریگا تب وہ بہت کچھ اختلاف کو دیکھ پائیگا پس اس وقت لازم کرلو تم میری سنت کو اور خلفاء راشدین کی سنت کو، مشکوٰۃ ص۲۹، اور فرمایا: اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم، رواہ رزین. یعنی میرے اصحاب ستارے کے مانند ہیں پس جن کی تم اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے، مشکوٰۃ ص۵۵۴، اور علوم محدثات وہ علوم ہیں جو قرون ثلٰثہ مذکورۂ بالا میں نہیں پائے گئے بلکہ بعد کے زمانے میں حادث اور پیدا ہوگئے ہیں جیسا کہ علم منطق وحکمت وعلم خلافیات یعنی علم کلام ومناظرہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة یعنی تم محدثات سے بچتے رہو کیونکہ ہر محدث بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے مشکوٰۃ ص۳۰، اور فرمایا: من احدث فی امرنا هٰذا ما لیس منه فهو رد. یعنی جو شخص ہماری اس شریعت میں عبادت وثواب حاصل کرنے کیلئے ایسا جدید طریقہ اور نیا کام نکالے جو اس شریعت سے ثابت نہیں ہے بیشک وہ مردود اور غیر قابل عمل ہے۔ ش ۱۲

(متعلقہ صفحۂ ھٰذا) اور تو اس علم جدل واختلاف یعنی علم کلام ومناظرہ کے ساتھ مشغول ہونے سے بچ جو اکابر علماء (یعنی اصحاب قرون ثلٰثہ مذکورہ) کے ختم ہو جانے کے بعد ظاہر ہو چکا ہے (باقی بر صفحہ ۴۸)

تحقیق الالفاظ: وایاک، ای اتق ہذا کلام المصنف لامقول قالوا، بہذا الجدل ای بعلم الجدل والخلاف، بعد انقراض الاکابر، ای بعد انقطاعہم من العلماء، ای الکائنین من العلماء، فانہ تعلیل للتحذیر عن الفقہ ای الذی ہو اشرف العلوم ویضیع العمر لصرفہ الی مالا یعنیہ ویورث ای یعطی الوحشة الخ ای بسبب الجدل بالمباحثین وکل ذلک امر غیر مقبول فموروثہ ایضاً غیر مقبول ۱۲۔

وھومن اشراط الساعۃ وارتفاع العلم والفقہ۔ کذا ورد فی الحدیث۔
واما اختیار الاستاذ فینبغی ان یختار الاعلم والاورع والاسن کما اختار ابو حنیفۃ حینئذ حماد بن ابی سلیمان بعد التامل والتفکر

(بقیۂ ترجمہ گذشتہ) کیونکہ وہ طالب علم کو فقہ سے (جو اشرف علوم ہے) دور رکھتا ہے اور (غیر اہم کام میں اوقات صرف کرکے) عمر کو ضائع کرتا ہے اور (جدل و مباحثہ کرنے سے دل میں) وہ (جدل و مباحثہ) وحشت اور عداوت پیدا کر دیتا ہے،

ترجمہ وتشریح: اور اس قسم کے علم کے ساتھ مشغول ہونا قیامت قائم ہونے اور علم و فقہ دنیا سے اٹھ جانے کی علامات میں سے ہے جیسا کہ یہ حدیث شریف میں وارد ہے، ف: یعنی یہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جو دیلمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تعلموا العلم قبل ان یرفع فان احدکم لایدری متی یفتقر الی ما عندہ وعلیکم بالعلم وایاکم والتنطع والتبدع والتعمق وعلیکم بالعتیق، یعنی علم کو اٹھالئے جانے سے پہلے تم سیکھ لو کیونکہ تم نہیں جان سکتے کب تمہارے پاس موجود علم کی طرف محتاج بنو؟ تم پر علم کو لازم کرلو، لیکن تنطع (کسی کام میں غلو کرنے) وتبدع (بدعت اختیار کرنے) وتعمق (مبالغہ و تکلف کرنے) سے بچتے رہو اور قدیم علم کو اختیار کرلو ۲ش

استاد کو اختیار کرنا: استاد کو اختیار کرنے میں طالب علم کو چاہیئے کہ بڑا عالم، زیادہ پرہیزگار اور بہت بڑی عمر والا استاد اختیار کرے جیسا کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ نے اپنے زمانے میں بہت سوچ و چار کے بعد حضرت حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا استاد اختیار فرمایا تھا

تحقیق الالفاظ: وھو ای والحال ان الاشتغال بالجدل من اشراط الساعۃ الاشراط جمع شرط بالتحریک ہو العلامۃ والساعۃ ہی القیامۃ واطلاق الساعۃ علی القیامۃ اما لوقوع القیامۃ بغتۃ اولسرعۃ حسابہا اولانہا علی طولہا عند اللہ تعالیٰ کساعۃ فہی من الاسماء الغالبۃ وارتفاع العلم مجرور معطوف علی الساعۃ ای ومن اشراط ارتفاع العلم، کذا ورد فی الحدیث، فی الحاشیۃ للمصریۃ ان ہذہ اشارۃ الی الحدیث الذی رواہ الدیلمی عن عبداللہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا العلم قبل ان یرفع فان احدکم لا یدری متی یفتقر الی ما عندہ وعلیکم بالعلم وایاکم والتنطع والتبدع والتعمق و علیکم بالعتیق فینبغی ای فمقول فی حقہ ینبغی ان یختار ای طالب العلم الاعلم ای الاستاذ الذی لہ زیادۃ علم والاورع ای الذی لہ زیادۃ ورع ای تحرز عن الحرام والاسن ای الذی لہ زیادۃ سن وکبر کما اختار ابو حنیفۃ، ای اختر مثل اختیار ابی حنیفۃؒ والتفکر ای فی اختیارہ استاذا ہو اعلم علماء زمانہ واورعہم واسنہم ۱۲

وقال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وجدتہ شیخا وقورا حلیما صبورا وقال ثبتُ عند حمّاد بن ابی سلیمان فنبتُّ. وقال سمعت حکیما من حکماء سمرقند قال ان واحدا من طلبۃ العلم شاورنی فی طلب العلم وکان عزم علی الذھاب الی بخاریٰ لطلب العلم وھکذا ینبغی ان یشاور فی کل امر فان اللہ تعالیٰ امر رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالمشاورۃ فی الامور ولم یکن احد افطن منہ ومع ذلک اُمِرَ بالمشاورۃ وکان یشاور اصحابہ فی جمیع الامور حتی حوائجُ البیت قال علیؓ ما ھلک امرؤٌ عن مشورۃ۔

ترجمہ وتشریح: اور امام اعظمؒ نے فرمایا کہ میں اپنا استاد کو بڑے صاحب وقار بردبار اور بہت زیادہ صابر شیخ پایا۔ اور فرمایا کہ میں اپنے استاد حماد بن ابی سلیمانؒ کے پاس ثابت قدم رہا پس وہاں پڑھتے پڑھتے اس مرتبہ (یعنی درجہ اجتہاد) کو پہنچا۔ ثابت قدمی ومشورہ: اور امام اعظم ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ میں حکماء سمرقند کے ایک دانا عالم سے سنا انہوں نے کہا کہ ایک طالب علم جس وقت طلب علم کے لئے بخارا جانیکا قصد کیا تھا تو اس بارے میں مجھ سے مشورہ طلب کیا۔ (اس قول کو نقل کرنے کے بعد مصنفؒ کہتے ہیں کہ) اسی طرح ضروری ہے کہ ہر کام میں لوگوں سے مشورہ کیا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول (محمد مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلم کو کاموں میں مشورہ کرنے کا حکم فرمائے ف: یعنی اس آیت میں وشاورھم فی الامر یعنی صحابہؓ سے کاموں میں مشورہ کر لیا کرو، اور مسلمانوں کی حالت بیان کیگئی ہے کہ امرھم شوریٰ بینھم، یعنی صحابہؓ آپس میں مشورہ کرکے اپنے کاموں کو انجام دیتے ہیں) باوجودیکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر سمجھدار وعقلمند اور صاحب رائے کوئی نہ تھا (یعنی پھر بھی آپ کو مشورہ کا حکم کیا گیا ہے) اور آپ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ تمام امور میں مشورہ کرتے تھے، یہاں تک کہ اپنے گھر کی حاجتوں کے بارے میں بھی ان سے مشورہ فرماتے تھے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ کوئی آدمی مشورہ کرنیکے بعد ہلاک اور نقصانی اٹھانیوالا نہیں ہوا۔

تحقیق الالفاظ: وجدتہ ای حماد بن ابی سلیمان وقورا، ای رزینا ثبتُّ علی صیغۃ المتکلم فنبتُّ علی صیغۃ المتکلم ایضا ای کنت ثابتا عند استاذی حماد بن ابی سلیمان وماترکت صحبتہ ابدا فصرتُ نابتا ونامیا کما ینمو النبات حینا فحینا حتی بلغت الی ہذہ المرتبۃ وہی مرتبۃ الاجتہاد، وقال ای ابو حنیفۃ، سمعت حکیما ای سمعت قول عاقل لان السمع لا یتعلق بالذات (باقی صفحہ پر

قیل رجل ونصف رجل ولاشئ فالرجل من لہ رای صائب ویشاور ونصف الرجل من لہ رای صائب ولکن لایشاور اویشاور ولکن لارای لہ ولاشئ من لارای لہ ولایشاور، قال جعفر الصادق رح لسفیان الثوری رحمہ اللہ شاور فی امرک مع الذین یخشون اللہ تعالیٰ وطلب العلم من اعلی الامور واصعبہا فکان المشاورۃ فیہا ھم واجب

ترجمہ وتشریح: کسی نے (کیا ہی اچھا) کہا کہ (لوگ سب تین قسم کے ہیں) پورا مرد۔ آدھا مرد۔ لاشئ یعنی محض بیکار وناچیز مرد ہیں۔ پورا مرد وہ ہے جس کو درست رائے حاصل ہو اور مشورہ بھی کرتا ہے، اور آدھا مرد وہ ہے جس کو درست رائے تو حاصل ہے لیکن مشورہ نہیں کرتا یا مشورہ تو کرتا ہے لیکن اس کو درست رائے حاصل نہیں ہے اور لاشئ وہ مرد ہے جس کو نہ درست رائے حاصل ہے اور نہ ہی وہ مشورہ کرتا ہے، حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ کو فرمایا کہ تم اپنے کاموں میں ان لوگوں سے مشورہ لیا کرو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں یعنی علماء سے۔ اور طلب علم سب کاموں میں زیادہ بلند مرتبہ اور بہت مشکل امر ہے پس اس بارے میں مشورہ کرنا بھی نہایت اہم اور زیادہ واجب ہے ۱۲

تحقیق الالفاظ: یمیل ای یتعلق بالمسموع۔ وکان ای قد کان عزم ای قصد، وھکذا ینبغی، ہذا الکلام الی قولہ قال الحکیم کلام المصنف لا مقول قال اتی بہ فی اثناء الحکایۃ لبیان وجوب المشاورۃ فی جمیع الامور، بالمشاورۃ فی الامور، حیث قال اللہ تعالیٰ وشاورہم فی الامر استظہارا برایہم وتطییبا لنفوسہم وتمہید السنۃ المشاورۃ للامۃ ہذا فی تقدیر ان یفسر الامر بما یصح ان یشاور فیہ الی الاطلاق اما علی تقدیر ان یفسر بالحرب فلا یصح بالاستدلال فی سنۃ المشاورۃ فی جمیع الامور ولم یکن احد افطن منہ ای والحال انہ لم یکن احد من العقلاء اذکی واعقل منہ فی جمیع الامور ای عادتہ بکذا لحاجۃ مجرور علی انہ معطوف علی جمیع الامور جمیع حاجۃ ما یلبسک من امر امانیۃ وامر فاعل ہلک عن مشورۃ ای بعد مشورۃ ۱۲ (متعلقہ صفحہ ھٰذا) قیل رجل خبر مبتدا محذوف ای افراد الانسان رجل تام رای الصائب ای فکر ذو صواب مطابق للحق ویشاور مع العقلاء اقتداء بسنۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم واتہما ثانی امرہ ولکن لارای لہ، ای لارای صائبا لہ بقرینۃ السیاق فتمامیۃ الرجل باعتبار اجتماع الامرین الرای الصائب و المشاورۃ وتنصیف لامرین بتنصیف الرجل ولا یشاور لانتفاء الامرین معا الذین ہما مدار رجولیۃ الانسان فبانتفاء السبب انتفی المسبب شاور امر من المشاورۃ یخشون ای العلماء لقولہ تعالیٰ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء، فانہم اذا استشیروا لیقنعون بالخیر ویرشدون الی السداد والصلاح بموجب علمہم، وطلب العلم ہذا من کلام المصنف مربوط بقولہ وکذا ینبغی فی کل امر ای ہم والحال ان طلب العلم اصعبہا من الصعب، اوجب ای من سائر الامور ۱۲

قال الحکیم اذا ذھبت الی بخاری لا تعجل فی الاختلاف الی الائمۃ وامکث شھرین حتی تتأمل وتختار استاذا فانک ان ذھبت الی عالم وبدأت بالسبق عندہ ربما یعجبک درسیتہ فتترکہ وتذھب الی اٰخر فلا یبارک لک فی التعلم فتأمل فی شھرین فی اختیار الاستاذ وشاور حتی لا تحتاج الی ترکہ والاعراض عنہ فتثبت عندہ حتی یکون تعلمک مبارکا وتنتفع بعلمک کثیرًا۔ واعلم بان الصبر والثبات اصل کبیر فی جمیع الامور ولکنہ عزیز کما قیل، شعر

لکل الی شأو العلی حرکات ٭ ولکن عزیز فی الرجال ثبات

ترجمہ وتشریح: (اسکے بعد اس طالب علم کو) حکیم (سمرقندیؒ) نے کہا کہ جب تم بخارا کی طرف جاؤ (تو تمہ خیرعہ کے مرض میں مبتلا طالب علم کی طرح) تم اماموں یعنی استادوں (کی مجلس) کی طرف تردد کرنے اور گھومتے رہنے میں جلدی نکرنا، (یعنی کبھی اس استاد کے پاس کبھی اُس کے پاس پھرتے رہو ایسے نکرنا ۱۲ ش) بلکہ دو ماہ تک (یعنی کچھ مدت تک) صبر کرو تاکہ تم سوچو اور اس کے بعد ایک استاد کو اختیار کرو کیونکہ تم جب جلتے ہی ایک عالم کی طرف پہنچ جاؤ اور بغیر سوچے اُن کے پاس سبق شروع کردو تو بسا اوقات ایسا ہو سکتا ہے کہ تم کو انکا علم وفضل یا درس پسند نہ آئے اس لئے ان کو چھوڑ دو اور دوسرے کی طرف چلے جاؤ تم۔ تب یہ تمھارے طلب علم میں مبارک اور اچھا نہ ہوگا۔ (کیونکہ پہلے استاد کو چھوڑ دینے سے انکو تکلیف دی بس ان کی تکلیف سے یہ مبارک نہ ہوگا) اس وجہ سے دو ماہ (یعنی کچھ مدت) تک استاد اختیار کرنے میں سوچو اور لوگوں سے (کسی استاد کو اختیار کرنے میں) مشورہ کرتے رہو تاکہ اس کو ترک کرنے اور اس سے اعراض کرنے کی طرف تمکو حاجت نہ پڑے، پھر اس کے بعد اسی استاد کے پاس تم ثابت قدمی سے رہو تاکہ تمہارا طلب علم مبارک ہو اور تم اپنے علم میں بیحد نفع اٹھا سکو۔ اور جان لو کہ صبر اور ثابت قدمی تمام کاموں کا بہت بڑا۔ (باقی ص ۵۲ پر)

تحقیق الالفاظ:۔ قال الحکیم ہذا رجوعا الی الحکایۃ التی حکاہا ابو حنیفۃ رحمن الحکیم السمرقندیؒ اذا ذہبت علی صیغۃ المخاطب، لا تعجل نہی حاضر من العجلۃ فی الاختلاف ای فی التردد الی الائمۃ ای الی العلماء الذین کانوا مقتدی الناس دافضلہم یعنی التردد علی السہولۃ اخذ العلم عنہم وامکث شہرین ای واصبر شہرین ولیس المراد من ذکر الشہرین تعینہا بل المراد انہ لابد من المکث وتختار استاذا سواء کان حصول ذلک لتامل والاختیار فی الشہرین او فی الاقل او فی الاکثر فانک تعلیل لوجوب المکث۔ (باقی آگے)

عہ تمہ خیر یعنی اس جگہ بہتر ہے مراد یہ کہ طالب علم کہا کرتے ہیں۔ کہ یہاں سے وہاں بہتر ہوگا۔ اور جلدی جلدی درس و مدرسہ اور مدرس

قیل الشجاعۃ صبر ساعۃ فینبغی لطالب العلم ان یثبت ویصبر علی استاذ وعلی کتاب حتی لا یترکہ ابتر وعلی فن حتی لا یشتغل بفن آخر قبل ان یتقن الاول وعلی بلد حتی لا ینتقل الی بلد آخر من غیر ضرورۃ فان ذلک کلہ یفرق الامور ویشغل القلب ویضیع الاوقات ویوذی المعلم

ترجمہ وتشریح: (بقیۂ گذشتہ) اصل اور جڑ ہے، لیکن یہ بہت مشکل اور نادر بھی ہے۔ جیسا کہ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ شعر: بلندی[عہ] کی حرکت تو ہوتی ہے سبکو؛ ولیکن کٹھن ہے ثبات[سہ] صبر تو (متعلقہ صفحۂ ہذا:۔) مثل مشہور ہے کہ بہادری ایک لمحہ صبر کرنیکا نام ہے، پس طالب علم کو چاہیئے کہ ایک استاد اور ایک کتاب پر ثابت قدم اور صابر رہے تاکہ اُس کتاب کو ناقص نہ چھوڑے اور ایک فن پر ثابت قدم اور صابر رہے یہاں تک کہ پہلے فن میں مضبوطی اور مہارت پیدا کر لینے سے پہلے دوسرے فن کے ساتھ مشغول نہ ہو جائے۔ اور ایک شہر یعنی ایک مقام پر ثابت قدم وصابر رہے یہاں تک کہ بلا ضرورت دوسرے مقام کیطرف منتقل نہو۔ کیونکہ یہ تمام بے ثباتی وبے صبری سب کاموں کو درہم برہم، دل کو پراگندہ اور وقتوں کو ضائع کر دیتی ہیں نیز استاد کو ایذا پہنچاتی ہیں

تحقیق الالفاظ:۔ (بقیۂ گذشتہ) الی عالم تتعلم منہ، لا یعجبک من الاعجاب، درسیۃ بفتح الدال وکسر الراء وبکسرہما ای علمہ وفضلہ وفی بعض النسخ درسہ ؛ فی التعلم لانک بترکک ایاہ قد آذیتہ فبتاذیہ لا یبارک لک فی التعلم الی ترکا ای للاستاذ تعلمک کثیرا ای انتفاعا کثیرا اصل کبیر یبنی علیہ فی جمیع الامور ای جمیع الامور تبنی وترتب علیہ عزیز ای قلیل ومشکل، شاؤ الشاؤ السبق ای لکل واحد حرکات قلبیۃ الی سبق العلی واقدامہا یعنی یمیل قلب کل واحد ان یسبق الی المراتب العالیۃ فالجار والمجرور متعلق بحرکات ولکنہ قدم علیہا لما مرّ ولکن کلمۃ لکن مخففۃ وملغاۃ عن العمل مابعدہا مبتدا وخبر ای لکن العزیز ای القلیل فی طائفۃ الرجال الثبات فی مبادی الوصول الی العلی ووسائلہ فلذلک لا یصل اکثرہم الی العلی الذی یبنی علی الصبر والثبات وہذا المعنی قیل من ثبت نبت ۱۲

(متعلقہ صفحۂ ہذا) قیل فی فضیلۃ الصبر الشجاعۃ الخ ای الشجاعۃ لیست بقوۃ البدن ولکنہا صبر ساعۃ علی المشاق والآلام علی استاذ بالثبات عندہ وعدم الاعراض عنہ وعلی کتاب ای الی ان یتمہ ابتر حال من ضمیر المفعول ای ناقصا وعلی فن ای من فنون العلم ان یتقن الاول، من الاتقان ای قبل ان یحکم الفن الاول وعلی بلد شرع فی تحصیل العلم فیہ من غیر ضرورۃ توجب الانتقال فان کانت فلا باس بالانتقال کلہ بالنصب تاکید ذلک یعنی عدم اتمام الکتاب وعدم اتمام الفن والاشتغال بفن آخر والانتقال من غیر ضرورۃ۔

عہ یعنی ترقی ۱۲۔ سہ ثابت قدمی ۱۲ منہ

وینبغی ان یصبر عمّا ترید نفسہ وھواہ قال الشاعر۔

ان الھویٰ لھو الھوان بعینہ ؂ وصریع کل ھویً صریع ھوان

ویصبر علی المحن والبلیّات قیل خزائن المنیٰ علی قناطیر المحن، وانشدتُ

وقیل انہ لعلی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ۔

الا لا تنال العلم الا بستۃ ؂ سانبئک عن مجموعھا ببیان

ذکاء وحرص واصطبار وبلغۃ ؂ وارشاد استاذ و طول زمان

ترجمہ وتشریح: اور ضروری ہے کہ اس چیز سے صبر کرے رکے رہے جس کا اس کے نفس خواہش اور ارادہ کرتا ہے، شاعر نے کہا: (جس کا ترجمہ یہ ہے) بیشک خواہش البتہ وہ ذلّت اور بے عزتی ہے اور جو شخص خواہش کا پچھاڑا ہوا ہے یعنی مغلوب ہے وہ ذلّت میں مبتلا اور مغلوب ہے۔
اور تکلیفوں اور آفتوں پر صبر کرے۔ (جو اس کو طریق علم میں پیش آئیں) جیساکہ کہا گیا ہے کہ آرزوؤں اور مقاصد (یا کہ بخشش واحسانوں) کے خزینے بہت محنت وتکلیفوں پر (یا کہ محنت وتکلیفوں کے پُلوں پر) قائم کئے گئے اور یہ اشعار میں نے سنا جن کے متعلق بعضوں نے کہا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے ہیں۔ ترجمہ: خبردار ہو جاؤ نہیں پا سکتا ہے تو علم کو مگر چھ چیز کے ساتھ، عنقریب میں تجھکو ان کے مجموعہ سے خبر دیتا ہوں ایک بیان کے ساتھ، (۱) ذہن کی تیزی (۲) حاصل کرنے کی لالچ (۳) محنت وآفت پر صبر کرنا (۴) حاجت کی کفایت (۵) استاد کی ہدایت (۶) طویل مدت کی تعلیم[ع]

تحقیقُ الالفاظ۔ نفسہ وھواہ، من اللذائذ النفسانیۃ والشہوانیۃ۔ ان الھویٰ الخ یعنی ان الھویٰ والعشق لھو الحقارۃ والمذلۃ بعینہا الھوان بمعنی الحقارۃ والمذلۃ یعنی ان ھوی النفس یوقع صاحبہ فی المذلۃ بارتکاب مرادات النفس التی تقتضی المذلۃ والحقارۃ وصریع الخ ای مصروع کل ھوی ومغلوبہ مصروع کل الھوان والحقارۃ یعنی ان من غلب علیہ الھویٰ وصرعہ یغلب علیہ الھوان والمذلۃ المحن جمع محنۃ البلیات جمع بلیّۃ ای التی ظہرت علیہ فی طریق العلم المنیٰ جمع منیۃ وہی المقصود والقناطیر جمع قنطار بکسر القاف وہو المال الکثیر اذا لق واذا اضیف الی شیٔ فالکثیر منہ یعنی ان خزائن المقاصد مشتملۃ علی المحن الکثیرۃ فمن اراد ان یحصل المقاصد لابد لہ ان یصبر علی المحن الکثیرۃ۔ انشدت ای قرأت علی ہذہ الابیات التی تأتی فیما بعد الا حرف تنبیہ ای تنبہ واعلم انک لاتنال العلم ولا تصل الیہ الا بستۃ اشیاء سانبئک ای ساخبرک ذکاء وہو سرعۃ الفطنۃ مجرور علی انہ بدل من ستۃ ویجوز الرفع والنصب ایضا وحرص ای علی تحصیلہ واصطبار ای علی محنۃ وبلیاتہ وبلغۃ بضم الباء وسکون اللام ای کفایۃ من العیش بحیث لایحتاج فی امر الرزق الی الغیر فان الاحتیاج یشوش القلب فلا یمکن تحصیل العلم، وارشاد استاذ ھی دلالۃ استاذ علی وجہ الصواب وطول زمان ای لابد من طول زمان حتی یحصل العلم لان مقدماتہ ومبادیہ کثیرۃ لاتحصل فی ادنیٰ الزمان ۔۱۲

[ع] جیساکہ فارسی میں کہا گیا ہے ؎ علم را ہرگز نیابی تا نداری شش خصال ؛ حرص کوتاہ۔ فہم کامل جمع خاطر کل حال۔ خدمت استاد باید ہم سبق خوانی و درازئ زمانہ [illegible] ۱۲

وَاَمَّا اختیار الشریک فینبغی ان یختار المُجِدَّ والورع وصاحب الطبع المستقیم والمتفهم ویفر من الکسلان والمعطل والمکثار والمفسد والفتّان

عن المرء لاتسئل وابصر قرینہ ؛ فان القرین بالمقارن یقتدی
فان کان ذا شر فجنبہ سرعۃ ؛ وان کان ذا خیر فقارنہ تھتدی
وانشدت ۔

لاتصحب الکسلان فی حالاتہ ؛ کم صالح بفساد آخر یفسد
عدوی البلید الی الجلید سریعۃ ؛ کالجمر یوضع فی الرماد فیخمد

ترجمہ و تشریح: ہم سبق کو اختیار کرنا۔ شریک یعنی ہم سبق وہم جماعت کو اختیار کرنے میں دیکھنا چاہئے کہ وہ جدّ وجہد کرنیوالا (محنتی) اور پرہیزگار اور طبع مستقیم (یعنی درست طبیعت والا) و سمجھدار ہو، اور سستی کرنیوالے، بیکار، بسیار گو، مُفسد وفتنہ باز سے دور بھاگے، کسی شاعر نے کہا، ترجمہ: مرد کے متعلق مت پوچھ اور اُس کے ساتھی کو دیکھ تو بس کیونکہ ساتھی ساتھی کی اقتدا کرتا رہتا ہے، اگر اُس کا ساتھی بُرا ہے پس اُس سے پرہیز کر اور اگر اچھا ہے تب اُس سے مِل اور دوستی پیدا کر ہدایت پائیگا تو، اور لوگوں کو میں یہ اشعار پڑھتے سُنا: ترجمہ، مت ساتھی بن سستی کرنیوالے کا اس کے اوقات اور حالات میں، بہت صالح اور نیکوکار دوسرے کے فساد سے فاسد ہوجاتے ہیں۔ بیوقوف کی تاثیر عقلمند اور تیز فہم میں سرایت کرجاتی ہے جیسے کہ آگ کا انگارا خاکستر کے اندر رکھدیا جائے تب وہ بجھ جاتا ہے۔

تحقیق الالفاظ: المجد اسم فاعل من اجد یجد ای المقدم الساعی والورع بفتح الواو وکسر الراء صفۃ مشبہۃ ای التعفف عن الحرام ویفر من الفرار الکسلان صفۃ مشبہۃ من التکاسل المعطل اسم مفعول بالفارسیۃ بے کار والمکثار صیغۃ مبالغۃ الفاعل من الکثرۃ ای کثیر الکلام والمفسد ای اہل الفساد والفتان ای اہل الفتنۃ۔ وابصر قرینہ ای لاتسأل عن حال المرء بانہ صالح اوطالح وانظر قرینہ ومصاحبہ حتی تعلم ان حالہ ماذا یقتدی ای یتبع بالمقارن فی احوالہ وافعالہ وبہ یتعلق بالمقارن قدم علیہ لرعایۃ القافیۃ سرعۃ منصوب بنزع الخافض ای فتبعدہ عن نفسک بسرعۃ قبل ان یؤثر شرہ فی ذالک فتعمل بعملہ وفی بعض النسخ فجانب ای باعد بسرعۃ فقارنہ امر حاضر وتہتد جوابہ دائما فی باب یاء والقیاس ان یسقط یاؤہ علامۃ للجزم رعایۃ للقافیۃ یعنی اذا کان القرین ذاخیر فصاحبہ لکی تہتدی لان الصحبۃ مؤثرۃ فتؤثر فیک ثمارہا ومنافعہا وفی بعض النسخ فقاربہ والمعنی ظاہر وانشدت علی صیغۃ المتکلم المجہول من الافعال ای قری ہذا الشعر عندی لاتصحبہ النحو ای لاتقارن الکاسل فی حالاتہ داوقاتہ کم صالح کم للتکثیر ای صالح کثیر بفساد آخر ای بفساد شخص آخر وتعلق بقولہ یفسد لان الفساد یؤثر فی وجودہ بالصحبۃ فیفسدہ العدوی بفتح العین وسکون الدال السرایۃ والبلید الاحمق والجلید قوی الفہم یعنی سرایۃ بلادۃ البلید الی العاقل سریعۃ کالجمر النحو ای کسرعۃ الجمر الذی یوضع فی الرماد فیطفأ فی عقبہ فکما ان الجمر اذا وضع فی الرماد فصار رمادا کذلک الجلید اذا اقترن بالبلید یصیر بلیدا بسرعۃ بسبب الصحبۃ المؤثرۃ ۱۲۔

وقال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام الا ان ابواہ یُہوّدانہ ویُنصّرانہ ویُمجّسانہ، الحدیث یقال فی الحکمۃ بالفارسیۃ، **شعر**

یار بد بدتر بود از مار بد   حقّ ذات پاک اللہ الصمد
یار بد آرد ترا سوئے جحیم   یار نیکو گیر تا یابی نعیم

وقیل: ان کنت تبغی العلم من اھلہ ٭ او شاھدا یخبر عن غائب
فاعتبر الارض باسمائہا ٭ واعتبر الصاحب بالصاحب

ترجمہ وتشریح: اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ٹھیک فرمایا کہ ہر مولود بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے والدین اس کو (اپنی بری صحبت سے) یہودی و نصرانی اور مجوسی بنالیتے ہیں (یعنی جیسے والدین ہوتے ہیں ویسے بنالیتے ہیں۔ نعوذ باللہ تعالیٰ منہ) حکمت میں فارسی عبارت سے یہ اشعار کہے جاتے ہیں، ترجمہ: بُرا دوست سانپ سے بھی زیادہ بُرا ہوگا یعنی تیرے لئے، ذاتِ پاک اللہ الصمد کی قسم سے یہ بات کہتا ہوں، بُرا دوست تجھکو جہنم کی طرف لائے گا (راستہ دکھائیگا) نیکوکار اور اچھا دوست پکڑ تاکہ تو جنۃ النعیم یا نعمت حاصل کرے تو۔

اور کسی شاعر نے بہت ہی عمدہ کہا، ترجمہ: اگر تو علم کو اہل علم سے طلب کریگا یا کسی گواہ سے خبر حاصل کرے کہ وہ کسی غائب کے متعلق خبر دے، پس قیاس کرے تو زمین کو زمین کے ناموں سے کہ قابل زراعت یا بنجر ہے مثلاً اور قیاس کر ساتھی کو اُس کے ساتھی پر،

تحقیق الالفاظ: الفطرۃ الخلقۃ ان ابواہ منصوب علیٰ انہ اسم ان علی لغۃ من یجعل اعراب تثنیۃ فی حال النصب بالالف کما فی حالۃ الرفع، یہوّدانہ ای یجعلانہ یہودیا وینصرانہ ای یجعلانہ نصرانیا ویمجسانہ ای یجعلانہ مجوسیا الحدیث علی ثلثۃ اوجہ مرفوع ومنصوب ومجرور فثبت بہذا الحدیث ان الصحبۃ موثرۃ والا فالخلقۃ التی خلق اللہ الناس علیہا سالمۃ عن الفساد والشقاوۃ۔ یار بد الخ یعنی ان الصاحب السوء اسوأ من الحیۃ السوء واکثر منہا ضررا حق ذات ای بحق ذات کما ہو فی بعض النسخ وہہنا بحذف حرف القسم ای بحق ذاتہ تعالیٰ وتقدس آرد ترا الخ ای الصاحب السوء یاتی بک الی جانب الجحیم، یار نیکو الخ ای اتخذ الصاحب الصالح تجد بسببہ جنات النعیم وقیل فی ہذا المعنی تبغی ای تطلب غائب ای ما غاب عن علمک باسمائہا ای الارض اذا کانت ذات زرع فاسمہا الضیعۃ وان کانت ذات اشجار فاسمہا الجنینۃ وان کانت ذات بقول وبطیخ فاسمہا البستان وان کانت خالیۃ ذات شوک فہی الارض السبخۃ فاذا قال الرجل ان لی ضیعۃ یعرف ان لہ ارضا ذات زرع وہکذا فی کل اسمہا فاعتبار الارضین التی کانت غائبۃ عن العیون ومعرفتہا باسمائہا التی کانت بمنزلۃ الارض الحاضرۃ وہی شاہدۃ علیہا بالصاحب یعنی کما ان اعتبار الارض ومعرفتہا باسمائہا کذلک یعتبر الصاحب ویعرف حالہ بمعرفۃ حال مصاحبہ ان عالما فعالم وان جاہلا فجاہل

فصل (۴) فی تعظیم العلم واهله

اعلم بان طالب العلم لاینال العلم ولاینتفع به الا بتعظیم العلم واهله وتعظیم الاستاذ وتوقیره قیل ما وصل من وصل الا بالحرمة وما سقط من سقط الا بترك الحرمة والتعظیم وقیل الحرمة خیر من الطاعة الاتری ان الانسان لایکفر بالمعصیة وانما یکفر بترك الحرمة ومن تعظیم العلم تعظیم المعلم قال علی کرم الله وجهه انا عبد من علمنی حرفا واحدا ان شاء باع وان شاء اعتق وان شاء استرق وقد انشدت فی ذلك شعرًا

فصل (۴) علم اور اہل علم کی تعظیم کے بیان میں: جان تو کہ طالب علم نہ علم کو پا سکتا ہے اور نہ اُس کے ساتھ (اگرچہ کچھ حاصل ہو بھی گیا تو) نفع اٹھا سکتا ہے جب تک علم و اہل علم کی تعظیم اور استاد کی توقیر اور عزّت نہ کرے، کہا گیا ہے کہ جو کچھ پہنچا (حاصل ہوا) جسکو پہنچا فقط عزّت کرنے ہی کی وجہ سے پہنچا۔ اور (بلند مرتبہ سے) جو شخص کہ گر گیا ہے تو صرف ترکِ عزّت اور عظمت ہی کی وجہ سے گر گیا ہے، کہا بعضوں نے کہ عزّت و عظمت بہتر ہے عبادت اور تابعداری سے، کیا نہیں دیکھتے ہو کہ انسان معصیّت کی وجہ سے کافر نہیں قرار دیا جاتا ہے بلکہ ترکِ عزّت و حرمت ہی کی وجہ سے کافر قرار دیا جاتا ہے۔

ف: کیونکہ اوامر و نواہی خداوندی کا ترکِ حُرمت و عزّت و استہانت اور استخفاف ہے اور استخفاف و استہانت کفر محض ہے نہ کہ معصیت ۱۲ ش تعظیم معلّم (۱) اور تعظیم علم میں سے تعظیم معلّم ہے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ مجھکو جس نے ایک حرف کی تعلیم دی میں اُس کا غلام ہوں چاہے وہ مجھکو بیچ ڈالے اور چاہے آزاد کر دے اور چاہے تو (خدمت کیلئے) غلام بنا کر رکھ چھوڑے۔ (باقی ص۵۸ پر)

تحقیق الالفاظ: وتوقیره عطف تفسیر للتعظیم، ما وصل الخ ای ما وصل الواصل مطلوبا ای مطلوب کان ففی العبارة ما نافیة ومن فاعل وصل وللمفعول محذوف للتعمیم بالحرمة ای باحترام الاستاذ والعلم وغیرهما مما له مدخل فی تحصیل المطلوب وما سقط الخ ما نافیة ایضا ای ما سقط الساقط عن المراتب العالیة بترك الحرمة بان ترك حرمة امر الله ونهیه بان استخف واستهان به الا الاستخفاف والاستهانة کفر محض قال علی تائید ما سبق من تعظیم المعلم استرق ای جعلنی رقیقا واسیرا له خدمة فی بابه وهذا کمال التعظیم وقد قال النبی صلی الله علیه وسلم من علم عبدا آیة من کتاب الله فهو مولاه وقد انشدت علی صیغة المتکلم المجهول والمنشد امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه فی ذلك ای فی تعظیم المعلم۔ ۲

رأیت احق الحق حق المعلم ۔۔۔ واوجبہ حفظا علی کل مسلم
لقد حق ان یُھدیٰ الیہ کرامۃ ۔۔۔ لتعلیم حرفٍ واحدٍ الف درھم
فان من علمک حرفا مما تحتاج الیہ فی الدین فھو ابوک فی الدین

ترجمہ وتشریح: (بقیۂ گذشتہ) فائدہ: یہ کمالِ تعظیم ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَنْ عَلَّمَ عَبْدًا اٰیۃً مِنْ کِتَابِ اللہِ فَھُوَ مَوْلَاہُ یعنی جس نے کسی بندے کو کتاب اللہ کی کوئی ایک آیت تعلیم دی پس وہ اُس بندے کا مولیٰ اور سید ہے ۱۲ ش۔ اور مجھکو (حضرت امیر المؤمنین، علی کرم اللہ وجہہ کے اس بارے میں) یہ اشعار سننے کا اتفاق ہوا ہے،

(متعلقہ صفحہ ھٰذا) ترجمہ: مُعلّم کے حق کو سب سے بڑا حق دیکھا اور جانا میں نے اور ہر مسلم پر اُس حق کا حفاظت کرنا زیادہ واجب ہے البتہ حق ثابت ہوا ہے کہ اُس معلّم کی طرف عزّت کرکے ہدیہ دیا جائے ایک حرف کی تعلیم پر ایک ہزار درہم، کیونکہ جس نے تمکو دین کی باتوں میں سے ایک حرف کھلایا جس کی طرف تم محتاج ہو پس وہ تمہارا دینی باپ ہے۔ ف: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ خیر الآباء من علّمک یعنی سب سے بہتر باپ تمہارا وہ ہے جس نے تمکو تعلیم دی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اسکندر ذو القرنین سے کہا گیا تھا کہ تم اپنے باپ سے زیادہ استاد کی تعظیم کیوں کرتے ہو؟ تو اس نے بہت ہی عمدہ جواب دیا کیونکہ میرے باپ نے مجھکو آسمان سے زمین کی طرف اُتارا، اور میرے استاد زمین سے مجھکو آسمان کی طرف اٹھاتا ہے۔ اس کے اس قول کا منشأ یہ ہے کہ ماں کی رحم میں روح کا بدن کے ساتھ متعلق ہونا گویا روح کا عالم ملکوت سے عالم کون وفساد کی طرف اُترآنا ہے، اور حدوث بدن کا سبب والدین ہیں لیکن استاد کا معارف ربانی کے ذریعہ اس روح کی تکمیل کرنا گویا روح انسانی کیلئے عالم فنا سے عالم بقا کی طرف عروج وصعود کا سبب ہے، اور یہ استاد کے ذریعے حاصل ہوتا ہے ۱۲ ش

تحقیق الالفاظ: احق الحق، الظاہر ان احق مفعول ثان لرأیت لانہ صفۃ لحق المعلم لکن قدم علی المفعول الاول ای علمت ان حق المعلم اشد حقیقۃ من سائر الحقوق واوجبہ بالنصب معطوف علی احق الحق حفظا الخ ای وعلمت ان حق المعلم اشد وجوبا الحفظ علی کل مسلم لقد حق اللام موطئۃ للقسم ای ثبت ووجب یہدیٰ علی صیغۃ المجہول من الاہداء کرامۃ تمیز ای من جہۃ الکرامۃ والتعظیم الف درہم مرفوع علی انہ مفعول مالم یسم فاعلہ لیہدیٰ فان تعلیل لمضمون البیت تحتاج ای انت فی الدین ای فی امر الدین فہو ابوک الخ فانہ روی عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال خیر الاباء من علمک، وجواب الاسکندر ذی القرنین من سوال الناس عن تعظیم المعلم الذی ذکر تمامہ فی الشرح قد ذکرتہ فی شرحی الہندی مفصلاً۔ ۱۲ ٭ دونوں لفظ کا معنی اوپر کی طرف چڑھنا۔

وكان استاذنا الشيخ الامام سديد الدين الشيرازيؒ يقول قال مشائخنا من اراد ان يكون ابنه عالمًا فينبغي ان يراعي الغرباء من الفقهاء ويكرمهم ويعظمهم ويعطيهم شيئًا فان لم يكن ابنه عالمًا يكون حافده عالمًا۔ ومن توقير المعلم ان لا يمشي امامه ولا يجلس مكانه ولا يبتدئ الكلام عنده الا باذنه ولا يكثر الكلام عنده، ولا يسأل شيئًا عند ملالته ويراعي الوقت ولا يدق الباب بل يصبر حتى يخرج۔

ترجمہ وتشریح: اور ہمارے استاد امام سدید الدین شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ہمارے مشائخ نے کہا کہ جس کی یہ خواہش ہو کہ اس کا بیٹا عالم ہو جائے پس چاہیئے کہ غریب (یعنی بے یار و مددگار و حاجتمند) عالم و فقیہ لوگوں کا خیال رکھے اور ان کی عزت و تعظیم کرے اور ان کو کچھ دے اور کچھ ان کو کھلائے پس اس کی برکت سے (کسی وجہ سے اس کا بیٹا عالم نہ ہو سکا تو اس کا پوتا عالم ہوگا۔ **تعظیم معلم** (۲) **طریق تعظیم**، اور معلم کی عزت میں سے یہ بھی ہے کہ (۱) راستہ میں چلتے وقت) ان کے آگے آگے نہ چلے۔ (۲) اور ان کی جگہ پر نہ بیٹھے، (۳) اور ان کے پاس ان کی اجازت کے بغیر خود پہلے کلام شروع نہ کرے۔ (۴) اور نہ ان کے پاس زیادہ لمبی چوڑی بات کرے، (۵) اور ان کے ملال و پریشانی کے وقت کوئی چیز دریافت نہ کرے۔ (۶) اور (اس) وقت کا خیال رکھے (جس کو درس اور سبق کیلئے انہوں نے معین کر دیا) (۷) اور نہ (ان کا) دروازہ ٹھوکتا اور دستک دیتا رہے۔ بلکہ صبر کرے یہاں تک کہ وہ (خود حسب معمول) باہر نکل آئیں۔

تحقیق الالفاظ: یقول خبر کان ای یقول دائمًا قال مشائخنا مقول یقول ان یراعی علی صیغۃ المعلوم من المراعاۃ الغرباء جمع غریب من الفقہاء صفۃ الغرباء ای الکائنین من الفقہاء ویکرمہم بالنصب معطوف علی ان یراعی من اکرام ویعظمہم من التعظیم ویعطیہم شیئًا ای یتصدق علیہم بشئ من مالہ ولو کان قلیلا کما یفیدہ التنوین فی شئ یکون حافدہ ای ولد ولدہ وفی بعض النسخ کان حفیدہ والمعنی واحد فظہر من ہذا ان التعظیم والاکرام للعلماء امر مقبول ومفید لنیل ہذہ الفائدۃ۔ امامہ ای قدامہ عندہ ای عند المعلم الا باذنہ ای لا یبتدئ بالکلام عندہ فیطلب الشئ من الاشیاء الا مطلبا باذنہ ویراعی ای یحفظ الوقت الذی عینہ للدرس حتی یخرج ای الاستاذ فان ہذہ الاشیاء تخل بالتعظیم، ۴

فالحاصل انہ یطلب رضاہ ویجتنب سخطہ ویمتثل امرہ فی غیر معصیۃ اللہ تعالیٰ ولاطاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق۔

ومن توقیرہ توقیر اولادہ ومن یتعلق بہ وکان استاذنا شیخ الاسلام برھان الدین صاحب الھدایۃ رح یحکی ان واحدا من کبار ائمۃ بخاری کان یجلس مجلس الدرس وکان یقوم فی خلال الدرس احیانا

ترجمہ وتشریح: بس حاصل یہ ہے کہ استاد کی خوشنودی ورضا کو طلب کرے اور ان کی ناراضی سے بچتا رہے۔ اور غیر معصیت خداوندی میں ان کی امتثالِ امر (حکم کی پیروی) کرتا رہے (اس لئے کہ) خالق باری تعالیٰ کی معصیت کی صورت میں مخلوق کی فرمانبرداری جائز نہیں ہے۔ ف: جیساکہ بعینہٖ یہی مضمون حدیث سے ثابت ہے نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت زیادہ بُرا آدمی وہ شخص ہے جو غیر کی دُنیا سنوارنے کیلئے یعنی اس کی اطاعت میں اپنا دین برباد کردے ۱۲ حاشیہ تعظیم معلم (۳) **تعظیم اولاد ومتعلقین معلم**: اور معلم کی اُسی عزت وتوقیر میں سے اس کی اولاد اور متعلقین کی عزت وتعظیم ہے۔ اور ہمارے استاد شیخ الاسلام برہان الدین صاحبِ ہدایہ، رحمہ اللہ تعالیٰ حکایت بیان کرتے تھے کہ بخارا کے اماموں میں سے ایک بڑا امام اور استاد مجلس درس میں بیٹھتے تو کبھی کبھی درمیانِ درس میں کھڑے ہوجاتے تھے۔

تحقیق الالفاظ: رضاہ ای رضا الاستاذ سخطہ ای من سخط الاستاذ ولاطاعۃ الخ ای ولا طاعۃ جائزۃ للمخلوق۔ فی معصیۃ الخالق ای فی عبادۃ یلزم ان اطاع للمخلوق ان یعصی الخالق وہذہ الجملۃ بمنزلۃ التعلیل لما سبق وہی بعینہا ثابتۃ من حدیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، وفی بعض الحواشی بل فی بعض نسخ المتن ایضاً کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان شر الناس من یذہب دینہ لدنیا غیرہ۔ ومن یتعلق بہ کائنا من کان سواء کان تعلقہ بالنسب او بالسبب یحکی خبر کان کان یجلس ای عادتہ کذا فی خلال الدرس ای فی اوسطہ، احیانا ای اوقاتا۔ ۱۲

فسالوه عن ذلك فقال ان ابن استاذی یلعب مع الصبیان فی السکۃ فاذا رایته اقوم له تعظیما لاستاذی۔ والقاضی الامام فخر الدین الارسابندی کان رئیس الائمۃ بمرو وکان السلطان یحترمه غایۃ الاحترام وکان یقول انما وجدت ھٰذا المنصب بحرمۃ الاستاذ فانی کنت اخدم استاذی القاضی ابا یزید الدبوسی وکنت اخدمه واطبخ طعامه ولا اکل منه والشیخ الامام الاجل شمس الائمۃ الحلوانی ؒ قد کان خرج من بخاری وسکن فی بعض القری ایاما بحادثۃ وقعت له وقد زارته تلامیذہ غیر الشیخ

الامام القاضی ابی بکر الزرنجیؒ

ترجمہ وتشریح :۔ اس وقت لوگوں نے ان سے اس بارے میں سوال کرنے پر انہوں نے بتلایا کہ میرے استاد کا بیٹا لڑکوں کے ساتھ گلی میں کھیلتا ہے۔ (اور کبھی کبھی کھیلتا ہوا مسجد کے دروازہ کیطرف آجاتا ہے) پس جب میں اس کو دیکھ پاتا ہوں تو میرے استاد کی تعظیم کیلئے کھڑا ہوجاتا ہوں اور قاضی امام فخر الدین ارسابندیؒ مرو (شہر) میں اماموں (استادوں) کے رئیس اور سردار تھے اور اس زمانہ کے بادشاہ بھی ان کا بیحد احترام وعزت کرتے تھے۔ ان کا حال یہ تھا کہ وہ خود فرماتے تھے کہ میں اس رتبہ اور عہدہ کو جو پایا ہے تو فقط استاد کی خدمت اور احترام سے پایا ہے کیونکہ میں اپنے استاد قاضی ابو یزید دبوسیؒ کی خدمت کرتا تھا اور ایسی خدمت کرتا تھا کہ ان کے لئے کھانا پکا دیا کرتا تھا اور خود میں اس کھانے میں شریک نہ ہوتا تھا (کیونکہ میرا کھانے میں شریک ہونا گویا اپنے کھانے کیلئے پکانا شمار ہوتا اور یہ اپنا کام ہوتا نہ کہ استاد کی خدمت)۔

اور شیخ امام اجل شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو جو ایک حادثہ پیش آیا اس سے مجبور ہوکر بخارا سے نکل گئے اور بعض دیہات میں جاکر کچھ دنوں تک سکونت اختیار فرمائے۔ اس دوران سکونت دیہات میں شیخ امام قاضی ابوبکر زرنجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان کے باقی تمام تلامذہ (شاگردان) ان کی زیارت اور ملاقات کیلئے حاضر ہوئے (اور آپ حاضر نہ ہوئے)۔

تحقیق الالفاظ : فسالوہ الخ فی بعض النسخ وسالوا عنه ویقول فی السکۃ ای فی الطریق وفی الشرح بعد ذلک بل فی بعض نسخ المتن ھٰکذا ای ویجیئ احیانا الی باب المسجد رایته ای ابن استاذی السلطان ای سلطان زمانه وکان ای القاضی یحترمه الا ستاذ فی ای باحترامه بالخدمۃ وغیرھا وفی بعض النسخ بخدمۃ الاستاذ القاضی الامام منصوب علی انه صفۃ استاذی ابا یزید کنیۃ الدبوسی بفتح الدال وضم الباء الموحدۃ المنسوب الی الدبوس منصوب علی انه صفۃ نسبیۃ لاستاذی یعنی بخدمتی ھٰذہ وجدت ھٰذا المنصب (باقی صفحہ ۲۸)

فقال له حين لقيه لماذا لم تزرني؟ فقال كنت مشغولاً بخدمة الوالدة قال ترزق العمر ولا ترزق رونق الدرس وكان كذلك فانه كان يسكن في اكثر اوقاته في القرى ولم ينتظم له الدرس فمن تأذى منه استاذه يحرم بركة العلم ولا ينتفع به الا قليلاً۔

ان المعلم والطبيب كلاهما ؛ لا ينصحان اذا هما لم يكرما
فاصبر لدائك ان جفوت طبيبها ؛ واقنع بجهلك ان جفوت معلما

ترجمہ و تشریح: (اس کے بعد جب کسی موقع پر) آپ شیخ زرنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ملے تو بطور شکایت فرمائے کہ تم میری زیارت (ملاقات) کیوں نہیں کی؟ انہوں نے کہا کہ میں اپنی والدہ کی خدمت میں مشغول تھا اس وقت شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم کو عمر دراز تو نصیب ہوگی لیکن رونق درس حاصل نہیں ہوگا۔ اور حقیقت میں ہوا بھی ایسا کہ وہ اکثر اوقات دیہات میں بسر اوقات کرتے تھے اور ان کیلئے درس کا انتظام نہ ہوتا تھا پس جس شخص کے ذریعہ استاد کو ایذا پہنچیگی وہ برکت علم سے محروم رہے گا۔ اور اس علم سے وہ نفع نہیں اٹھائیگا مگر بہت تھوڑا۔ (جیسا کہ کسی شخص نے کہا، ترجمہ بیشک معلم اور طبیب دونوں خیرخواہی نہیں کرتے ہیں جبکہ ان دونوں کی تعظیم اور عزت نہ کی جائے پس تمہاری بیماری کے باقی رہنے پر صبر کرتے رہو جبکہ تو نے طبیب پر ظلم کیا۔ اور تو اپنی جہالت پر قناعت کرکے بیٹھا رہ جبکہ تو نے معلم پر ظلم کیا یعنی اس کا حق ادا نہ کیا۔

تحقیق الالفاظ: (بقیہ گذشتہ) ولا اكل منه يعني ان خدمتي وصنيعي لمعلمه ليس لاجل الاكل والانتفاع بل لمجرد التعظيم والتوقير الحلواني بضم الحاء المهملة وسكون اللام وآخره نون بعد الف اسم لبلد ونسبة شمس الائمة اليها ويقال بهمزة بدل النون المنسوب الى بيع الحلواء لان اباه كان بائع الحلواء بحادثة اي لسبب حادثة وقعت له اي واجبت خروجه من البلدة الى القرى تلاميذه جمع تلميذ فاعل زارت غير الشيخ لفظ غير منصوب على الاستثناء الزرنجي بفتح الزاء المعجمة وفتح الراء المهملة و نون ساكن بعدها اسم موضع ينسب اليه ابوبكر۔١٢ (متعلقہ صفحہ ھٰذا) فقال اي شمس الائمة له اي للقاضي ابي بكر لماذا لم تزرني اي لاي شيء ووجه لم تزرني؟ فقال اي القاضي ابوبكر بخدمة الوالدة وفي بعض النسخ بخدمتي الوالدة اي فشغلني بخدمة الوالدة منعني من زيارتك قال اي شمس الائمة ترزق العمر على صيغة المبني للمفعول والعمر منصوب بنزع الخافض اي تجعل مرزوقاً بالعمر ولا ترزق الخ اي ولا تجعل مرزوقاً برونق الدرس وزينته فانه كان يسكن وفي بعض النسخ فانه كان كذلك، ولم ينتظم له الدرس لان الطالبين كثيراً ما يوجدون في البلدان دون القرى بركة العلم اي من بركة الا قليلا اي انتفاعا قليلا فانتصابه على المصدرية ان المعلم الخ اي ان المعلم والطبيب لا يريدان الخير للمتعلم والمريض اذا لم يكونا مكرمين لانهما اذا لم يكرما لم يستعطفا على المريض والمتعلم فلا يكونان ناصحين لهما ان جفوت على صيغة الخطاب طبيبها الضمير (باقی آگے صفحہ پر)

وحکی ان الخلیفۃ ھٰرون الرشید بعث ابنہ الی الاصمعیؒ لیعلمہ العلم والادب فرآہ یوماً یتوضأ ویغسل رجلہ وابن الخلیفۃ یصب الماء علی رجلہ فعاتب الخلیفۃ الاصمعی فی ذٰلک فقال انما بعثتہ الیک لتعلمہ وتؤدبہ فلماذا لم تأمرہ بان یصب الماء باحدی یدیہ ویغسل بالاخری رجلک۔ ومن تعظیم العلم **تعظیم الکتاب** فینبغی لطالب العلم ان لا یأخذ الکتاب الا بطہارۃ وحکی عن الشیخ الامام شمس الائمۃ الحلوانیؒ انہ قال انما نلت ھٰذا العلم بالتعظیم فانی ما اخذت الکاغذ الا بالطہارۃ۔

ترجمہ وتشریح:۔ حکایت بیان کی گئی ہے کہ خلیفہ ہارون رشید اپنے بیٹے کو شیخ العربیہ و امام اللغۃ اصمعیؒ کے پاس علم وادب کی تعلیم کیلئے بھیجا تھا پس (اتفاقاً) ایک دن خلیفہ نے اصمعیؒ کو کہ وہ وضو کر رہے ہیں اور اپنے پیر کو (خود اپنے ہاتھ سے) دھو رہے ہیں اور خلیفہ کا بیٹا اصمعیؒ کے پیر پر پانی ڈال رہا ہے پس اس وقت خلیفہ نے اس بارے میں اصمعیؒ کو سرزنش کرتے ہوئے کہا کہ اس کو میں نے تمہارے پاس اس لئے بھیجا کہ تم اس کو علم وادب سکھلاؤ گے پس کیوں اس کو حکم نہیں کرتے ہو کہ ایک ہاتھ سے پانی ڈالے اور دوسرے ہاتھ سے تمہارے پیر کو دھو دیوے؟

تعظیم کتاب۔ اور تعظیم علم میں سے تعظیم کتاب بھی ہے۔ پس طالب علم کو چاہئے کہ طہارت (یعنی وضو) کے بغیر کتاب کو نہ پکڑے، اور بیان کیا گیا ہے کہ شمس الائمہ حلوانیؒ نے کہا کہ میں اس علم کو فقط تعظیم ہی سے پایا ہے، کیونکہ میں نے کبھی طہارت (یعنی وضو) کے بغیر کاغذ کو نہیں پکڑا۔

: الخلیفۃ ای خلیفۃ بغداد الاصمعی وھو شیخ من مشائخ العربیۃ وامام من ائمۃ اللغۃ فرآہ۔ ای الخلیفۃ الاصمعیؒ وابن الخلیفۃ الواو للحال علی رجلہ ای رجل الاصمعی ای ابن الخلیفۃ یصب الماء فقط ولا یغسل بیدہ رجل الاصمعی فیؤدی حق التعظیم للمعلم۔ فی ذٰلک ای فی عمل ابنہ ہکذا فقال تفصیل العتاب فلماذا ای لاجل ای شئ لم تأمرہ ای ابنی بان یصب الماء ای ابنی بالاخری ای بالید الاخری ای شیئ مثلاً رجلک ای رجل الاصمعی نثبت بہذا ان تعظیم الاستاذ لازم وان کان التلمیذ ذا جاہ او صاحب مال تعظیم الکتاب الذی یطالعہ ویقرأ منہ فینبغی ہذا شروع لبیان کیفیۃ تعظیم الکتاب الا بالطہارۃ۔ ای بالوضوء وحکی ہذا تشیید لذٰلک المعنی الکامل بعنح الغین القرطاس ۱۲

بقیہ مؤثر شتہ بس راجع الی الداء المذکور حکما باعتبار الصحبۃ وانعارضۃ یعنی ان جفوت طبیب مرضک فاصبر علیہ ولا تضطرب منہ وفی بعض النسخ طبیبہا۔ یرجع الی الداء باعتبار المرض حکما وانک ان جفوت معلمک لا یتہمہ فی التعلیم فلا یشفک تعلیمہ فتبقیٰ جاہلاً ۱۲

وان الشیخ الامام شمس الائمۃ السرخسیؒ کان مبطوناً وکان یکرر فی لیلۃ فتوضأ فی تلک اللیلۃ سبع عشر مرۃ لانہ کان لا یکرر الا بالطہارۃ هذا لان العلم نور والوضوء نور فیزداد نور العلم بہ ومن التعظیم الواجب ان لا یمد الرجل الی الکتاب ویضع کتب التفسیر فوق سائر الکتب تعظیماً ولا یضع علی الکتاب شیئاً آخر۔ وکان استاذنا برهان الدینؒ یحکی عن شیخ من المشائخ ان فقیہا کان وضع المحبرۃ علی الکتاب فقال لہ بالفارسیۃ. برنیابی وکان استاذنا القاضی الاجل فخر الاسلام المعروف بقاضیخانؒ یقول ان لم یرد بذلک الاستخفاف فلا بأس بذلک والاولی ان یحترز عنہ

ترجمہ وتشریح : اور شیخ شمس الائمہ سرخسیؒ ایک دفعہ مبطون (یعنی پیٹ کی بیماری خروج ریح یا دست میں مبتلا) تھے اور آپ رات کو (کتابوں کے اسباق کا) تکرار و بحث کرتے تھے، پس آپ نے اس رات میں سترہ بار وضو کی کیونکہ آپ بغیر طہارت (یعنی وضو) کے تکرار نہیں کرتے تھے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ علم نور ہے، اور وضو بھی نور ہے پس وضو کے نور کے ساتھ علم کا نور بڑھتا رہیگا (ورنہ حدث کی ظلمت کے سبب نور علم اندھیرا و دھندلا سا رہنے کا اندیشہ ہے اس وقت نور علم ظاہر نہ ہوگا تو استفادہ بھی نہ ہو سکے گا۔ اور تعظیم واجب میں سے یہ ہے کہ کتاب کی طرف پیر نہ پھیلائے۔ اور کتب تفسیر کو تعظیم کرکے ساری کتابوں کے اوپر رکھے، اور کتاب کے اوپر (دوات وغیرہ) کوئی چیز نہ رکھے، اور ہمارے استاذ شیخ الاسلام برہان الدینؒ مشائخ میں سے کسی شیخ کی حکایت بیان کرتے تھے کہ ایک فقیہ نے کتاب پر دوات رکھدی تھی اس وقت شیخ نے فارسی میں فرمایا کہ "برنیابی" (یعنی تم اپنے علم سے نفع نہیں حاصل کروگے) اور ہمارے استاد قاضی اجل فخر الاسلام معروف بقاضیخانؒ فرماتے تھے کہ دوات کو کتاب پر رکھنے سے اس کا مراد اگر علم کا استخفاف واستحقار نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (یعنی جائز تو ہے مگر) اولی یہ ہے کہ اس سے پرہیز کرے (ورنہ برنیابی کے مصداق بننے کا اندیشہ ضرور رہے گا۔ کیونکہ اس میں اگرچہ استخفاف نہیں ہے مگر ایہام استخفاف ضرور ہے)۔

تحقیق الالفاظ : کان مبطوناً ای مبتلی بمرض البطن من انفلات الریح او استطلاق البطن. وکان یکرر ای درسہ الذی یطالعہ حفظ للعلم بقرینۃ المقام فی لیلۃ من اللیالی بہ ای بالوضوء لان النور اذا انضم الی النور یضاعف النور فیثبت بہ انہ ان لم یتطہر یظلم نور العلم بسبب ظلمۃ الحدث فلا یستفاد بہ الی الکتاب لان فیہ نوع استحقار ویضع منصوب بالعطف علی ان لا یمد تعظیماً ای الکتب للتفسیر شیئاً آخر ای کالد م من محبرۃ وغیرہا لان فیہ استحقاراً المحبرۃ ای الدوات والمراد فقال ای الشیخ لذی للفقیہ برنیابی لفظ برہنا بمعنی الفاکہۃ والمراد التفع ونیابی ای لا تجد ما معنی ای لا تجد النفع من علمک ان لم یرد بذلک ای لو وضع المحبرۃ علی الکتاب الاستخفاف ای عدہ خفیفاً حقیراً فلا بأس بذلک ای بوضعها ان یحترز عنہ لان فیہ ایہام الاستخفاف فالاولی الاحتراز عن مثلہ ۱۲

ومن التعظيم ان يجود كتابة الكتاب ولا يقرمط ويترك الحاشية التي يقرمط فيها الا عند الضرورة۔ ورأى ابو حنيفة كاتبا يقرمط في الكتابة فقال لا تقرمط خطك لانك ان عشت تندم وان مت تشتم يعني اذا شخت وضعف بصرك ندمت على ذلك الفعل وحكي عن الشيخ الامام محمد مجد الدين الصرخكي رحمه الله تعالى انه قال ما قرمطنا ندمنا وما انتخبنا ندمنا وما لم نقابل الا ندمنا۔

ترجمہ وتشریح اور تعظیم واجب میں سے یہ بھی ہے کہ کتاب کی تحریر کو خوب عمدہ اور خوشخط بنائے اور باریک قلم سے نہ لکھے (بلکہ موٹے قلم سے لکھے) اور اس میں حاشیہ چھوڑے جس تحریر میں باریک قلم سے لکھا گیا ہو غالباً۔ مگر ضرورت کے وقت (کہ اطراف کتاب میں لکھنے کو مقتضی ہو) اس وقت حاشیہ نہ چھوڑ کر اطراف کتاب میں لکھے) امام اعظم ابو حنیفہؒ نے ایک کاتب کو دیکھا کہ بہت باریک قلم سے لکھ رہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ (تمہاری کتاب کو) بہت باریک قلم سے مت لکھو کیونکہ تم اگر زندہ رہوگے تو شرمندہ ہوگے اور اگر مر جاؤگے تو (دوسرے کیطرف سے بوجہ تمہاری تحریر کو نہ پڑھ سکنے کے) گالی کھاؤگے، امام اعظمؒ کے قول کا مراد یہ ہے کہ اگر تم (زندہ رہوگے اور) بوڑھا ہو جاؤگے اور تمہاری آنکھ ضعیف ہو جائے گی اس وقت تمہارے اس فعل پر (بوجہ خود نہ پڑھ سکنے کے) شرمندہ ہوگے۔ اور شیخ امام محمد مجد الدین صرخکی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا گیا ہے انہوں نے فرمایا کہ جب کبھی ہم نے باریک خط سے لکھا تو شرمندہ ہوا، اور جب کبھی ہم نے مضمون کو انتخاب کر کے تھوڑا حصہ نقل کیا تو شرمندہ ہوا اور جب کبھی ہم نے ہماری تحریر کو اصل کتاب کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا تو شرمندہ ہوا۔

تحقیق الالفاظ ان يجود الخ اى ان يجعل جيدا غير ردى ولا يقرمط القرمطة رقة الكتابة اى لا يجعل الكتابة رقيقة غير جلية فيها غالبا الا عند الضرورة التى اقتضت ان يكتب اطراف الكتاب فحينئذ يكتبها فقال اى ابو حنيفة رحمه الله تعالى عشت بصيغة الخطاب من العيش تندم مجزوم او مرفوع لكون شرطه ماضيا وان مت بضم الميم على صيغة الخطاب من الموت تشتم على صيغة المبنى للمفعول يعنى يشتمك من يقرأ منه يعنى هذا التفسير من المصنف اذا شخت بكسر الشين وسكون الخاء على صيغة الخطاب اى صرت شيخا على ذلك الفعل۔ لانك تتألم من قرائته وقتئذ ما قرمطنا ندمنا ما موصولة فى المواضع الثلثة والعائد محذوف اى الذى قرمطناه ورققنا كتابته ندمناه او مصدرية اى مدة دوام قرمطنا فى الكتابة ندمنا بان نقول لما ذا فعلنا هكذا وما انتخبنا الخ اى الذى انتخبناه ندمناه او ان مدة دوام انتخابنا واختصارنا ندمنا لان كثيرا ما نحتاج الى التفصيل وما لم نقابل اى الكتاب الذى لم نقابله مع كتاب آخر صحيح . ندمنا لان هذه الاشياء مضرة لمطالعتنا. (بورق دیگر)

وينبغي ان يكون تقطيع الكتاب مربعا فانه تقطيع ابى حنيفة رحمه الله تعالى وهو ايسر الى الرفع والوضع والمطالعة وينبغي الّا يكون في الكتاب شئ من الحمرة فانها صنيع الفلاسفة لا صنيع السلف ومن مشائخنا من كره استعمال المركب الاحمر۔ ومن تعظيم العلم تعظيم الشركاء ومن يتعلم منه والتملق مذموم الا في طلب العلم فانه ينبغي ان يتملق لاستاذه وشركائه ليستفيد منهم وينبغي لطالب العلم ان يستمع العلم والحكمة بالتعظيم والحرمة وان سمع مسئلة واحدة وكلمة واحدة الف مرة قيل من لم يكن تعظيمه بعد الف مرة كتعظيمه في اول مرة فليس باهل العلم۔

ترجمہ وتشریح

اور چاہیے کہ تقطیع (یعنی سائز) کتاب کی مربع (چہار گوشہ یعنی چاروں طرف قریب قریب برابر ہی) ہو۔ کیونکہ یہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ تقطیع ہے اور یہ تقطیع اٹھانے، رکھنے اور مطالعہ میں زیادہ آسان ہے اور چاہیے کہ کتاب کی تحریر میں کسی قسم کا سرخ رنگ نہ ہو کیونکہ یہ فلاسفہ کا فعل ہے۔ سلف کا عمل نہیں ہے۔ اور ہمارے مشائخ میں سے بعض سرخ روشنائی کے استعمال کو مکروہ جانتے ہیں۔ طریق تعظیم (۴) تعظیم شرکاء تعلیم۔ اور تعظیم علم میں سے شرکاء اور جس سے تعلیم حاصل کی جاتی ہے (یعنی استاد) اس کی تعظیم وتوقیر کرنا ہے۔ اور چاپلوسی وتملق مذموم ہے مگر طلب علم میں تملق جائز ومحمود ہے۔ پس چاہیے کہ اپنے استاد اور شرکاء کے ساتھ چاپلوسی وخوشامد کرے تاکہ ان سے فائدہ حاصل کر سکے۔ اور طالب علم کو چاہیے کہ علم اور حکمت (یعنی دانائی کی بات) کو تعظیم واحترام کے ساتھ سنے اگرچہ ایک مسئلہ اور ایک کلمہ ہزار بار سنے کہا گیا ہے کہ جس کی تعظیم ہزار بار سننے کے بعد بھی ایک بار سننے کی تعظیم کی طرح نہ ہو پس وہ اہل علم میں سے نہیں ہے (یعنی ہزار بار بھی اگر ایک بات کو سنے تو ہر دفعہ عزت واحترام کے ساتھ سنے ورنہ وہ اہل علم اور علم پانے کے لائق آدمیوں میں سے نہیں ہے)۔

تحقیق الالفاظ

(بقیہ گذشتہ) ومخلة يتفهم مقصودنا في آلى شية ما انتخبنا لحفظنا اى ماتركنا شيئا الا احتجنا الى ماتركناه ودودنا لو كان ماعلمنا مفصلا متوسعا فيه ومالم نقابل اى ماوفرطنا في المراجعة ومقابلة النسخة المكتوبة حذرا على الاخرى المصححة۔ الا ندمنا لعثورنا على الخطأ والاغلاط في النسخة الحديثة ۱۲ (باقی اگلے صفحہ پر)

وينبغي لطالب العلم الا يختار نوع علم بنفسه بل يفوض امره الى الاستاذ فان الاستاذ قد حصل له التجارب في ذلك. وعرف ماينبغي لكل احد وما يليق بطبيعته. وكان الشيخ الامام الاجل الاستاذ شيخ الاسلام برهان الحق والدين رحمه الله تعالى يقول كان طلبة العلم في الزمان الاول يفوضون امورهم في التعلم الى استاذهم وكانوا يصلون الى مقصودهم ومرامهم

ترجمہ وتشریح تجویز علم:۔ اور طالب علم کو چاہئے کہ خاص قسم کے علم وفن کو خود (اپنی رائے سے) نہ اختیار کرلے۔ بلکہ یہ کام اپنے استاد کے سپرد کردے (یعنی وہ جو تجویز کردیں اسی کو اختیار کرے) کیونکہ اس کے استاد کو اس بارے میں تجربے بہت حاصل ہوچکے ہیں اور ہر ایک کے لئے کیا مناسب ہے اور اس کی طبیعت کے لئے کیا لائق ہے اس کو پہچان چکا ہے (اس لئے اس کی تجویز پر عمل کرے) اور شیخ امام اجل استاد شیخ الاسلام برہان الحق والدین (صاحب ہدایہ) رحمہ اللہ فرماتے تھے۔ کہ پہلے زمانے میں طالب علم ان کی تعلیم وتعلم کے امور کو ان کے استاد کی طرف سپرد کردیتے تھے اور اس سے اپنے مراد اور مقصود کو پہنچ جاتے تھے۔

تحقیق الالفاظ (بقیہ گذشتہ) تقطیع الکتاب ای قطعہ مرتبا لا مدورا ای ولا مطولا تقطیع ابی حنیفۃ ای التقطیع الذی اختارہ ہو۔ وہو الیسر ای والحال انہ الیسر الی الرفع من محلہ والوضع ای فیہ صبغ العلامۃ ای مصنوعہم وہو صبغ المرکب لا احمر المداد الاحمر ولعلہ انما کرہہ للعلۃ السابقۃ اذ کراہتہ لونہ۔ الشرکاء ای الذین شارکہم فی طلب العلم والدرس وممن یتعلم منہ یعنی الاستاذ التملق ای التودد والتلطف مذموم ای فی جمیع الافعال والاحوال فانہ ای فان طالب العلم لیستفید منہم ای من الاستاذ والشرکاء واعلم ان التملق المذموم ہو التکلف والتصنع استجلاء الفائدۃ ما ذبۃ لانہ حینئذ یدل علی الضعف والمہانۃ والصغار (مستفاد من الحاشیۃ) والحکمۃ قال مجاہد الحکمۃ ہی القرآن والعلم والفقہ وعن قیل انہا تفسیر فی القرآن با ربعۃ اوجہ قتادۃ بمواعظ القرآن واخری بما فیہ من عجائب الاسرار ومرۃ بالعلم والفہم واخری بالنبوۃ وان سمع ان للوصل منسلخۃ عن معنی الشرط فلیس باہل کا علم لان العلم معظم ومشرف فی جمیع الاحوال والاوقات لا تفاوت بین وقت ووقت فمن قصر فی تعظیمہ فی بعض الاحیان ولم یعظمہ غایۃ التعظیم فہو لیس باہل العلم لال من وجد لذۃ العلم وعلم قدرہ ورتبتہ لا یستطیع ان لا یعظمہ۔ (متعلقہ صـ٦٦) بنفسہ ای بذاتہ من غیر ان یشاور استاذہ فان الاستاذ، فی الشرح اعاد ذکرہ تلذذا وتبرکا التجارب جمع تجربۃ فی ذلک ای فی اختیار نوع العلم۔ وعرف ماینبغی من انواع العلم لکل احد من افراد الطالبین وما یلیق الطبیعۃ۔ لان الطبائع مختلفۃ فمن الطبائع، ما یلیق بالفقہ ومن الطبائع ما یلیق بہ العلوم العربیۃ الی غیر ذلک فلابد من استاذ یعلم الطبیعۃ للتعلم ویعلم من انواع العلوم ما یلیق بطبیعتہ۔ یقول خبر کان یفوضون وہو جعل الامر فی عہدۃ الغیر من فوض الیہ الامر تفویضا ای ردہ الیہ وجعلہ فی عہدتہ م

م الی استاذہم متعلق بیفوضون الآن ظرف منصوب علی انہ مفعول فیہ لیختارون وقدم علیہ اہتماما۔ ۱۲

والآن يختارون بانفسهم فلا يحصل مقصودهم من العلم والفقه وكان يحكى ان محمد بن اسمٰعيل البخاري رحمه الله تعالى كان بدأ بكتاب الصلوة على محمد بن الحسن فقال له اذهب وتعلم علم الحديث لما راى ان ذلك العلم اليق بطبعه وطلب علم الحديث فصار فيه مقدمًا على جميع ائمة الحديث۔ وينبغي لطالب العلم الا يجلس قريبا من الاستاذ عند السبق بغير ضرورة بل ينبغي ان يكون بينه وبين الاستاذ قدر القوس فانه اقرب الى التعظيم

ترجمہ وتشریح

اور اب خود (اپنی رائی سے خاص علم وفن اور طریقے کو) اختیار کر لیتے ہیں (اس لئے) علم وفقہ سے اپنا (معتد بہ اور اصلی) مقصد حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اور بیان کیا جاتا ہے۔ کہ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کتاب الصلوٰۃ (فقہ) کو شروع کیا تھا تو امام محمد بن الحسن صاحب رح نے (ان کی طبیعت معلوم کر کے) ان کو فرمایا کہ "جاؤ تم علم حدیث کو حاصل کرو" کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ یہ علم امام بخاری رح کی طبیعت کے زیادہ مناسب اور لائق ہے۔ اور انہوں نے جا کر علم حدیث کو جو حاصل کیا تو تمام ائمۂ حدیث پر علم حدیث میں مقدم ہو گئے۔ اور چاہیئے کہ طالب علم سبق کے وقت بلا ضرورت استاد کے بالکل قریب نہ بیٹھے بلکہ چاہیئے کہ اس کے اور اس کے استاد کے درمیان مقدار ایک کمان (یعنی ایک ڈیڑھ گز) کا فاصلہ رہے۔ کیونکہ یہ تعظیم کی طرف زیادہ قریب ہے۔

تحقیق الالفاظ

بانفسهم ای من غیر انضمام رای الاستاذ۔ لا یحصل مقصودهم کائنا من العلم والفقه لانهم لا یدرون ای العلم انفع بهم وای علم یلیق بطبیعتهم فلا یهتدون الی المطلوب، علی محمد ای بدأ بکتاب الصلوة قارئا علی محمد بن الحسن المشتهر بالامام الربانی من الائمة الحنفیة فقال ای محمد بن الحسن له ای لمحمد بن اسمٰعیل ذلک العلم ای علم الحدیث الیق بطبعه ای بطبع محمد بن اسمٰعیل البخاری وطلب علم الحدیث۔ عطف علی مقدر ای فذهب وطلب فیه ای فی علم الحدیث مقدما ای صار مقتداهم ومقلدهم فجمع کتابا معتبرا بین الناس بعد کتاب الله تعالیٰ مسمی بصحیح البخاری۔ قریبا من الاستاذ۔ ای کالیه۔ (بورق دیگر)

وينبغي لطالب العلم ان يحترز عن الاخلاق الذميمة فانها كلاب معنوية وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تدخل الملائكة بيتاً فيه صورة او كلب۔ وانما يتعلم الانسان بواسطة الملك والاخلاق الذميمة تعرف في كتاب الاخلاق وكتابنا هذا لا يحتمل بيانها خصوصاً عن التكبر۔ قيل

العلم حرب للمتعالی كالسيل حرب للمكان العالی

ترجمہ وتشریح | اور چاہئے کہ طالب علم اخلاق ذمیمہ سے پرہیز کرتا رہے۔ کیونکہ یہ سب معنوی کلاب (یعنی کتے) ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماگئے ہیں کہ (رحمت کے) فرشتے سب اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں جاندار کی تصویر یا اور کتا ہے۔ (اگرچہ عذاب اور جان قبض وغیرہ کسی ضروری کام میں مامور فرشتہ بضرورت اس گھر میں داخل ہوتا ہے) اور انسان جو علم حاصل کرتا ہے وہ فرشتہ کے واسطے سے ہے (پس فرشتہ جب اخلاق ذمیمہ جیسے معنوی کتوں کے گھر یعنی قلب انسانی میں داخل نہیں ہونگے۔ تو علم کس طرح حاصل ہوسکیگا؟ اسی طرح اہل علم وطلبہ کو ہمیشہ صاف وستھرا رہنا چاہئے میلا کچیلا اور بغیر مسواک کے نہ رہے اور سگریٹ وبیڑی اور تمباکو پی کر منھ کو بدبودار نہ کرے جس سے فرشتہ کو تکلیف ہوتی ہے جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اکل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا وفی رواية مساجدنا فان الملائكة۔ (باقی آگے)

تحقیق الالفاظ | (بقیہ ص۶۷) لان من اذا استقل بالقرب يكون بجنبي الى عند السبق اى عند تعلم السبق والسبق اسمها الدرس وكانه اخذه من قوله تعالى فی سورة النازعات فالسابقات سبقا على رأی من فسره بان الملائكة والجن كانوا يسابقون الى استماع الوحي بغير مزودة تقتضيه قدر القوس اى مقدار طول القوس فانه اى فلان كون مابين المعلم والمتعلم مقدار القوس اقرب الى التعظيم مما دون القوس۔ ١٢ (متعلقہ صفحہ هذا) عن الاخلاق الذميمة اى عن الاخلاق التي تعتبر في الشرع مذمومة فانها اى تلك الاخلاق كلاب معنوية اى مشبهة بحسب المعنى بالكلاب الصورية فكما ان الكلاب تؤذي من تقارنه كذلك هذه الاخلاق تؤذي صاحبها ومن يقارنها فيه صورة او كلب اى فمن اتصف بتلك الاخلاق الذميمة التي هي كلاب معنوية تتأذى وتنفر منه الملائكة ولا يدخلون فی بيته۔ وانما يتعلم اى والحال انما يتعلم الانسان بواسطة القاء الملائكة فظهر ان من كان صاحب الاخلاق الردية والدنية لا يمكنه نفائس العلوم لا يحتمل بيانها لان المقصود من تدوين هذا الكتاب۔ (بورق دیگر)

وقیل: بجدٍ لا بجدٍّ کل مجدٍ	فهل جدّ بلا جِدٍّ بمجدٍ
فکم عبدٍ یقوم مقام حرٍّ	وکم حرٍّ یقوم مقام عبدٍ

ترجمہ وتشریح

(بقیہ ص۶۸) تتاذی مما یتاذی بہ الناس یعنی جس نے اس بدبودار درخت (یعنی پیاز ولہسن) سے کچھ کھایا پس وہ ہم مسلمانوں کی مسجدوں کے قریب بھی نہ آئے کیونکہ فرشتے اس چیز سے تکلیف اٹھاتے ہیں جس سے آدمی تکلیف اٹھاتے ہیں پس تمباکو، سگریٹ وبیڑی کی حالت کیا ہوگی؟ خوب سمجھ لو۔ اس لئے فرشتوں کی تکلیف کا باعث نہ بنے جن کے ذریعہ سے وہ علم حاصل کرتا ہے) اور اخلاق ذمیمہ کتاب الاخلاق (مذکور) سے معلوم کئے جاسکتے ہیں! اور ہماری یہ (مختصر) کتاب اس کے بیان کو متحمل نہیں ہوسکتی ہے۔ بالخصوص تکبر سے بہت زیادہ احتراز کرے جیسا کہ کہا گیا ہے۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے) علم تکبر کرنے والے کا دشمن ہے جیسے سیلاب بلند مکان کا مخالف اور دشمن ہے۔

اور بعضوں نے کہا (جس کا ترجمہ یہ ہے) شعر:

بخت سے ہے سعی سے نہ ہر شرف (بزرگی) ⁏ بخت جو ہے سعی سے ہے اک طرف
حُر (آزاد) مقامِ عَبد (غلام) ہوتا ہے کبھی ⁏ عبد ہوتا ہے مقامِ حُر کبھی

(بقیہ آگے)

تحقیق الالفاظ

(بقیہ گذشتہ) بیان طریق التعلیم والتعلم وبحث الاخلاق خارج من ہذا المقصود والغنا ہذا الکتاب وحیز خصوصًا نصب علی المصدریۃ ای اخص خصوصًا عن التکبر متعلق بقولہ ان یحترز عن الاخلاق الذمیمۃ خصوصًا من التکبر، ومع التکبر لا یحصل الخ لان العلم یستدعی التواضع لمن تعلمہ والتکبر ینافیہ کالماء یجری الی الارض المنخفضۃ قال الرومی رح ؎ ہر کجا پستی ست آب آنجا رَوَد ⁏ ہر کجا دردے شفا آنجا رَوَد۔ الحرب بمعنی العدو وقال صاحب القاموس رجل حرب عدو محارب وان لم یکن محاربًا اھ والمعنی ان العلم عدو للمتکبر المختال لا یجتمع معہ بل اذا صادفہ یزیلہ ویقلعہ۔ ۱۲۔ (متعلقہ صفحہ ھٰذا) وقیل بجد الخ۔ الجد الاول فی المصراع الاول بفتح الجیم بمعنی البخت والدولۃ والثانی بکسر الجیم بمعنی الجہد والسعی وفی المصراع الثانی علی ہذا الترتیب ایضًا یعنی کل المجد والعظمۃ بفضل اللہ وتقدیرہ لا بالجد والسعی ولکن لا بد من اقتران الطلب والسعی حتی یظہر فضل اللہ تعالٰی علی اجری عادۃ اللہ تعالٰی کما ینبئ عنہ قولہ فہل جد بلا جد، استفہام انکاری یعنی لا یکون الجد ای البخت بلا اقتران الجہد والسعی مجدیا ای نافعا فکم عبد الخ یعنی کثیر من العبید یقومون مقام حر فی الرتبۃ والشرف بفضل اللہ تعالٰی للمقارن بالجہد والسعی وکم حر یقوم مقام عبد۔ ای فی الدنارۃ والرذالۃ لعدم جدہ وسعیہ المستتبع لفضل اللہ تعالٰی۔ فی الحاشیۃ بجدی بکسر الجیم ای بلغت العلا باجتہادی وتشاغلی کا ناعصالی۔ لا بجد کل مجد۔ ای لم احصل بالی غرمنی بسعی غیری واجتہاد سوائی فکست عظامیا۔ فہل جد بفتح الجیم حظ وبخت۔ ای ان الحظ والبخت لا یفید شیئا م

ﻫ اذا لم یکن ہناک جد واجتہاد وفرض السعادۃ والجد تسنح لکل الناس او لاکثرہم ولکن قل منہم من ینتہزہا فہی کالطائر یحلق فوق الرؤوس فالیقظ النشیط یثب الیہ ویمسکہ والکسول البلید یتقف ما مامہ جامدا۔ ۱۲

فصل (۵) فی الجدّ والمواظبة والهمّة

ثم لابد من الجد والمواظبة والملازمة لطالب العلم والیه الاشارة فی القرآن قوله تعالیٰ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وقوله تعالیٰ یا یحییٰ خذ الکتاب بقوة۔

ترجمہ وتشریح (بقیہ صفحہ ٦٩) یعنی ہر مجد وشرف یعنی ہر بزرگی ومرتبہ اللہ تعالیٰ کی فضل وتقدیر سے ہے۔ نہ محض سعی اور کوشش سے۔ لیکن طلب وسعی کی بھی ضرورت ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی فضل واحسان ان کی عادت مستمرّہ کے مطابق ظاہر ہو۔ تو معلوم ہوا کہ محض بخت پر بغیر اقتران (ملنے) جہد وسعی (کوشش) کے اعتماد اور بھروسہ کرتے رہنا نافع اور مجدی (فائدہ دینے والا) نہیں ہے۔ اور بہت عبد (یعنی غلام) بوجہ محنت اور کوشش کے اللہ تعالیٰ کی فضل واحسان سے حُروں (آزادوں اور شریفوں) کے مقام میں مرتبۂ مجد وشرف پر فائز ہوتے ہیں۔ اور بہت سے حر (آزاد) اللہ تعالیٰ کی فضل واحسان اور اپنی سعی وکوشش باہم مقترن (ملنے والی) ہونیکی وجہ سے مقام عبد میں یعنی مرتبہ دنارت (کمینگی) ورذالت (ذلت) پر پائے جاتے ہیں ۱۲ (ش) (متعلقۂ صفحہ ھٰذا)

فصل (۵) کوشش وہمیشگی اور قصد وہمت کے بیان میں۔ پھر طالب علم کیلئے کوشش وہمیشگی اور التزام کی ضرورت ہے۔ اور اسی کی طرف قرآن مجید میں اشارہ ہے۔ خداوند تعالیٰ اپنے کلام میں ارشاد فرماتے ہیں "اور جو لوگ ہمارے راستے میں کوشش کرتے ہیں تو ہم اس کو ہمارے راستے کی طرف ہدایت کرتے ہیں (حضرت فضیل بن عیاضؒ اس کا یہ معنی بیان فرماتے ہیں والذین جاھدوا فی طلب العلم لنھدینھم سبل العلم یعنی اور جو لوگ طلب علم میں جدوجہد کرتے ہیں ہم اس کو بسبب اس چیز کے علم کے راستوں کیطرف ہدایت کرتے ہیں) اور یہ بھی خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے یحییٰؑ! کتاب خوب قوت اور محنت کے ساتھ پکڑو (یعنی حاصل کرو (اس آیت میں بھی کوشش اور محنت کی طرف اشارہ ہے)

تحقیق الالفاظ الجد بکسر الجیم الجہد والسعی۔ والمواظبۃ المداومۃ والیہ ای الی لزوم ہذہ المعانی لطالب العلم الاشارۃ بمعنی مشیر او ذو اشارۃ فی القرآن مبتدأ۔ قولہ تعالیٰ خبرہ والذین جاھدوا معناہ علی قول الفضیل والذین جاھدوا فی طلب العلم لنھدینھم سبل العلم۔ وقولہ تعالیٰ ہکذا فی بعض النسخ الی لفظ بقوۃ۔ ۱۲

وَقِيلَ مَن طلبَ شيئًا وجدّ وَجَدَ ومن قرعَ الباب ولجَّ وَلَجَ وقيل بقدرِ ما تتعنّى تنالُ ما تمنّى قيل يحتاج فى التعلم والتفقه الى جِدِّ الثلاثة المتعلم والاستاذ والاب ان كان فى الاحياء۔ انشدنى الشيخ الامام الاجل الاستاذ سديد الدين الشيرازيؒ للشافعیؒ۔

الجد يدنى كل امرٍ شاسع ۔؛ والجد يفتح كل باب مغلق

واحق خلق الله بالهم امرؤٌ ۔؛ ذوهمةٍ يبلٰى بعيشٍ ضيق

ترجمہ وتشریح اور کہا بعضوں نے کہ جس نے کسی چیز کو طلب کیا اور جدّ و جہد اور کوشش کی وہ اس کو حاصل کر لیگا۔ اور جس نے دروازہ کھٹکھٹایا (یعنی اس کی کنڈی اور زنجیر ہلایا) اور اس میں اقدام کیا (یعنی آگے قدم بڑھایا) وہ اس میں داخل ہو گا۔ اور کہا گیا ہے کہ جتنا تم محنت ومشقت کروگے اتنا ہی اپنے مراد ومقصود کو پہنچوگے۔ کہا بعض علماء نے کہ طلب علم وفقہ میں تین شخص کی جدّ وجہد اور کوشش کی حاجت پڑتی ہے۔ اولؔ طالب علم کی محنت ومشقت۔ دوسرے استاد کی شفقت ومحبت۔ تیسرے باپ اگر زندہ ہے تو اس کی رغبت علم والفت۔ شیخ امام اجل اُستاد سدید الدین شیرازیؒ نے مجھ کو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اشعار پڑھ کر سنائے (جس کا ترجمہ یہ ہے) کوشش اور سعی قریب کر دیتی ہے ہر امر بعید اور مشکل کو۔ اور سعی ہر بند دروازہ کو کھولدیتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے مخلوق میں سے وہ مرد غم وفکر کا زیادہ حقدار ہے جو ہمت یعنی قصد اور کوشش والا ہے مگر تنگی معیشت میں مبتلا ہے۔ شعر

سعی سے ہے دور نزدیک بے شبہ ۔؛ سعی سے کھل جائے مغلق بے شبہ

مردِ جو تنگی معیشت میں خراب ۔؛ غم سے مرنا اس کو حق ہے بے شبہ...

تحقیق الالفاظ وقیل ای فی ہذا المعنی۔ جدّ ای اجتہد وسعی سعیًا جمیلًا۔ وَجَدَ ای وجدہ وماد فہ۔ قرع الباب ای باب المقصود۔ لجّ ای اقدم فیہ۔ ولج ای دخل فیہ ووصل مقصودہ۔ ما تتعنّی من العناء وما مصدریۃ ای بقدر اما بتک العناء۔ تنال ما تمنّی ای تصل ما تمناہ وتبتغیہ المتعلم بالجر علٰی انہ بدل من الثلاثۃ ویجوز الرفع ایضًا ای ہم المتعلم الخ ویجوز النصب ای اعنی المتعلم والاب ان کان ای الاب فی الاحیاء جمع حی یعنی اذا کان الاب حیًا لا بد من جدہ وسعیہ فی تحصیل ابنہ العلم۔ انشدنی ای قرأ علیّ شعرا للشافعی یعنی شعرا قالہ الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ الجد السعی والجہد۔ یدنی ای یقرب کل امر منصوب علٰی انہ مفعول یدنی شاسع ای بعید والجد یفتح الخ ای الاجتہاد یفتح ابواب المرادات التی اغلقت وصعب فتحہا احق خلق اللہ الخ ای الیق مخلوق اللہ تعالیٰ بالہم ای بان یہم ویحزن لہ علیہ

ومن الدليل على القضاء وحكمه	بؤس اللبيب وطيب عيش الاحمق
لكن من رزق الحجى حرم الغنے	ضدان يفترقان اى تفرق

وانشدت لغيره :۔

تمنيت ان تمسی فقيها مناظرا	بغير عناء والجنون فنون
وليس اكتساب المال دون مشقة	تحملها فالعلم كيف يكون؟

قال ابو الطيب :۔

ولم ار فی عيوب الناس عيبا	كنقص القادرين على التمام

ترجمہ وتشریح اللہ تعالیٰ کی قضا اور ان کے حکم پر یہ دلیل اور علامت ہے کہ عقلمند کی پریشانی اور سختی۔ اور اچھی زندگانی بیوقوف کی۔ لیکن مقدر یہ ہے کہ جس شخص کو عقل ملی وہ غنا اور توانگری سے محروم ہوگئے۔ دونوں آپس میں ضد اور مخالفت میں کامل طور پر مخالف ہوتا ہے شعر

بوس دانا طیب عیش احمقاں ؛ ہے نشاں قدر و قضا کا بے شبہ
لیک جو عاقل ہوئے غنی کہاں ؛ ہر دو باہم ضد ہیں بے شک و شبہ

اور دوسرے شخص کے اشعار مجھ کو پڑھکر سنائے (جس کا ترجمہ یہ ہے) تم نے آرزو کی ہے کہ فقیہ اور مناظر ہو جاؤ بغیر مشقت اور محنت کے تب یہ جنون ہے۔ اور جنون مختلف قسم کے ہے اور مال کا حاصل کرنا بغیر مشقت کے ممکن نہیں جو تو اٹھائے پس علم کیسے اس کے بغیر حاصل ہوگا؟

شعر آرزو ہے تم مناظر ہو فقیہ ؛ بے مشقت ہے جنوں یہ ای سفیہ
اکتساب مال بے محنت نہ ہو ؛ علم بے محنت ہوئے کیوں؟ ای سفیہ

اور ابو الطیب (متنبی) نے کہا (جس کا ترجمہ یہ ہے)

نقص اس کا عیب بڑھ کر ہو جسے ؛ ختم پر گر استطاعت ہو اُسے۔

(یعنی اس شخص کا ناقص رہنا اور کمال حاصل نہ کرنا سب سے بڑھ کر عیب ہے جس کا کام ختم کرنے اور پورا کمال حاصل کرنے پر استطاعت اور طاقت ہو)۔

تحقیق الالفاظ ومن الدلیل خبر مقدم علی القضاء ای قضاء اللہ تعالیٰ۔ بؤس بضم الباء وسکون الہمزۃ الشدۃ وہو مرفوع علی انہ مبتدا مؤخر۔ وطیب عیش الاحمق لانہ لو لم یکن بقضاء اللہ وحکمہ بل بالنظر الی العلم والجہل فکان الامر بالعکس ولیس کذلک فظہر انہ من قضاء اللہ والمبنی علی الحکمۃ اللائقۃ الفائقۃ۔ الحجا ای العقل حرم ای لکن من رزق بالعقل باقی برص

حل لغات عہ عقلمند کی سختی و تنگی حالت ۱۲ منہ عہ خوش عیشی و فراغت احمقوں کی ۱۲ منہ سہ عاقل یعنی عقلمند اور غنا یعنی توانگری ۱۲ منہ للعہ بحث و مناظرہ کرنے والا ۱۲ منہ صہ عالم اور فقہ جاننے والا ۱۲ منہ سہ دیوانگی ۱۲ منہ سعہ بیوقوف ۱۲ منہ مہ مال حاصل کرنا ۱۲ منہ

ولابد لطالب العلم من سھر اللیالی کما قال الشاعر:-

بقدر الکد تکتسب المعالی ؛ فمن طلب العلا سھر اللیالی

ترجمہ وتشریح | شب بیداری:- اور طالب علم کیلئے رات کی بیداری بہت ضروری ہے جیسا کہ شاعر نے کہا (جس کا ترجمہ یہ ہے) مشقت اور محنت کے اندازہ پر تو مقامات عالیہ کو حاصل کریگا یعنی جتنی مشقت اتنا حاصل ہوگا۔ پس جس نے بلند مرتبہ کو طلب کیا وہ رات کو بیدار رہا۔ شعر

مشقت کے قدر[1] پائے معالی[2] ؛ علا[3] کی جو طلب جاگو لیالی[4]

تحقیق الالفاظ | (بقیہ صفحہ گذشتہ) حُرِم من الغنیٰ وہذا الحکم اکثری لاکلی لوجود الاغنیاء فی الصحابۃ والتابعین وغیرہم من العلماء ای تفرق ای ہما ضدان یفترقان تفرقا ای تفرق ای تفرقا کاملاً فلفظ ای تفرق منصوب علی المصدریۃ باعتبار دلالتہ علی معنی الکمال مثل مررت برجلٍ ای کامل فی الرجولیۃ وانشدت علی صیغۃ المبنی للمفعول للمتکلم وحدہٗ ای قرئ علی الشعر لغیرہ ای لغیر الشافعی تمنیت علی صیغۃ الخطاب مناظرا ای مباحثا وتمسی بہنا بمعنی تصیر لابمعنی اقتران مضمون الجملۃ بالمساء لانہ لیس بمراد بل المراد صیرورتہ فقیہا فی ای وقت کان بغیر عناء متعلق بتمسی والعناء بفتح العین المشقۃ والتعب ای تمنیت ان تصیر فقیہا مباحثا بغیر مشقۃ وتعب فہذا نوع من الجنون والجنون فنون ای انواع وانما کان ہذا جنونا لان علم الفقہ من المطالب العالیۃ والمطلوب اذا اشتد علوہ اشتد عناءہ فمن اراد تحصیلہ بغیر عناء فہو مجنون ومغبون دون مشقۃ ای متجاوزا عن مشقۃ تحملہا فعل مضارع من باب التفعل حذف احدی التائین ای تتحملہا والجملۃ صفۃ المشقۃ وفی بعض النسخ تحملتہا علی صیغۃ المخاطب من فعل ماض فالعلم کیف یکون یعنی اکتساب المال مع کونہ رذیلا خسیسا لایمکن بدون المشقۃ فکیف یحصل العلم بلامشقۃ مع کونہ اعلی الامور واشرفہا۔ قال ابو الطیب ای شعرا ولم ارالخ ای ماعرفت فی عیوب الناس عیبا۔ فعیبا مفعول لم ار ولا یقتضی المفعول الثانی لان الرؤیۃ ہہنا بمعنی المعرفۃ کما عرف فی موضعہ ہکذا فی الشرح کنقص القادرین الخ الکاف ہہنا فی محل النصب علی انہا صفۃ عیبا ای عیبا مماثلاً لنقص الرجال الذین قدروا علی اتمام شئ فلایتمونہ بل یبقونہ ناقصا مثلاً یقدرون علی اتمام علم من العلوم لو ارادوا اتمامہ لکن لایریدونہ فہذا عیب من العیوب ما رأیت مثلہ فی الحاشیۃ ای ان اعظم عیوب القادرین ہو تقصیرہم عن بلوغ الغایۃ فیما یقدرون علیہ بسبب الاہمال والتغافل والکسل (متعلقہ صفحہ ہذا) بقدر الکد ای بقدر کدک ومشقتک فاللام عوض عن المضاف الیہ والتنوین عن الاضافۃ والجار والمجرور متعلق بقولہ تکتسب المعالی ای المقامات العالیۃ فمن طلب الخ یعنی لما کان اکتساب المعالی بقدر الکد لزم لمن طلب العلی سہر اللیالی ای التیقظ والانتباہ فی اللیالی لان السہر من المشاق التی تحمل فی طلب العلم

حل لغات:- [1] مقدار و انداز ۱۲ [2] بلندیاں ۱۲ [3] بلندی ۱۲ [4] راتیں ۱۲

تروم العز ثم تنام ليلا	يغوص البحر من طلب اللآلی
علو الكعب بالهمم العوالی	وعز المرء فی سهر الليالی
تركت النوم ربی فی الليالی	لاجل رضاك يا مولی الموالی
ومن رام العلی من غير كد	اضاع العمر فی طلب المحال
فوفقنی الی تحصيل علم	وبلغنی الی اقصی المعالی
(قيل) اتخذ الليل جملا	تدرك به املاً

ترجمہ وتشریح عزت اور بلندی کا تو قصد اور ارادہ کرتا ہے پھر تو رات کو سوجاتا ہے (یہ کیسے ہوسکتا ہے؟) جو شخص موتیوں کو طلب کیا وہ دریا میں غوطہ لگاتا ہے۔ شرف اور مجد کی بلندی اونچی اور بلند ہمتوں سے ہے اور مرد کی عزت راتوں کی بیداری میں ہے۔ اے میرے پروردگار میں نے راتوں میں نیند چھوڑا ہے تمہاری رضا اور خوشنودی کے لئے اے تمام موالی کے مولیٰ! اور جس نے بلندی کا ارادہ کیا بغیر محنت کے تو وہ محال امر کی طلب میں اپنی عمر برباد کر دی۔ بس مجھ کو (اے رب!) تحصیل علم کی توفیق عطا کیجئے اور مجھ کو نہایت درجہ کی بلندیوں میں پہنچا دیجئے یعنی اس کی ترقی عطا کر۔ شعر

طلب عزت کرے سوئے لیالی ؎ ہو پانی میں طلب جو ہو لآلی
شرافت ہے جو ہمت ہوں عوالی ؎ ہے عزت اس کو جو جاگا لیالی
خدایا نیند چھوڑا ہوں لیالی ؎ رضا سے تیری ای مولی الموالی
محالوں کی طلب میں دی عمر کو ؎ طلب کی بے مشقت جو معالی
خدایا دے مدد تحصیل علمی ؎ ترقی دے طرف اقصی المعالی

اور بعضوں نے کہا (جس کا ترجمہ یہ ہے) رات کو اپنی سواری کا اونٹ بنالے تب اس کے ذریعہ سے اپنی آرزو کو پالیگا۔ شعر

بنائے تو لیالی کو جمل جو ؎ تو پائیگا اسی سے تو امل کو

تحقیق الالفاظ تروم العز الخ ای تطلب انت العز ای القوة والغلبة فی العلوم وغیرہا ثم تنام اللیل کلا او بعضا فہما متنافیان لان العز فی العلوم وغیرہا یحصل بالمجاہدات فی اثناء اللیالی وفی الاوقات الخالیة عن الاغیار خصوصا فی وقت الاسحار۔ ثم ہہنا للتراخی الرتبی لان بین طلب العز والنوم فی اللیل بعد ارتباطا (باقی مر)

حل لغات: عہ موتیاں ۱۲ عہ بلند و اونچی ۱۲ منہ سہ خوشنودی و رضامندی ۱۲ للعہ انتہا درجہ کی بلندیاں ۱۲ صہ اونٹ ۲ سہ آرزو ۱۲۔

قال المصنّف وقد اتفق لی نظم فی هٰذا المعنٰی :-

من شاء ان یحتوی آماله جُملا ؛ فلیتخذ لیله فی درکها جملا
اقلل طعامك کی تحظی به سهرا ؛ ان شئت یا صاحبی ان تبلغ الکملا
وقیل من اسهر نفسه باللیل فقد فرح قلبه بالنهار۔

ترجمہ وتشریح | مصنف رحؒ نے (یعنی خود) کہا کہ اس معنی میں مجھ کو ایک نظم کہنے کا اتفاق ہوا ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے) جو شخص چاہے کہ جمع کرلے اپنی تمام آرزوؤں کو پس چاہئے کہ وہ اس کے حاصل کرنے میں اپنی رات کو سواری کا اونٹ بنالے تیرے کھانے کو کم کردے تاکہ تجھ کو اس کے وسیلہ سے بیداری کا حصہ نصیب ہو۔ اگر تو اے صاحب کمال کو پہنچنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ **شعر**

جو چاہے کہ پائے امل سب کے سب تو ؛ اسی کے لئے رات کو کر جمل تو
کم ادعی کردے تو کھانا جو جاگے لیالی ؛ تو حاصل کرے جو اے صاحب! کمالی

اور کہا گیا ہے کہ جس نے اپنے کو رات کے وقت بیدار رکھا تو دن کے وقت اس کا دل خوش رہا

تحقیق الالفاظ | بقیہ گذشتہ صفحہ) یغوص ای یخوض اللآلی جمع لؤلوۃ یعنی من ارادتحصیل العزۃ فی العلوم یغوص فی بحر الشدائد ویستخرج لآلی المعارف کما ان من طلب اللآلی یغوص فی البحر ویستخرج اللآلی وفی لفظ الغوص والبحر واللآلی من الاستعارات اللفظیۃ مالایخفیٰ علوالکعب کنایۃ عن ارتفاع المحل وعلو القدر والکعب الشرف والمجد کذافی القاموس فعلی ھٰذا علوالشرف والمجد کمالہ۔ الھمم جمع ہمۃ العوالی جمع عالیۃ یعنی ان ارتفاع المنزلۃ والمقام وعلو القدر والشان بالہمم العالیۃ ای بالقصد الکامل والسعی الجمیل عزالمرء ای قوتہ وغلبتہ فی سہر اللیالی ای بالسہر لتحصیل الاوقات التی تعطل بالنوم وتصرف الی تحصیل المعارف واکتساب الکمالات فتحصل عزۃ الدارین والسعادۃ الکرمۃ ربی ای یاربی لاجل رضاک ای لاجل تحصیل رضاک رام طلب العلیٰ علو القدر کدّا ای تعب فی طلب المحال وہو تحصیل العلوم من غیر کد وتعب فوفقنی الخ ای اجعلنی یارب موفقا الی تحصیل علم بلغنی ای اجعلنی بالغاو واصلا الی نہایۃ المطالب وغایۃ المآرب اتخذ امر وتدرک من الادراک امر مجزوم علی انہ جواب یعنی اتخذ اللیل ابلا ومرکبا کی تدرک بہ املک ومقصودک فکما ان الابل اذا رکبتہ یوصلک الی مقصودک کذالک اللیل اذا سافرت فیہ وتوجہت الی تحصیل المقامات المعنویۃ یوصلک الیہا (متعلقہ صفحۂ ھٰذا) قال المصنف وقائل ہٰذا القول نفسہ الا انہ نزل نفسہ منزلۃ الغائب وقد اتفق الخ ہٰذا القول مقول لقال فی ہٰذا المعنی ای فی اثبات ان اللیل سبب الوصول الی المطالب یحتوی ای یجمع آمالہ ای مقاصدہ مرفوع علی انہ فاعل یحتوی جملا ای جمیعا لیلہ اضافۃ اللیل الی الضمیر الراجع الی الموصول لادنی ملابستہ باعتبار کونہ زمانہ (باقی برصفحۂ آئندہ)

حل لغات: عہ لمالیت وبزرگی یا علم ۱۲ منہ عہ کم کردے ۱۲ منہ

ولابد لطالب العلم من المواظبة على الدرس والتكرار في اوّل
الليل واٰخره فان ما بين العشائين ووقت السحر وقت مبارك
(قيل في المعنى شعر)

يا طالب العلم باشر الورعا ÷ وجنب النوم واحذر الشبعا
داوم على الدرس لا تفارقه ÷ فالعلم بالدرس قام وارتفعا

ترجمہ وتشریح اور ضروری ہے طالب علم کیلئے درس وتکرار پر مواظبت اور ہمیشگی کرنا رات کے اوّل حصہ میں اور آخر حصہ میں کیونکہ مغرب وعشا کے درمیانی وقت اور سحر کا وقت مبارک وقت ہے۔ اس بارے میں شعر کہا گیا ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے طالب علم ورع یعنی پرہیزگاری کو اختیار کر اور عمل میں لا۔ اور نیند سے دُور رہ اور آسودگی یعنی پیٹ بھر کھانے سے بچے رہ۔ درس اور سبق حاصل کرنے پر ہمیشگی کر اس سے مفارقت یعنی جدائی مت کر پس علم درس سے قائم رہا اور بلند ہوا یعنی حاصل ہوا اور زیادہ ہوا۔ شعر

ورع کو تو لازم کر اے طالب علم ÷ بشبع، نیند سے تو بچ اے طالب علم
دواما پڑھے تو سبق کو برابر ÷ سبق سے بڑھے گا تو اے طالب علم

تحقیق الالفاظ (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) في دركها اى في نيل الآمال جملا اى ابلا كما سبق اٰمل من الافعال اى اجعل طمعك قليلا تحلى على بناء الفاعل من خطى كرضى اى تصير ذا حظ ونصيب به اى باقلال الطعام سهرا نه بمعنى الفاعل اى تجعل السهر حظك اكملا بفتح الكاف والميم بمعنى الكامل (ويريد به الكمال كما في الحاشية) يقال اعطاه المال كملا محركة اى كاملا كذا في القاموس وجواب الشرط محذوف بقرينة ما قبله تقديره وان شئت يا ماجى وترجى ان تبلغ الكامل من العلوم فاقلل طعامك من السهر نفسه اى جعله يقظانا فرح قلبه اى صار قلبه ذا فرح بالنهار لانه حصل في الليل ما لا بد من تحصيله في النهار فاذا جاء النهار فرح بما حصل في الليل كانه وجده مجانا ١٢
(متعلقہ صفحہ ھذا) والتكرار بالجر معطوف على المواظبة ما بين العشائين اى المغرب والعشاء على سبيل التغليب كالعمرين والقمرين وقت السحر اى قبيل الصبح الصادق وقت مبارك خبران فلا بد لطالب العلم ان لا يضيعه ويصرفه بالاشتغال في العلوم قيل في المعنى كذا في بعض النسخ اى في اثبات ان الليل سبب الوصول الى المطالب وكذلك قلة الطعام والمداومة على الدرس باشر امر حاضر اى الزم الورع يعنى العفة والتحرز عن الحرام والالف في الورعا الف اشباع متولد من الفتحة وكذا فيما بعده اى الشبعا وارتفعا جنب اى بعد النوم اى من نفسك احذر الشبع بكسر الشين المعجمة وفتح الباء ضد الجوع فان النوم والشبع مانعان للتحصيل بقیہ بر صفحہ

حل لغات ؏ پرہیزگاری ١٢ ؏ آسودگی وشکم پری یعنی پیٹ بھرا ہوا ہونا ١٢ ؏ پے در پے لگاتار یعنی دوامی کے ساتھ بلا ناغہ ١٢ ؏ یعنی ترقی کرتا رہے گا سبق سے ہمیشہ ١٢

ویغتنم ایام الحداثة وعنفوان الشباب کما قیل :-

یقدر الکد تعطی ما تروم ⁂ فمن رام المنیٰ لیلا یقوم
وایام الحداثة فاغتنمها ⁂ الا ان الحداثة لا تدوم

ولا یجهد نفسه جهدا ولا یضعف النفس حتی ینقطع عن العمل بل یستعمل الرفق فی ذلک والرفق اصل عظیم فی جمیع الاشیاء۔

ترجمہ وتشریح اور نوعمری وشروع جوانی کو طلب علم کیلئے غنیمت[عه] جانے جیسا کہ کہا گیا ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے) محنت کی مقدار[عه] تجھ کو دیا جائے گا جو تو ارادہ کرتا ہے پس جس نے آرزو پانے کا ارادہ کیا وہ رات کو کھڑا ہو کر بیدار رہتا ہے اور نوجوانی کے زمانے کو بس تو غنیمت جان۔ جان لو کہ نوجوانی ہمیشہ باقی نہیں رہتی ہے۔

(شعر) مشقت کی قدر پائے تو مقصد ⁂ تو جاگو رات کو چاہو جو مقصد
غنیمت جان حداثت کو ہمیشہ ⁂ حداثت جاں نہیں رہتی ہمیشہ

اور اپنے نفس کو بہت زیادہ مشقت میں بھی مبتلا نہ کرے اور نہ نفس کو ضعیف کرے تاکہ (طبیعت اکتا کر) عمل ہی نہ منقطع کر دے۔ بلکہ اس میں رفق ونرمی اور میانہ روی کو استعمال میں لائے اور رفق تمام چیزوں میں اصل عظیم اور بڑی جڑ ہے۔

تحقیق الالفاظ (بقیہ صفحہ گذشتہ) داوم ای انت من المداومة لاتفارقه نهی عن المفارقة تاکید للمداومة فالعلم الفاء للتعلیل ای لان العلم بالدرس متعلق بقوله قام ای حصل ارتفع ای زاد ماله ارتفاع العلم زیادته وهی لاتحصل الا بالمداومة علی الدرس فالمعنی هکذا :-

یا طالب العلم الزم الورع ⁂ واهجر النوم واترک الشبع۔ یا طالب العلم فاجتهد باللیل والنهار۔
فان تحصیل العلم بالجهد والتکرار۔ فان لکل شیٔ آفة وآفة ⁂ العلم ترک الجهد والتکرار

(متعلقہ صفحہ هذا) الحداثة بفتح الحاء مصدر حدث یقال حدث حدوثا وحداثة وایام الحداثة من عشرین الی اربعین وعنفوان الشباب ای اوله لان الحواس والقوی المدرکة تامة قویة فی زمان الشباب فاذا فات الشباب وادرک ایام المشیب ضعف القوی والحواس فلا یقدر علی تحصیل العلوم والمعارف کما حقه فاذن لابد من اغتنام ایام الحداثة والشباب الکد المشقة تعطی ای انت علی صیغة المبنی للمفعول ما تروم مفعول ثان لتعطی ای ما تطلبه فمن رام ای طلب المنی جمع المنیة وهی المقصود لیلا یقوم ای یقوم لیلا ویشتغل بمناه ومطلوبه قدم لیلا علی عامله لرعایة القافیة وایام الحداثة منصوب علی انه مفعول فیه لقوله (باقی برصفحہ آئندہ)

حل لغات: عه کسب ہے محنت حاصل کی ہوئی نعمت ودولت، لوٹ کا مال، غنیمت جاننا یعنی قدر کرنا اہل قدر سمجھنا ۱۲ منہ

عه مقدار، اندازہ ۱۲ عه نوعمری ونوجوانی ۱۲ منہ۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان ھٰذا الدین متین فاوغلوا فیہ برفق ولا تبغض علی نفسک عبادۃ اللہ تعالیٰ فان المنبت لا ارضا قطع ولا ظھرا ابقی وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم نفسک مطیتک فارفق بھا۔

ترجمہ وتشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جان لو کہ یہ دین (اسلام) محکم ومضبوط دین ہے۔ پس اس میں تم نرمی کے ساتھ چلو اور (زیادہ مشقت کرکے) اللہ تعالیٰ کی عبادت کو نفس کا دشمن مت بنالو، کیونکہ اپنے کو ضعف کر ڈالنے والا نہ زمین کو قطع اور طی کر سکتا ہے اور نہ سواری کو باقی رکھ سکتا ہے۔ (بلکہ ضعیف کی وجہ سے تھک کر منزل مقصود میں پہنچنے سے پہلے راستہ ہی میں پڑا رہیگا اور مقصود سے محروم رہیگا اور سواری کو زیادہ مشقت میں مبتلا کرکے ہلاک کر دیگا۔) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارا نفس اپنی سواری ہے۔ پس اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو۔

تحقیق الالفاظ (بقیہ صفحہ گذشتہ) فاغتنمھا ای اخذھا غنیمۃ ولا تضیعھا الا حرف تنبیہ۔ تنبیہ علی التحقیق مابعدھا فان الھمزۃ الانکاریۃ الداخلۃ علی النفی تفید تحقیق الاثبات قطعا کما فی قولہ تعالیٰ الیس اللہ بکاف عبدہ لا تدوم ای فلا بد من حفظھا واغتنامھا قبل فوات الفرصۃ لان الفرصۃ تفر وتمر مر السحاب ولا یجھد نفسہ ای لا یجعلھا ذات جھد ومشقۃ جھدا مفعول مطلق ولا یضعف من الاضعاف حتی ینقطع الخ فانہ لیس تحصیل بل تعطیل فی ذلک ای فی طلب العلم والرفق ای والحال ان الرفق اصل عظیم یبنی علیہ فی جمیع الاشیاء جمیع شیء (متعلقہ صفحہ ھٰذا) قال وایدہ المذکور فیما سبق بقول الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فقال قال رسول الخ ھٰذا الدین ای دین الاسلام متین ای محکم فاوغلوا صیغۃ امر من اوغل فی العلم اذا ذھب فیہ وبالغ ای اذھبوا فیہ وبالغوا ولا تبغض الخ ای باتعاب النفس المنبت بضم المیم وتشدید التاء اسم فاعل من باب الانفعال من البت یقال انبت الرجل اذا انقطع ما رظھرہ والمعنی ان الرجل الذی انقطع قوۃ ظھرہ ومرکبہ باتعابہ وایلامہ لا ارضا قطع لا نافیۃ وارضا مفعول قطع قدم علیہ ای لا قطع ارضا بالسیر وما وصل الی مطلوبہ ولا ظھرا ابقی الظھر مرکب منصوب علی انہ مفعول ابقی ای ولا ابقی مرکبہ بل اھلکہ وھٰذا تمثیل فالنفس مرکب ورکبتہ فی السیر الی اللہ واذا اتعبتہ بکثرۃ الریاضات والعبادات واعیتہ ینقطع عن السیر بل یھلک لعدم تحملہ فلا بد من الرفق والتدریج کیلا یضعف مرکبک فتصل الی مقصودک مطیتک ای مرکبک ۱۲۔

ولابد لطالب العلم من الهمة العالية فی العلم فان المرء یطیر بہمتہ کالطیر یطیر بجناحیہ۔ قال ابو الطیب:۔

علی قدر اهل العزم تاتی العزائم ؛ وتاتی علی قدر الکریم المکارم

وتعظم فی عین الصغیر صغارها ؛ وتصغر فی عین العظیم العظائم

ترجمہ وتشریح بلند ہمتی وجدّ وجہد۔ اور طالب علم کیلئے طلب علم میں بلند ہمت ہونیکی ضرورت ہے۔ کیونکہ مرد ہمت ہی کے ذریعہ ترقی کر سکتا ہے۔ جیساکہ پرندہ اپنے دونوں بازو سے اڑتا رہتا ہے چنانچہ ابو الطیب (متنبی) نے کہاہے (جس کا ترجمہ یہ ہے) عزیمت والے کی ہمت اور انداز پر عزیمتیں یعنی مقاصد اور بڑے اشیاء حاصل ہوتے ہیں۔ اور شریف کے مرتبہ کے انداز پر شرافتیں یعنی بزرگیاں حاصل ہوتی ہیں اور چھوٹے آدمی کی آنکھ میں چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی بڑی نظر آتی ہیں۔ اور بڑے آدمی کی نظر میں بڑی چیزیں بھی چھوٹی دکھلائی دیتی ہیں

شعر۔ عزیمت کی قدر پائے عزائم ؛ شرافت کی قدر آئے مکارم

صغیروں کو بڑے ہو دیں صغائر ؛ صغیر آئے عظیموں کو عظائم

تحقیق الالفاظ من الہمۃ العالیۃ ای القصد العالی یطیر بہمتہ ای یرتقی فی العلم بہمتہ وبسعیہ الجمیل علی قدر الخ ای ومرتبۃ۔ فی العزم العزائم ای المقاصد فمن کان عزمہ فی المرتبۃ العالیۃ کانت مقاصدہ اتم واکمل المکارم جمع مکرمۃ وہی بمعنی الکرم مرفوعۃ علی انہا فاعل تاتی ای علی مرتبۃ الکریم فی الکرم تصدر المکارم منہ فمن کان کرمہ فی النہایۃ العالیۃ کان صدور المکارم منہ فی الغایۃ القاصیۃ وتعظم ای تصیر عظیمۃ الصغیر ای دنی الہمۃ صغارہا ای صغار المکارم ہذا البیت بیان لما تبلہ العظیم ای جلیل الہمۃ العظائم ای الاشیاء العظیمۃ التی تصدر عن صاحب الہمۃ العالیۃ من مکارم الاخلاق تصغر وتحقر فی عینہ لان ہمتہ عالیۃ فبالنظر الی ہمتہ العالیۃ تصغر الاشیاء العظیمۃ فی الحاشیۃ والمعنی ان العزائم والمکارم تکون بحسب اقدار۔ فاعلیہا فاذا کانت اقدار فاعلیہا عظیمۃ کانت ہی عظیمۃ ایضا واذا کانت اقدارہم صغیرۃ کانت عزائمہم ومکارمہم صغیرۃ ایضا لان ضعیف الہمۃ صغیر النفس یری الامور الصغیرۃ کبیرۃ عظیمۃ اما عالی الہمۃ کبیر النفس فانہ یری کبار الامور صغیرۃ ومعاہا سہلۃ ہنیئۃ۔

حلّ لغات ع قصد وہمت ۱۲ عہ مقاصد ۱۲ سہ بزرگی ۱۲ لعہ بزرگیاں اور بزرگ خصلتیں یا عزتیں وقابل ستائش باتیں ۱۲ صہ حقیروں وضعیفوں کو ۱۲ سہ چھوٹے امور حقیر چیزیں ۱۲ معہ چھوٹا امر۔ حقیر شئی ۱۲ مہ بڑوں کو ۱۲ لعہ بڑے امور ۱۲ منہ۔

والرأس في تحصيل الاشياء الجد والهمة فمن كانت همته حفظ جميع كتب محمد بن الحسن واقترن بذالك الجد والمواظبة فالظاهر انه يحفظ اكثرها او نصفها فاما اذا كانت له همة عالية ولم يكن له جد او كان له جد ولم يكن له همة عالية لا يحصل له الاعلم قليل وذكر الشيخ الامام الاجل الاستاذ رضى الدين النيسابوري في كتاب مكارم الاخلاق ان ذا القرنين لما اراد ان يسافر ليستولى على المشرق والمغرب شاور الحكماء في ذلك وقال كيف اسافر لهذا القدر من الملك فان الدنيا قليلة فانية وملك الدنيا امر حقير فليس هذا من علو الهمة

ترجمہ وتشریح اور اصل الاصول تحصیل اشیا میں جد وجہد اور بلند ہمتی ہے پس جس کا قصد اور ہمت یہ ہو کہ وہ حضرت امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالی (جیسے بزرگان دین) کی تمام کتب کو (مثلا) حفظ اور یاد کرلے اور اس کے ساتھ جد وجہد اور مواظبت وہمیشگی بھی مقترن ہو۔ تو ظاہر ہے کہ وہ ان کتابوں کا اکثر یا کم سے کم نصف کو تو حفظ کرلیگا پس اگر اس کو بلند ہمت حاصل ہو مگر سعی وکوشش نہ ہو یا جد وجہد تو ہو لیکن بلند ہمت نہ ہو تو اس کو علم قلیل کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ اور شیخ امام اجل استاد رضی الدین نیشاپوری رح نے کتاب مکارم الاخلاق میں بیان کیا کہ (اسکندر رومی بادشاہِ روم وفارس) ذو القرنین نے جس وقت سفر کا ارادہ کیا تاکہ مشرق ومغرب کے تمام ممالک پر قبضہ جمائے اس وقت اس بارے میں حکماء سے مشورہ لیا اور کہا کہ اتنی (تھوڑی) مقدار ملک کیلئے میں کیوں (دور ودراز مقام کا) سفر کروں! حالانکہ دنیا قلیل وفانی ہے اور ملک دنیا حقیر چیز ہے۔ پس یہ سفر بلند ہمتی کا کام نہیں ہے

تحقیق الالفاظ والرأس الخ ای والمال ان رأس آلات التحصیل محمد بن الحسن وهو الامام الربانی من الائمة الحنفیة کان مشهورا بکثرة الکتب واقترن بذلک اشارة الی الهمة وتذکیره باعتبار معناه وهو القصد الکامل اکثرها الضمیر راجع الی الکتب ولم یکن له جد ای اجتهاد الاعلم قلیل لفقدان احد شرطی التحصیل ان ذا القرنین یعنی اسکندر الرومی ملک فارس والروم وصل الی المشرق والمغرب لذا سمی ذا القرنین او لانه طاف قرنی الدنیا شرقها وغربها وقیل انقرض فی ایامه قرنان من الناس وقیل کان له قرنان ای ضفیرتان وقیل کان لتاجه قرنان ویحتمل ان یکون لقب بذلک لشجاعته کما یقال الکبش الشجاع کانه ینطح اقرانه واختلف فی نبوته مع الاتفاق علی ایمانه وصلاحه (شرح) لیستولی ای لیصیر غالبا والیا شاور جواب لما وقال ای ذو القرنین کیف اسافر الخ استفهام انکاری یعنی لا اسافر لهذا الملک الحقیر وهو ملک الدنیا وملک الدنیا منصوب معطوف علی ما قبله فلیس هذا ای الاستیلاء علی المشرق والمغرب ۔۱۲

فقال الحكماء سافر يحصل لك ملك الدنيا والآخرة فقال هذا حسن.
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يحب معالى الامور ويكره
سفسافها۔ وقيل :۔

فلا تعجل بامرك واستدمه ؛ فما صلى عصاك كمستديم

قيل قال ابوحنيفة لابي يوسف رحمهما الله تعالى كنت بليدا
اخرجتك المواظبة فى الدرس۔

ترجمہ وتشریح | تب حکماء نے جواب دیا کہ تم ملک دنیا وآخرت دونوں حاصل کرنے کے لئے سفر کرو۔ اس وقت (ذوالقرنین نے) کہا یہ البتہ اچھی بات اور پسندیدہ امر ہے۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ معالی امور کو پسند کرتے ہیں اور حقیر اور ردی امور کو ناپسند کرتے ہیں اور کہا گیا ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے)

نہ کر جلدی تو کر لازم دوامی ؛ کہ مضبوطی، درستی ہے دوامی
عصا دستی کو جو سیدھا کرے تو ؛ جلا کے آگ میں کر کے دوامی

(یعنی کسی کام میں جلدی نہ کرے بلکہ مداومت وہمیشگی کے ساتھ پے درپے اس کو کرتا جائے کیونکہ دوام وہمیشگی کے ساتھ کام کرتے رہنے کی وجہ سے پختگی ومضبوطی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ بانس وغیرہ کے عصائے دستی (ہاتھ کا عصا) اگر ٹیڑھا ہو تو برابر جلا جلا کر اس کو سیدھا کیا جاتا ہے ورنہ سیدھا نہیں ہوتا ہے۔) کہا گیا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ابو یوسفؒ کو فرمایا تھا کہ تم بلید وکند ذہن تھے۔ بلا ناغہ برابر ہمیشگی درس نے تم کو بلادت سے نکالکر ذہین کر دیا ہے۔

تحقیق الالفاظ | سافر ای انت والآخرة ای بالجهاد لاعلاء كلمة الله تعالى فقال اى ذوالقرنين هذا اى السفر لهذا الغرض حسن جيد ومحمود فبهمته العالية حصل له ملك الدنيا شرقا وغربا فعلم من هذا انه لابد فى تحصيل الاشياء من الجهد والهمة العالية يحب معالى الامور اى يحب معالى الامور الدينية يعنى انه يرضى عن صاحبها وعلوها بسبب تصافها بالثبات والدوام والاخلاص ويكره سفسافها اى لا يرضى عن فاعله والسفساف الردى من كل شئ والامر الحقير كذا فى القاموس بامرك اى فى امرك الذى تطلب حصوله واستدمه امر من استدامه اذا تانى فيه او تطلب دوامه كذا فى القاموس. صلى من باب التفعيل يقال صليت العصا بالنار اذا لينتها وقومتها بالنار كذا فى الصحاح وعصاك مفعوله وما نافية والكاف بمعنى المثل فى محل الرفع على انه فاعل صلى مضاف الى مستديم والمعنى فما سدد وما استحكم عصاك على ارادة المسبب مثل شخص طالب دوام تلك العصا لي يسددها فقط لان التسديد لا يريده الا طالب الدوام (باقی بر صفحہ آئندہ)۔

وایاك والكسل فانه شؤم وآفة عظيمة قال الشيخ ابو نصر الصفار الانصاری رحمه الله تعالیٰ۔

یا نفس یا نفس لا ترخی عن العمل ؛ فی البر والعدل والاحسان فی مهل
وکل ذی عمل فی الخیر مغتبط ؛ وفی بلاء وشؤم کل ذی کسل

ترجمہ وتشریح اور سستی اور کاہلی سے بہت بچتے رہو کیونکہ وہ نحوست اور بڑی آفت ہے۔ شیخ ابو نصر صفّار انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے نفس اے نفس ڈھیل نہ دے یعنی سستی نہ کر عمل کرنے سے نیکی وانصاف اور احسان کرتے میں اس حال میں کہ تو نرمی اور سکون و وقار سے یہ کام کرے اور ہر عمل کرنے والا خیر کے کام میں اس کا لوگ غبطہ اور رشک کرتے ہیں یعنی اس کی طرح بننے کی آرزو کرتے ہیں اور ہر کسل اور سستی والا بلاء اور نحوست میں پڑا رہتا ہے۔ شعر

سستی نہ کر اے نفس تو عمل سے ؛ احسان و برّ، عدل و مہل عمل سے
ہے مغتبط ہر ذی عمل ہمیشہ ؛ شوم و بلا میں ذی کسل ہمیشہ

تحقیق الالفاظ (بقیہ صفحہ گذشتہ) لینتفع بها فاستدم فی امرک وا طلب دوامه گی یسدد امرک ویستحکم وانما قلنا على ارادة المسبب بناء على ان صلی مجاز مرسل ذکر السبب وهو تقويم العصا بالنار واريد المسبب وهو التسديد والاستحكام قال ابو حنيفة ای خاطب كنت بصيغة الخطاب بليدا ای احمقا اخرجتك الخ ای عن البلادة (متعلقة صفحة هٰذا) وایاک الخ هذه الجملة معطوفة على جملة انشائية مقدرة تقديره فواظب عليه واتق من الكسل شؤم ای غیر یمن وآفة عظيمة ای تنبعث عنها انواع الضرر یا نفس التكرير للتوكيد وهو مبنی على الكسر بناء على انه منادی مضاف الى یاء المتكلم حذف یاؤه اکتفاء بالكسر لا ترخی من الارخاء وهو جعل الشئ رخوا والمراد النهی عن الكسل فی الاعمال الصالحة وعلامة الجزم سقوط الحركة على لغة من يجعل المعتل كالصحيح فی سقوط الحركة عن العمل ای عن الاعمال الدينية فی البر الخ ای حال كونك فی البر الخ متصفة بها مهل بفتح الميم وسكون الهاء ويحرک الرفق والسكينة وههنا بالحركة للوزن وهو فی محل النصب على انه حال مترادفة من فاعل لا ترخی ای حال كونك فی سكينة ورفق لان الرفق اصل عظيم فی جميع الاشياء كما سبق وكل ذی عمل فی الخير الخ متعلق بقوله مغتبط قدم عليه للوزن وهو بفتح الباء ای اسم المفعول من الغبطة وهو ان يتمنى له مثل حال المغبوط من غیر ارادة زوال النعمة والحسد هو ان يتمنى له مثل حال المحسود مع ارادة زوال النعمة وهذا حرام بخلاف الغبطة والمعنى کل ذی عمل مغتبط يتمنى حاله فی عمل الخیر (باقی بر صفحہ آئندہ)

حل لغات عشہ نیکی ۱۲ عسہ قابل رشک ۱۲ سہ عمل والا ۱۲ اللعہ نحوست اور بلا ومصیبت ۱۲ ﺍﻪ سستی کرنے والا ۱۲

قال وقد اتفق لی فی ھٰذا المعنٰی :-

دعی نفسی التکاسل والتوانی	والا فاثبتی فی ذی الھوان
فلم ار للکسالی الحظ یحظی	سوی ندم وحرمان الامانی
(وقیل) کم من حیاء وکم عجز وکم ندم	جم تولد للانسان من کسل
ایاک عن کسل فی البحث عن شبہ	ما قد علمت وما قد شکّ من کسل

ترجمہ وتشریح اور کہا (مصنفؒ نے) مجھ کو اس بارے میں ان اشعار کے کہنے کا اتفاق ہوا ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے نفس تو تکاسل یعنی سستی اور کام میں دیر لگی کرنے کو ترک کردے اور نہیں تو بس ہوان اور ذلت والا ہو کر ثابت اور جمے رہ۔ یعنی تو ذلیل رہیگا ہمیشہ۔ پس نہیں دیکھا میں نے سستی کرنے والے کو کہ کوئی نصیب اس کو حاصل ہو جائے بجز شرمندگی اور آرزوؤں اور مقاصد کی محرومی کے۔ شعر

تکاسل کو کرو تم ترک اے نفس! ؎ وگرنہ ذی ہوان وذل رہو نفس!
کسالی کو نہیں حظ کوئی اے نفس! ؎ ندم حرمان امانی کے سوا نفس!

اور کہا گیا ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے)

حیا، عجز و ندم پیدا بہت سے ؎ یہ سب انساں کو ہے پیدا کسل سے
کسل سے بچ شبہ سے گر بحث ہو ؎ جو معلوم و شبہ ہے وہ کسل سے

(یعنی حیا، عاجزی اور شرمندگی یہ سب چیزیں بکثرت کسل سے انسان کو پیدا ہوتی ہیں اور تجھکو اگر شبہ ہو تو سستی کو دور کرکے جلد اس میں بحث اور تحقیق کرکے شبہات کو دور کرنیکی کوشش کر۔ کیونکہ سستی سے جو علم اور شبہ حاصل ہوا ہے وہ غیر معتدبہ ہے۔ اس کا اعتبار نہیں ہوتا ہے۔)

تحقیق الالفاظ (بقیہ صفحہ گذشتہ) یعنی یتمنی کل شخص ان یکون حالہ حالہ وینال مثل ماینالہ من الاجر والثواب وفی بلاء وشئوم خبر مقدم کل ذی کسل ای عن العمل لانہ بکسلہ یترک الاعمال النافعۃ فی العاجل والآجل فیستحق البلاء والشآمۃ فی الدنیا والآخرۃ (متعلقہ صفحہ ھٰذا) قال ای المصنفؒ وقد اتفق لی الخ ای صدر منی اتفاقا اثبات ہذا المعنی السابق فی البیت ہذا النظم شعر دعی الخ ای اترکی یا نفسی التکاسل فی الاعمال کلہا والا ای وان لم تترکی التکاسل فی ذی الہوان وفی بعض النسخ فی ذا الہوان علیٰ لغۃ من یجعل اعراب الاسماء الستۃ مقصورًا علی الالف فی الاحوال الثلاثۃ وفی الحاشیۃ ذا الہوان ای ہذا الہوان ای فاثبتی فی العمل ذی الہوان والحقارۃ او ہذا الہوان والحقارۃ لانہ اذا تکاسل فی الاعمال مطلقًا یفوت عنہ المنافع (باقی اگلے صفحہ پر)

حل لغات: ؏ سستی کرنا ۱۲ ؏ ذلت وخواری ۱۲ الا ۲ للہ کاہلوں کو ۱۲ لمعہ نصیب حصہ ۱۲ مہ شرمندگی سے آرزوئیں محرومی

وقد قيل الكسل من قلة التأمل فی مناقب العلم وفضائله فينبغی ان يتعب نفسه علی التحصيل والجد والمواظبة بالتأمل فی فضائل العلم فان العلم يبقی والمال يفنی كما قال امير المؤمنين علی بن ابی طالب كرم الله وجهه۔

رضينا قسمة الجبار فينا	لنا علم وللاعداء مال
فان المال يفنی عن قريب	وان العلم يبقی لا يزال

ترجمہ وتشریح اور کہا گیا ہے کہ کسل وکاہلی مناقب علم اور اس کے فضائل میں تامل وفکر نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے پس چاہئے کہ نفس پر دباؤ اور مشقت ڈالے تاکہ فضائل علم میں تفکر کرنیکے ساتھ تحصیل علم اور اس میں جدّ وجہد ومواظبت کرے کیونکہ علم باقی رہتا ہے اور مال فنا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے)

قسمت جبّار سے راضی ہوئے ؛ علم ہمکو مال اعداء کو ہوئے
مال فانی ہے یقیناً عنقریب ؛ علم باقی اور لازائل ہوئے

یعنی راضی ہوگئے ہم جبّار خداوند تعالیٰ کی قسمت پر ہمارے بارے میں کہ ہمکو علم نافع ملا اور دشمنوں یعنی کافروں یا اہل دنیا کو مال حاصل ہوا۔ کیونکہ مال تو عنقریب فنا ہو جائیگا اور علم باقی رہیگا زائل نہ ہوگا

تحقیق الالفاظ و (بقیہ صفحہ گذشتہ) الدنية والدنيوية فيثبت فی الهوان والحقارة الكسالی جمع كسلان الحظ ای النصيب يحظی وهذه الجملة الفعلية صفة للحظ المعرف بلام الجنس كقوله تعالیٰ كمثل الحمار يحمل اسفارا او العائد محذوف يعنی ما رأيت لجماعة الكسالی فی الامور حظا تغير تلك الجماعة حزازات خطايه سوی ندم ای ندامة بانه لای شیئ يتكاسل ولم يجهد وحرمان الامانی جمع امنية وهی المقصودة والتمنی ای لم ار للمتكاسلين فی الطاعات حظا ونصيبا سوی الندامة والمحرومية عن مقاصده ومراداته كم للخبرية ومن حيار تميز وكذا فيما بعده جم ای كثير صفة لما قبله علی سبيل البدل تو كدای حصل له ايا كای اتی شبه جمع شبهة ما قد علمت مبتدأ ومن كسل خبره ای الذی قد علمته والذی قد شك فيه صادر من كسل لا يعتد به۔

متعلقہ صفحہ ھذا ان يتعب ای ايشاق ويحرك بالتامل متعلق بيتعب فان العلم تعليل لقوله فينبغی يبقی ای يبقاء المعلومات بعد فناء صاحبه والمال يفنی كان الدنيا وما فيها فان رضينا الخ يعنی رضينا قسم الله تعالیٰ فينا بان اعطی ان العلم ولاعدائنا المال فان المال الخ تعليل لما قبله ومعنا الظاهر لا يزال خبر مفيد للتاكيد لما تحا والمعنی لفعل يبقی۔

والعلم النافع یحصل بہ حسن الذکر ویبقی ذلک بعد وفاتہ فانہ حیاۃ ابدیۃ وانشدنا الشیخ الاجل ظہیر الدین مفتی الائمۃ الحسن بن علی المعروف بالمرغینانی رح شعرًا :۔

الجاھلون فموتیٰ قبل موتہم والعالمون وان ماتوا فاحیاء

وانشدنا شیخ الاسلام برھان الدین رح شعرا :۔

وفی الجہل قبل الموت موت لاھلہٖ فاجسامہم قبل القبور قبور

ترجمہ وتشریح اور علم نافع سے اچھا نام پیدا ہوتا ہے اور وہ نیک نامی اس کی وفات کے بعد باقی رہتی ہے کیونکہ وہ حیات ابدی ہے ۔ اور شیخ اجل ظہیر الدین مفتی الائمہ حسن بن علی معروف بمرغینانی مجھ کو یہ شعر پڑھ کر سنائے (جس کا ترجمہ یہ ہے) جاہل لوگ پس مُردے ہیں ان کی موت واقع ہونے سے پہلے اور عالم لوگ اگرچہ مر گئے ہیں پس وہ زندہ ہیں یعنی ان کا ذکر دنیا میں باقی رہتا ہے۔ شعر

جاہل جو وہ مردہ قبل مرنے کے ہے ؛ عالم جو گر مر بھی گئے زندہ وہ ہے۔

اور شیخ الاسلام برہان الدین (صاحب ہدایہ رح) نے ہمکو یہ اشعار پڑھکر سنایا (جس کا ترجمہ یہ ہے)

اور جہل میں مرنے سے پہلے اس کے صاحب یعنی جاہل کیلئے موت ہے پس ان کے ابدان قبر دینے سے پہلے قبروں میں ہیں۔ شعر :۔

جاہل مرے پہلے وہ مردہ تو ہے ؛ اس کا بدن پہلے قبر مقبور ہے۔

تحقیق الالفاظ :۔ العلم النافع لا مطلق العلم اذ من العلوم ما لاینفع فلا یحصل بہ ما یحصل من العلم النافع حسن الذکر ای الذکر الحسن من اضافۃ الصفۃ الی الموصوف ویبقی ذلک ای الذکر الجمیل بعد وفاتہ ای وفات العالم فانہ ای بقاء الذکر بعد وفاتہ حیاۃ ابدیۃ ای یحصل بہ ما یحصل بالحیاۃ الابدیۃ من الذکر الجمیل والثناء بالخیر فموتیٰ ای فہم موتیٰ والموتیٰ جمع میت والفاء علی تقدیر اما فی المبتدأ او علی تضمن المبتدأ معنی الشرط اذ المبتدأ الالف واللام الاسمی الذی دخل علی اسم الفاعل فہو بمعنی الذی فتقدیرہ الذین جہلوا فہم موتیٰ کذا فی الشرح قبل موتہم اذ لیس فیہم معرفۃ ولا کمال کالجمادات فہم بمنزلۃ الموتیٰ فاحیاء ای فہم احیاء ببقاء ذکرہم الجمیل فی الدنیا برہان الدین ای المرغینانی صاحب الہدایۃ قبل القبور ای قبل دخول القبور فی اشتمالہا ما ہو بمنزلۃ الموتیٰ۔

وان امرأ لم يحيَ بالعلم ميّت ؎ وليس له حين النشور نشور

(وقال) غيره :-

أخو العلم حيٌّ خالد بعد موته ؎ واوصاله تحت التراب رميم

وذو الجهل ميت وهو يمشي على الثرى ؎ يظن من الاحياء وهو عديم

وقال آخر :-

حياة القلب علم فاغتنمه ؎ وموت القلب جهل فاجتنبه

ترجمہ وتشریح اور اگر کوئی مرد علم کے ساتھ زندہ نہ ہوسکا تو وہ مردہ ہے۔ اور اس کے لئے نہیں ہے غفلت سے متنبہ اور بیدار ہونے کے وقت قبروں سے ان کے اجسام کا زندہ ہوکر اٹھ کھڑا ہونا یعنی جس طرح مرد غفلت سے متنبہ ہوکر زندہ ہوتے ہیں ان کو جنگ غفلت سے بیدار ہوگا یہ حال پیدا نہ ہوگا۔ شعر

میت ہے جو زندہ نہیں گر علم سے ؎ حشر کو بس وہ تو نہیں منشور[عٓ] ہے۔

اور دوسرے نے یہ اشعار سنایا (جس کا ترجمہ یہ ہے) علم والا زندہ اور ہمیشہ رہنے والا ہے بعد اس کے مرنے کے بھی اس حال میں کہ اس کے مفاصل مٹی کے نیچے بوسیدہ ہیں اور جہل والا یعنی جاہل مردہ ہے حالانکہ وہ چلتا ہے مٹی پر لوگ گمان کرتے ہیں[عٓ] زندہ ہے مگر وہ معدوم اور مردہ ہے۔ شعر :-

علم والا حی[عٓ] وخالد[سٓ] بعد موت ؎ یہ رمیم[للعٓ] اس کے مفاصل[صٓ] بعد فوت[سٓ]

جہل والا تو مرا ہے خاک پر ؎ ہے عدیم[معٓ] وہ گرچہ زندہ قبل موت

نیز دوسرے نے کہا (جس کا ترجمہ یہ ہے) قلب کی حیات علم ہے پس تو اس کو غنیمت جان اور قلب کی موت جہل ہے پس تو اس سے پرہیز کر۔ شعر :-

حیاتِ دل تو ہے وہ علم پس تو وہ غنیمت جاں ؎ مماتِ قلب تو بس جہل ہے اس سے بچے تو جاں

تحقیق الالفاظ لم یحی بالعلم صفۃ امرأ میت خبر ان نشور ای لیس لہ حین انتباہ من الغفلۃ نشور ای حیاۃ قیام من قبرہم الذی ہو الاجسام فاذا انتبہوا قاموا من قبورہم وصاروا اشل الاحیاء العالمین فالنشور الاول بمعنی الانتباہ من الغفلۃ والثانی بمعنی النشور المعروف اخو العلم ای مصاحب العلم وملازمہ خالد ای باق اوصالہ ای مفاصلہ اوجمع وصل بالضم والکسر لکل عظم لا یکسر ولا یخلط بغیرہ۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

حل لغات: عٓ قبر سے زندہ کیا ہوا ۱۲ عٓ زندہ ۱۲ سٓ ہمیشہ رہنے والا ۱۲ للعٓ مگر بوسیدہ وریزہ ریزہ ۱۲ صٓ جوڑیں اعضاء کی ۱۲ سٓ موت ۱۲ معٓ معدوم ونیست یعنی مردہ ۱۲ منہ عٓ دل کی موت ۱۲ منہ

وانشدنا شيخ الاسلام برهان الدين رحمہ اللہ

اذا العلم علىٰ رتبة فى المراتب ؛ ومن دونه عز العلى فى المواكب

فذو العلم يبقى عزه متضاعفا ؛ وذو الجهل بعد الموت تحت التيارب

فهيهات لا يرجو مداه من ارتقى ؛ رقى ولى الملك والى الكتائب

ترجمہ وتشریح اور شیخ الاسلام برہان الدین (مرغینانی صاحب ہدایہ رحمہ اللہ) نے ہم کو یہ اشعار سنایا (جس کا ترجمہ یہ ہے) جان تو کہ علم تمام مرتبے میں اعلیٰ مرتبہ ہے۔ اور حشمت و دبدبہ والے پیدل وسوار لشکر والے بادشاہ کی عزت اس علم کی عزت سے کم مرتبہ ہے۔ کیونکہ علم والا اس کی عزت باقی رہیگی۔ دوگنی چوگنی ہوکر اور جہل والا یعنی جاہل مرنے کے بعد مٹیوں کے نیچے چھپا رہیگا۔ پس بہت دور ہے کہ علم والے کی انتہائی عزت میں پہنچنے کی آرزو نہ کرسکے گا جو والی ملک بادشاہ یا فوجوں کے امیر کے مرتبے میں ترقی کرگئے **شعر**

علم اعلےٰ مرتبہ ہے جب کبھی ؛ اس سے کمتر منزلت ہے شاہ کی

علم والے مرتبے میں تو بڑھے ؛ جہل والے مرکے مٹی میں چھپے

علم کی عزت کو پہنچے کیسے ؟ جو ؛ والئ ملک وعساکر والا ہو ؟

تحقیق الالفاظ (بقیہ صفحہ گذشتہ) رمیم ای بال وہو یمشی ای والحال یمشی علی الثریٰ ای على الارض يظن على صيغة المجهول عديم اى معدوم قال آخر كذا فى بعض النسخ فاغتنمه اى فعد ذلك العلم غنيمة لك لان القلب يحيى به لان الجهل موت القلب فالاجتناب والاحتراز من الجهل عليك لازم (متعلقہ صفحہ هذا)

اذا العلم اذ منصوب بفعل مقدر نحو اذكر وقت كون العلم اعلىٰ مرتبة بين المراتب وفى الحاشية ذا العلم يعنى ان هذا العلم منزلته اعلى المنازل واشرفها وكل المعالى والرياسات فى الجماعات ودونه فى الشرف والرفعة المراكب جمع مركب وهو الجماعة ركبانا ادمشاة اى كائن من دون عز العلم عز العلو الحاصل فى الجماعات الكثيرة لان العزة الحاصلة فى المجامع زائلة وعزة العلم باقية ببقاء العلم فذو العلم الخ اى ذو العلم يبقى عزه بعد موته حال كون العزة متضاعفة من جهة الذكر بالجميل فى الدنيا والدرجات العظمىٰ فى الآخرة التيارب جمع تيرب وهو بمعنى التراب قال فى القاموس الترب والتراب والتربة والترباء والتيرب والتوارب والترب معروف وجمع التراب اتربة وتربان ولم يسمع لسائرها جمع يعنى الجاهل بعد الموت خالص التيارب لا يشوبه شئ من الفرد والعلى كما فى العالم مداه اى غاية عز العلم وفاعل لا يرجو من ارتقى اى ارتفع وصعد رقى الرقى بضم الراء وكسر القاف وتشديد الياء مصدر على وزن الدخول اذا اصله رقوى بمعنى الصعود مضاف الى فاعله يعنى هيهات لا يرجو غاية عز العلم من وصل الى عزة صاحب الملك الكتائب جمع الكتيبة وهى العسكر وجملة لا يرجو بصيغة اخبار ومعناه انشاء ۱۲

سأملی علیکم بعض ما فیہ فاسمعوا ففی حصر عن ذکر کل المناقب

ھو النور کل النور یھدی عن العمی وذو الجھل مر الدھر بین الغیاھب

ھو الذروۃ الشماء تحمی من التجا الیھا ویمسی آمنا فی النوائب

بہ ینجو والناس فی غفلاتھم بہ یرتجی والروح بین الترائب۔

ترجمہ وتشریح

تم پر بعض مدح علم کو املا کرتا ہوں اور بیان کرتا ہوں پس سنو تم کیونکہ تمام مناقب علم بیان کرنے میں بعض رکاوٹ ہے۔ وہ (علم) نور ہے پورا نور جو ہدایت کرتا ہے جہل سے۔ اور جاہل ہمیشہ جہل سے انھیرے میں ہے۔ وہ بلند چوٹی ہے حفاظت کرتی ہے اس کو جو اس کی طرف پناہ لے اور وہ مامون رہتا ہے مصائب میں۔ اسی کے ساتھ نجات پاتا ہے (عذاب آخرت سے) آدمی جبکہ لوگ اپنی غفلتوں میں ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ امن کی امید کی جاتی ہے دوزخ کے عذاب سے اس حال میں کہ روح نزع کے وقت سینے کی ہڈیوں میں یعنی ہنسلی میں ہے۔

شعر

پس سنو تم بعض مدح علم کو ؎ سب کی طاقت تو نہیں اس عبد کو

نور وہ کرتا ہدایت جہل سے ؎ جہل والا تو اندھیرا جہل سے

وہ بلند چوٹی حفاظت دے اسے ؎ جو مصائب میں سہارا لے اُسے

علم سے ناجی[عــہ] ہوئے غفلات[عــہ] میں ؎ دے خلاصی روح جب حلقوم میں

تحقیق الالفاظ

سأملی ای ساکتب فیہ ای فی العلم من المناقب حصر ضیق دعی عن ذکر الخ لکثرتہا ھو النور ای العلم ھو النور لیستضاء بہ عن ظلمۃ الجہل کل النور تاکید یہدی عن العمی وہذہ الجملۃ خبر بعد خبر واستعمال یہدی بعن علی تضمین معنی الانجار ای یہدی حال کونہ منجیا عن عمی الجہل والضلال مر الدہر نصب علی الظرفیۃ ای فی مرور الدہر والزمان الغیاہب جمع غیہب وہو الظلمۃ الشدیدۃ یعنی بین ظلمات الجہل ولیس ظلمۃ اشد منہا ہو الذروۃ الشماء الضمیر راجع الی العلم وفی بعض النسخ ہی وتانیثہ باعتبار الخبر والذروۃ بفتح الذال وکسرہا الاعلی من کل شئ والشماء بفتح الشین المعجمۃ وتشدید المیم تانیث اشم وہو المرتفع والمعنی ہو الجبل واطلاق الذروۃ علی العلم استعارۃ والجامع ہو الحمایۃ لمن التجا فکما ان الذروۃ تحمی من التجأ الیہا کذلک العلم یحمی ویحفظ عن کل مکروہ من التجأ الیہ ویمسی آمنا ای یصیر آمنا فی النوائب فی الشدائد بہ ای بالعلم ینجو ای یتخلص من عذاب الآخرۃ والناس فی غفلاتہم او لا للحال ای والحال ان الناس فی غفلاتہم جمع غفلۃ بہ یرتجی ای بالعلم یرتجی الامن من عذاب النیران الترائب عظام الصدر ای والحال ان الروح بین عظام الصدر فی حال النزع من البدن۔

عــہ نجات پانے والا ۱۲ عــہ غفلتوں میں ۱۲ منہ

بہٖ یشفع الانسان من راح عاصیاً | الیٰ درک النیران شرّ العواقب
فمن رامہ رام المآرب کلّہا | ومن حازہ قد حاز کلّ المطالب
ہو المنصب العالی أیا صاحب الحجیٰ | اذا نلتہٗ ہوّن بفوت المناصب
فان فاتک الدنیا وطیب نعیمہا | فغمّض فان العلم خیر المواہب

ترجمہ وتشریح اسی علم کے ذریعہ سفارش کرکے خلاص کیا جاتا ہے انسان جبکہ وہ نافرمان اور گنہگار ہوکر طبقۂ جہنم کے بدترین انجام کے لائق ہوجاتا ہے پس جس نے اس علم کا ارادہ کیا وہ تمام مطالب دنیا وآخرت کو طلب کیا اور جس نے اس کو جمع کرلیا پس وہ تمام مطالب کو جمع کرلیا۔ وہ بلند مرتبہ اور اونچا عہدہ ہے اے عقلمند جب تو اس کو حاصل کرلیا۔ پس تو معمولی اور ہیچ گمان کر کل مناصب اور عہدے بھی اگر فوت ہوجائیں۔ پس اگر تجھ سے دنیا اور اس کی عمدہ نعمتیں بھی فوت ہوجائیں پس چشم پوشی کر یعنی آنکھ بند کرلے کیونکہ علم بہتر عطایا میں سے ہے۔ شعر

علم سے کرتا شفاعت ہے اُسے ؎ مستحق ہے نار کا جو جرم سے
جو طلب کی علم کو پایا سبھی ؎ جمع اُس نے کرلیا ہے بس سبھی
منصب عالی بڑا ہے وہ جو ہو ؎ تو مناصب فوت ہوں غمگیں نہ ہو
فوت ہوں دنیا ونعمت اُس کی تو ؎ غم نہیں ہے علم سب سے بڑھ کے جو

تحقیق الالفاظ راح عاصیاً ای ذہب حال کونہ عاصیاً الیٰ درک النیران متعلق براح والدرک جمع درکۃ وہی طبقۃ جہنم شر العواقب بالجر صفۃ النیران والعواقب جمع عاقبۃ ای الشفاعۃ ثابتۃ للعلماء فی حق العصاۃ باذن اللہ تعالیٰ بسبب العلم الشریف فمن رامہ ای فمن طلب العلم رام الخ ای طلب المطالب کلہا لانہ مطلب یندرج جمیع مطالب الدنیا والآخرۃ فی ضمنہ ومن حازہ ای احاط وجمعہ کل المطالب بعضہا فی الدنیا وبعضہ فی الآخرۃ الحجیٰ ای العقل اذا نلتہ ای اذا اصبتہ ہوّن الخ ای اتخذ ہیّناً فوت المناصب لانک اذا حصلت المنصب العالی فلا ینبغی فوت سائر المناصب فان فاتک الخ ای ان لم تملک الدنیا وطیب نعیمہا فغمّض ای انت عینک وتغمیض العینین کنایۃ عن عدم الالتفات المواہب جمع موہبۃ وہی العطیۃ ای فاذا حصلتہ لاینبغی لک ان تضطرب من فوت نعیم الدنیا لان خیر المواہب فی یدک۔

حل لغات ؏ دوزخ ۱۲ ؏ گناہ ۱۲ ؎ بلند عہدہ ۱۲ اللعہ جمع منصب بمعنی عہدہ ۱۲۵۔

وانشدت لبعضهم:-

اذا ما اعتز ذو علم بعلم   فعلم الفقه اولی باعتزاز
فکم طیب یفوح ولا کمسک   وکم طیر یطیر ولا کباز

وانشدت لبعضهم:-

الفقه انفس شئ انت ذاخره   من یدرس العلم لم یدرس مفاخره
فاجهد لنفسک ما اصبحت تجهله   فاول العلم اقبال وآخره

ترجمہ وتشریح اور دوسرے لوگوں کا شعر سنایا گیا ہوں (جس کا ترجمہ یہ ہے) اگر کوئی صاحب علم عزت والا ہونا چاہے علم کے ذریعہ پس علم فقہ زیادہ بہتر ہے عزت حاصل کرنے کیلئے۔ پس بہت خوشبو مہکتی ہے مگر وہ مشک کی طرح نہیں ہے۔ اور بہت پرندے اڑتے ہیں مگر وہ باز کی طرح نہیں ہے۔ یعنی مہکنے میں جیسے کوئی خوشبو مشک کی طرح نہیں ہے۔ اور اڑنے میں کوئی پرندہ باز کی طرح نہیں ہے اسی طرح عزت ملنے میں کوئی علم فقہ کی مانند نہیں ہے شعر

علم سے چاہو معزز ہو کبھی ؎ فقہ سے اولیٰ معزز ہو تبھی
مشک کے مانند کب ہوں عطر سب ؎ باز کے مانند کب ہوں طیر سب

اور دوسرے بعض کا شعر سنایا گیا ہوں میں (جس کا ترجمہ یہ ہے) فقہ زیادہ نفیس اور عمدہ شئی ہے اگر تو اس کو حاصل کرے اور ذخیرہ کرے جو شخص علم کی درس دے اس کے مفاخر اور بزرگیاں نہیں ملنے کی پس تیرے نفس کو محنت میں لگا دے جب تک تو علم سے جاہل رہے (تاکہ تو علم حاصل کرے) کیونکہ علم کے اول میں بھی اقبال اور سعادت مندی ہے اور اس کے آخر میں بھی یعنی ہمیشہ دنیا وآخرت میں سعادت مندی ہے۔ شعر

فقہ انفس ہے سبھی سے اسے ؎ جو فقیہ ہے کب مفاخرت سے

گر نہ سیکھا سیکھ لے تو جہد سے ؎ علم اقبال اول وآخر اسے

تحقیق الالفاظ وانشدت بصیغۃ المتکلم المبنیۃ للمفعول کما مر مرارًا ای قری علی ہذا الشعر لبعض الناس اذا ما اعتز الخ کلمۃ ما فی اذا فائدۃ ای اذا صار ذو علم عزیز العلم فعلم الفقہ اولی باعتزاز لانہ مبین للاحکام والشرائع فشرف العلم وعزتہ بسبب شرف معلومہ وعزتہ یفوح ای ینشر رائحتہ ولا کمسک ای رائحۃ المسک اعز واطیب من سائرہ ولا کباز ای البازی اشد طیرانا من سائر الطیور فکذلک علم الفقہ اعز من سائر العلوم انفس شئ ای اعزہ ذاخرہ جامعہ فی الحاشیۃ داخرہ بالدال المہملۃ ای مدخرہ معتمدہ یدرس یقرأ لم تدرس ای لم تعف ولم تزل مادام قاری العلم ودارس من درس درسًا اذ اشتغل لازم ومتعد۔ فاجہد ای حصّل ما اصبحت جاہلہ ای ما امرت تجہلہ اقبالہ ای سعادۃ وآخرہ ایضا اقبال۔

عہ عزت دیا ہوا ۱۲ عہ یعنی بطریق اولی اور سب سے زیادہ بہتر ۱۲ سہ بہت نفیس اور عمدہ چیز ۱۲ للعہ بزرگیاں ۱۲ صہ نیک بختی و ترقی ۱۲ سہ یعنی اس علم کو سیکھنے کے معقول علم کی تاکید۔

وكفى بلذة العلم والفقه والفهم داعيا وباعثا العاقل على تحصيل العلم. وقد يتولد الكسل من البلغم والرطوبات. وطريق تقليله تقليل الطعام. قيل اتفق سبعون نبيا على ان كثرة النسيان من كثرة البلغم وكثرة البلغم من كثرة شرب الماء وكثرة شرب الماء من كثرة الاكل. والخبز اليابس يقطع البلغم. وكذا اكل الزبيب على الريق يقطع البلغم ولا يكثر منه حتى لا يحتاج الى شرب الماء فيزيد البلغم والسواك يقلل البلغم ويزيد فى الحفظ والفصاحة فانه سنة سنية ويزيد فى ثواب الصلوٰة

ترجمہ وتشریح اور لذت علم اور فقہ اور اس کا فہم عاقل کے لئے تحصیل علم کیلئے کافی باعث اور داعی ہے۔ (یعنی زیادہ لکھنے کی حاجت نہیں ہے)۔

کسل کا علاج:۔ کبھی کسل اور کاہلی بلغم اور رطوبات سے پیدا ہوتی ہے اور اس کو کم کرنے کا طریقہ۔ (۱) کھانے کو کم کرنا ہے۔ کہا گیا ہے کہ ستر انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اس بات پر متفق ہوئے ہیں کہ زیادتی نسیان زیادتی بلغم سے ہے۔ اور بلغم کی کثرت زیادہ پانی پینے کی وجہ سے ہے۔ اور زیادہ پانی پینا زیادتی کھانے سے ہے۔ (۲) اور خشک روٹی بلغم کو ختم کر دیتی ہے۔ (۳) اور ایسے ہی نہار منہ (یعنی علی الصباح کسی چیز کے کھانے سے پہلے) کشمش (یعنی مویز منقیٰ) کھانا بلغم کو ختم کر دیتا ہے۔ مگر کشمش زیادہ نہ کھائے۔ ورنہ پانی پینے کی طرف حاجت پڑے گی۔ پس اس سے بلغم بڑھے گا۔ (۴) اور مسواک کرنا بلغم کو کم کر دیتا ہے اور وہ حفظ اور فصاحتِ کلام کو بڑھا دیتا ہے پس تحقیق وہ ایک بلند مرتبہ سنت ہے

تحقیق الالفاظ بلذة العلم الباء زائدة يتولد اى يحصل الرطوبات اى الحاصلة فى البدن من كثرة الطعام والخبز اليابس الخ لانه ليبوسته لاتتولد منه الرطوبات بل اذا اقترن بالرطوبة يقلل الرطوبة ويجذبه على الريق اى على الجوع لما فيه من الحرارة منه اى من اكل الزبيب فيزيد البلغم بالنصب معطوف على يحتاج اى فان شرب الماء يزيد البلغم لان البلغم متولد من الماء والاشياء التى فيها رطوبة والسواك اى استعماله والفصاحة اى فى المنطق سنية اى رفيعة مرضية يزيد الخ لما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال صلوٰة على اثر السواك افضل من خمس وسبعين صلوٰة بغير سواك. هكذا فى الشرح والله اعلم بالصدق والصواب واليه المرجع والمآب وفى المشكوٰة ص۴۵ باب آداب السواك عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تفضل الصلوٰة التى يستاك لها على الصلوٰة التى لا يستاك لها سبعين ضعفا رواه البيهقى ۱۲۔

وقراءة القرآن وكذا لك القئ يقلل البلغم والرطوبات۔ وطريق تقليل الاكل التأمل فى منافع قلة الاكل وهى الصحة والعفة والايثار۔ وقيل فيه۔ فعار ثم عار ثم عار ؎ شقاء المرء من اجل الطعام وعن النبى عليه الصلوٰة والسلام انه قال ثلثة يبغضهم الله تعالىٰ من غير جرم الاكول والبخيل والمتكبر۔

ترجمہ وتشریح نماز اور قرأت قرآن کے ثواب میں زیادتی کردیتاہے۔ (**ف**: کیونکہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صلوٰۃ علی اثر السواک افضل من خمس و سبعین صلوٰۃ بغیر سواک۔ یعنی مسواک کرکے ایک نماز بغیر مسواک کی پچھتر نماز سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ ہکذا فی الشرح اور تفصیل عربی شرح میں ہے۔) اور ایسا ہی قی کرنا بلغم اور رطوبات کو کم کردیتاہے۔

اور کھانا کم کرنیکا طریقہ۔ (۱) تقلیل اکل کے منافع کو سوچنا اور غور کرناہے۔ وہ منافع یہ ہیں (الف) تندرستی (کیونکہ اکثر امراض کثرت طعام سے پیدا ہوتے ہیں۔) (ب) و پاکدامنی (یعنی حرام وشبہات اور شہوت وغیرہ سے بچنا) (ج) اور دوسروں کیلئے ایثار (یعنی خود کم کھاکر دوسروں کی حاجت روائی کرنا) اور اسی بارے میں کہا گیاہے (جس کا ترجمہ یہ ہے)۔

شرم ہے یہ شرم ہے یہ شرم ہے ؎ جو شقاوت ہو طعام مرد سے

پس شرم ہے پھر شرم ہے کہ مرد کا بدبخت ہونا کھانے کی وجہ سے ہو (یعنی کثرت طعام سے کثرت شہوت نفسانیہ ہے اور اس سے ارتکاب معاصی ہوتاہے اور اس سے آدمی کی شقاوت اور بدبختی ہے) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ تین قسم کے شخص سے (باقی بر صفحہ آئندہ)

تحقیق الالفاظ وہی ای تلک المنافع الصحة ای صحة البدن لما ان اکثر الامراض تحصل من کثرة الطعام والعفة ای التورع عن الحرام لقلة الشهوة الحاصلة من کثرة الاکل۔ والایثار ای ایثار الغیر واختیاره علی الطعام بالتصدق علیه وذلک انما یحصل غالبا اذا اکل الطعام قلیلا وتصدق بباقیه وقیل فیه ای فی ذم کثرة الاکل فعار الخ خبر مقدم لقوله شقاء المرء الخ ای کون الرجل شقیا من اجل الطعام المودی الی کثرة الشهوة المفضیة الی ارتکاب المعاصی ثلثة ای ثلثة نفر من غیر جرم من الاجرام الظاهرة المعروفة بین الناس بل باتصافهم بالصفات التی یاتی ذکرها الاکول ای الاول الذی یاکل کثیرا والبخیل ای البخیل عن الصدقات والنوافل والمتکبر لان التکبر صفة مخصوصة بذات الله تعالیٰ فمن اراد ان یشارکه فیها یبغضه الله تعالیٰ۔

والتأمل فی مضار کثرۃ الاکل وھی الامراض وکلالۃ الطبع۔ قیل البطنۃ تذھب الفطنۃ۔ حکی عن جالینوس انہ قال الرمان نفع کلہ والسمک ضرر کلہ وقلیل السمک خیر من کثیر الرمان وفیہ اتلاف المال والاکل فوق الشبع ضرر محض ویستحق بہ العقاب فی دار الاخرۃ والاکول بغیض فی القلوب۔

ترجمہ وتشریح (بقیہ صفحہ گذشتہ) خداوند تعالیٰ بغیر کسی (معروف اور مشہور ظاہری) جرم اور گناہ کے (محض ان کی بری عادات کی وجہ سے) بغض اور عداوت رکھتے ہیں. ایک زیادہ کھانے والا دوسرا بخیل تیسرا متکبر۔ (متعلقہ صفحہ ہذا) (۲) اور (دوسرا طریقہ کھانا کم کرنے کا) کثرتِ اکل کے مفاد ونقصانات میں غور وفکر کرنا ہے. اور وہ مضار یہ ہیں:۔ (الف) مختلف قسم کی بیماریاں (ب) اور طبیعت کی کسلمندی اور پریشانی یا تھکان۔ کہا گیا ہے کہ کھانے سے پیٹ بھرا ہوا ہونا ذکاوت اور تیزیٔ ذہن کو زائل کر دیتا ہے۔ حکیم جالینوس کی طرف سے حکایت کی گئی ہے اُنہوں نے بیان کیا کہ انار کے تمام اجزاء نافع ہیں اور مچھلی کے تمام اجزاء سب کے سب نقصان کرنے والے ہیں۔ (باوجود اس کے کہا گیا ہے کہ مچھلی کم کھانا انار زیادہ کھانے سے اچھا ہے (کیونکہ مچھلی کم کھانے سے نقصان کم ہوگا لیکن انار زیادہ کھانے سے نقصان زیادہ ہوگا اور وہ مچھلی کے نقصان سے بڑھ جائے گا.) (ج) اور حال یہ ہے کہ زیادہ کھانے میں مال کو ضائع اور برباد کرنا اور اسراف ہے آسودگی اور شکم پری کے بعد کھانا یقیناً محض ضرر اور نقصانی کا باعث ہے۔ (د) اور اس کی وجہ سے آخرت میں عذاب ہوگا (کیونکہ وہ اسراف ہونے کی وجہ سے حرام ہے ارشاد اور قرآن مجید میں ہے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا یعنی کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ یعنی اسراف اور فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ (ہ) اور زیادہ کھانے والا آدمی لوگوں کے قلوب میں مبغوض اور ناپسندیدہ وحقیر ہو جاتا ہے۔

تحقیق الالفاظ التامل ای طریق تقلیل الاکل التامل وکلالۃ الطبع ای ملالۃ الطبع وکسلہ عن ملاحظۃ المعارف البطنۃ بکسر الباء ای امتلاء البطن بالطعام الفطنۃ ای الذکاء کلہ ای کل اجزاء الرمان نافع وقلیل السمک ای ومع ہذا قیل قلیل السمک الخ وفیہ ای والحال ان فیہ ضرر محض یفسد البدن و یمرضہ بہ ای بالاکل فوق الشبع العقاب الخ لانہ حرام والاکول ای المبالغ فی الاکل بغیض ای مبغوض فی قلوب الناس۔

وطریق تقلیل الاکل ان یاکل الاطعمۃ الدسمۃ ویقدم فی الاکل الالطف الاشھی ولا یاکل مع الجیعان الا اذا کان لہ غرض صحیح فی کثرۃ الاکل بان یتقوی بہ علی الصیام والصلوۃ و الاعمال الشاقۃ فلہ ذلک۔

فصل (۶) فی بدایۃ السبق وقدرہٖ وترتیبہ

کان استاذنا شیخ الاسلام برھان الدین یوقف بدایۃ السبق علی یوم الاربعاء

ترجمہ وتشریح (۳) اور کھانا کم کرنے کا (تیسرا) طریقہ یہ ہے کہ (الف) چربی دار اور روغنی کھانا کھاوے (کیونکہ اس سے بہت جلد آسودگی پیدا ہوتی ہے) (ب) اور زیادہ لذیذ اور دل چاہنے والا کھانے کو سب سے آگے کھائے (تاکہ مرغوب اور روغنی ہونے کی وجہ سے جلد ہضم ہوجائے اور زیادہ طاقت بخشے)۔ (ج) اور بھوکے لوگوں کے ساتھ نہ کھائے (کیونکہ اس کے ساتھ موافقت کرکے زیادہ کھا لیگا)۔ ہاں! اگر زیادہ کھانے میں اس کیلئے کوئی غرض صحیح موجود ہو تو اس کیلئے درست اور حلال ہے۔ اور وہ غرض یہ کہ روزہ ونماز اور کوئی مشقت کے اعمال ادا کرنے پر قوت پائے تو جائز ہے (یعنی زیادہ کھاکر کسلمندی اور طبیعت کی پریشانی اور تھکان نہ بڑھے بلکہ قوت بڑھے تو مذکورہ بالا اغراض یا اس کے مثل کیلئے جائز ودرست ہے۔ ورنہ زیادہ کھانے سے اعضا شکنی اور سستی بڑھے گی تو عبادات کی قوت کیسے پیدا ہوگی؟ بلکہ وہ عبادات سے اعراض کرنے کا باعث بنے گا۔ اس لئے اس وقت درست نہ ہوگا۔)

فصل (۶) ابتداء سبق اور اس کی مقدار وترتیب کے بیان میں۔ ہمارے استاذ شیخ الاسلام برہان الدین (مرغینانی صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ تعالیٰ) کی عادت تھی کہ آپ سبق کی ابتدا کو بدھ کے روز پر موقوف رکھتے تھے۔

تحقیق الالفاظ الدسمۃ ای التی لہا دسامۃ دسمن ویقدم بالنصب عطف علی ان یاکل الالطف الذی لہ زیادۃ لطافۃ والاشھی ای الذی ہو اشد اشتہاء من سائر الاطعمۃ ولا یاکل بالنصب عطف علی ماقبلہ الجیعان جمع جائع الا اذا کان لہ غرض صحیح استثناء منقطع من قولہ والاکل فوق الشبع ضرر محض تقدیرہ والاکل فوق الشبع ضرر لکن اذا کان لہ غرض صحیح بان یتقوی ای یجد ویحصل القوۃ بہ ای بالاکل فوق الشبع والاعمال الشاقۃ کالسفر ونحوہ فلہ ذلک جواب اذا ای فلہ الاکل ذلک ای الاکل فوق الشبع لان تقویتہ للعبادات کانت سببًا لارتفاع حرمتہ فبھذا الغرض الصحیح حل لہ ذلک والا لا فی بدایۃ السبق ای فی بیان ابتداء اخذ السبق من الاستاذ وقدرہ ای مقدار السبق وترتیبہ ای ترتیب السبق یوقف ای کان عادتہ ان یوقف بدایۃ السبق ای فی یوم

وكان يروى فى ذلك حديثا فيستدل به ويقول قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ما من شئ بدئ فى يوم الاربعاء الا وقد تم وهكذا كان يفعل ابو حنيفة وكان يروى هذا الحديث عن استاذه الشيخ الامام الاجل قوام الدين احمد بن عبد الرشيد وسمعت ممن اثق به ان الشيخ ابا يوسف الهمدانى كان يوقف كل عمل من اعمال الخير على يوم الاربعاء وهذا لان يوم الاربعاء يوم خلق فيه النور وهو يوم نحس فى حق الكفار فيكون مباركًا للمؤمنين ـ

ترجمہ وتشریح اور آپ اس بارے میں ایک حدیث بھی روایت فرماتے تھے۔ پس اس سے استدلال کرتے اور کہتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو چیز بھی بدھ کے روز شروع کیجاتی ہے وہ تمام ہوتی ہے۔ اور ایسا ہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کرتے تھے۔ اور آپ اس حدیث کو اپنے استاد شیخ امام اجل قوام الدین احمد بن عبد الرشید سے روایت فرماتے تھے اور میں نے ان لوگوں سے سنا ہے جن پر میں اعتماد کرسکتا ہوں کہ تحقیق شیخ ابو یوسف ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت تھی کہ آپ اعمال خیر میں سے ہر عمل کو بدھ کے روز پر موقوف رکھتے تھے۔ اور یہ اس وجہ سے ہے کہ بدھ کا دن وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے نور کو پیدا کیا ہے۔ اور وہ کفار کے حق میں نحوست کا دن ہے (کیونکہ روایت کی گئی ہے کہ ان اللہ تعالیٰ ما خسف بقوم من الکفار ولا مسخ قومًا منهم الا لآخر یوم الاربعاء من کل شهر یعنی اللہ تعالیٰ نے کفار میں سے جس قوم کو بھی زمین میں دھنس دیا۔ یا ان کی جس قوم کی بھی صورت مسخ کردی تو ہر ماہ کے بدھ کے آخر حصہ میں کیا ہے ۱۲ ش) پس وہ دن مومنوں کے لئے مبارک دن ہوگا۔

تحقیق الالفاظ وكان اى الاستاذ فى ذلك اى فى ابتداء السبق يوم الاربعاء بدئ على صيغة المجهول الا وقد تم الواو فى وقد تم للحال من شئ وهو موصوف تقديره من شئ بدئ يوم الاربعاء فى حال من الاحوال الا حال تحقيق تماميته ـ وكان يروى هذا الحديث اى المذكور آنفا اثق اى اعتمد كان يوقف اى يجعل موقوفا وهذا اى التوقف ثابت خلق فيه النور فاليوم الذى خلق فيه النور مبارك ايضا يتفاول به ازدياد نور العالم وان كان الحق ان الايام كلها تستوى عند الله تعالىٰ الا ان التفاول بالشئ ثابت عند الشرع بل من النبى صلى الله تعالىٰ وعلىٰ آله وسلم فى عدة امور لكن التشاؤم ببعض الايام او الساعات ليس من الدين فى شئ للمؤمن يوم نحس اى غير مبارك فى حق الكفار لانه روى ان الله تعالىٰ ما خسف بقوم من الكفار ولا مسخ قومًا منهم الا لآخر يوم الاربعاء من كل شهر كذا فى الشرح والله اعلم بالصدق والصواب ـ

وما قدر السبق فی الابتداء فقد کان ابوحنیفة یحکی عن الشیخ القاضی الامام عمر بن ابی بکر الزرنجی انه قال قال مشائخنا ینبغی ان یکون قدر السبق للمبتدئ قدر ما یمکن ضبطه بالاعادة مرتین و یزید کل یوم کلمة حتی انه وان طال وکثر یمکن ضبطه بالاعادة مرتین ویزید بالرفق والتدریج فاما اذا طال السبق فی الابتداء واحتاج المتعلم الی اعادة عشر مرات فهو فی الانتهاء ایضا یکون کذلک لانه یعتاد ذلک ولا یترک تلک العادة الا بجهد کثیر وقیل السبق حرف والتکرار الف وینبغی ان یبتدئ بشئ یکون اقرب الی فهمه۔

ترجمہ وتشریح

مقدار سبق :۔ ابتداء میں مقدار سبق کے متعلق یہ بات (مروی) ہے کہ البتہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ شیخ قاضی عمر بن ابوبکر زرنجیؒ سے حکایت بیان کرتے تھے انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا سبق کی مقدار مبتدی کیلئے اتنی ہونی چاہیے کہ جس کو دو مرتبہ دُھرا کر یاد کرسکے اور ہر روز ایک ایک کلمہ بڑھاتے رہیں یہانتک کہ اگر سبق طویل اور زیادہ بھی ہو جائے پھر بھی دو مرتبہ دُھرا کر یاد کرلے سکے۔ اور رفق و تدریج کے ساتھ (یعنی آہستہ آہستہ) سبق بڑھاتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ اگر ابتداء میں سبق طویل ہوجائے اور طالب علم اس کو یاد اور ازبر کرنے کے لئے مثلاً دس مرتبہ دُھرانے کی طرف محتاج ہوگا تو وہ انتہاء میں بھی ایسا ہی دس مرتبہ دُھرانے کی طرف محتاج ہوگا۔ کیونکہ یہ اس کی عادت بن جائے گی اور یہ عادت جہد کثیر اور سخت محنت کے بغیر ہرگز نہ چھوٹے گی۔ اور کہا گیا ہے کہ سبق ایک حرف ہے (یعنی بہت کم پڑھو) اور تکرار ایک الف ہے (یعنی ہزار بار اور بکثرت چاہیے)

ترتیب سبق :۔ اور چاہئے کہ ایسی چیز کے ساتھ ابتداء کرے جو اس کے سمجھنے کی طرف زیادہ قریب ہو

تحقیق الالفاظ: واما قدر السبق ای مقداره فی الابتداء ای فی ابتداء التعلم قوله واما قدر الخ مبتدا، خبره ما فهم من هذه الحکایة ضبط ای حفظ وتعلم بالاعادة ای باعادة السبق وتکراره وذلک لایاتی فی السبق الطویل والکثیر وان طال وکثر ای السبق وکلمة ان للوصل بالرفق والتدریج لا دفعة لیسهل تعلمه وحفظه فهو ای المتعلم فی الانتهاء ایضا کما فی الابتداء یکون ذلک ای یحتاج الی الاعادة الکثیرة۔ السبق حرف وهذا کنایة عن القلة غایة القلة والتکرار الف وهذا کنایة عن الکثرة نهایة الکثرة فعلم من هذا ان اللازم للمتعلم الاعادة والتکریر دون التکثیر ان یبتدئ بالشئ من العلوم یکون اقرب الی فهمه ویسهل تعلمه وحفظه من غیر تعب ومشقة۔

وكان الشيخ الامام الاستاذ شرف الدين العقيلي يقول الصواب عندي في هذا ما فعله مشائخنا فانهم كانوا يختارون للمبتدئ صغارات المبسوطة لانه اقرب الى الفهم والضبط وابعد من الملالة واكثر وقوعا وينبغي ان يعلق السبق بعد الضبط والاعادة كثيرا فانه نافع جدا ولا يكتب المتعلم شيئا لا يفهمه فانه يورث كلالة الطبع ويذهب الفطنة ويضيع اوقاته وينبغي ان يجتهد في الفهم من الاستاذ او بالتامل والتفكر وكثرة التكرار فانه اذا قل السبق وكثر التكرار والتامل يدرك ويفهم

ترجمہ وتشریح اور شیخ امام استاد شرف الدین العقیلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اس بارے میں میرے نزدیک وہی صواب اور درست ہے جو ہمارے مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کیا۔ کیونکہ وہ حضرات مبتدی طالب العلم کیلئے مبسوط اور مفصّل طور پر مسائل بیان کئے ہوئے کتابوں میں سے اخذ اور انتخاب کئے ہوئے چھوٹے چھوٹے رسائل و مضامین کا حصہ اختیار فرماتے تھے کیونکہ وہ طویل کی بہ نسبت سمجھنے اور ضبط کرنے کے زیادہ قریب ہیں۔ اور مبسوط ہونے پر کثرت مسائل کی وجہ سے پریشانی طبع وعدم فہم سے زیادہ دور ہے۔ اور اس کے مسائل لوگوں کے اندر زیادہ واقع ہونے والے ہیں۔ اور چاہئے کہ سبق خوب ضبط اور اعادہ کرنے کے بعد لکھ لیا کرے کیونکہ یہ یقیناً بہت مفید ہے۔ اور متعلم ایسی چیز کو نہ لکھے جس کو وہ نہیں سمجھتا ہے۔ کیونکہ وہ پریشانی طبع و زوال ذکاوت ذہن اور تضیع اوقات کا باعث ہے بلکہ ضروری ہے کہ استاد سے سبق سمجھ لینے کی کوشش کرے۔ (یعنی استاد کے سبق پڑھاتے وقت مطلب سمجھنے کی کوشش کرے۔) (باقی برصفحہ آئندہ)

تحقیق الالفاظ كان يقول اي عادته ان يقول في هذا اي في تعيين السبق الذي ابتدئ اول مرة وفي ترتيبه قوله الصواب عندي مبتدا خبره ما فعله صغارات المبسوطة اي الكتب الصغيرة الحجم والقطعة الماخوذة والمنتخبة من المبسوطة لانه اي اختيارها اقرب الى الفهم من المطولات وابعد من الملالة بكثرة مسائلها واكثر وقوعا اي مسائلها بين الناس ان يعلق اي المتعلم والتعليق عبارة عن الكتابة يعني كانوا في الزمان الاول يحفظون السبق من الاستاذ ثم يكتبون ويسمونه تعليقا فانه اي التعليق جدا اي قطعا لا يفهمه صفة شيئا يورث اي يعطي كلالة الطبع اي اعياء الطبع الفطنة اي الذكاء ويضيع اوقاته لانه يسعى بلا فائدة فيه فيكون عبثا ويضيع الاوقات من الاستاذ متعلق بالفهم او بالتامل اي فيما قاله الاستاذ بعد حفظ السبق وسمعه منه فانه اي الشان يدرك ويفهم بصيغة المجهول اي السبق

قیل حفظ حرفین خیر من سماع وقرین وفہم حرفین خیر من حفظ وقرین واذا تہاون فی الفہم ولم یجتہد مرۃ اومرتین یعتاد ذلک فلا یفہم الکلام الیسیر فینبغی ان یجتہد ویدعو اللہ تعالیٰ و یتضرع الیہ فانہ یجیب من دعاہ ولا یخیب من رجاہ۔ انشدنا الشیخ الامام الاجل قوام الدین حماد بن ابراھیم بن اسمعیل الصفار املاءً للقاضی الخلیل بن احمد السجزری۔

ترجمہ وتشریح (بقیہ صفحہ گذشتہ) ورنہ (پھر اُستاد سے سبق اچھی طرح سنکر ان کے پڑھائے ہوئے میں) سوچ وچار اور کثرتِ تکرار سے اس کو سمجھ لینے کی کوشش کرے۔ کیونکہ جب سبق کم ہوگا اور تکرار وفکر وتامل زیادہ ہوگا تو سبق کے مطالب کو پاسکتا ہے اور اس کا معنی سمجھ لے سکتا ہے (متعلقہ صفحہ ھٰذا) کہا گیا ہے کہ یاد کرلینا دو حرف کا بہتر ہے دو لوجھ (کتابوں کے مضامین) سننے سے اور سمجھ لینا دو حرف کا بہتر ہے دو بوجھ (کتابوں کے مضامین) یاد کرلینے سے۔ اور جب سمجھ لینے میں بے پروائی اور سستی کرنے لگتا ہے اور ایک دو دفعہ بھی سبق یاد کرلینے اور سمجھ لینے کیلئے کوشش نہیں کرتا ہے تو یہ اس کی عادت بنجاتی ہے۔ تو اس کی طبیعت میں یہ عادت بیٹھ جانے کی وجہ سے وہ کبھی تھوڑے اور معمولی وآسان کلام کو بھی نہیں سمجھ سکیگا پس چاہئے کہ سمجھ لینے میں سستی نہ کرے بلکہ خوب کوشش کرے اور اللہ تعالیٰ سے (سمجھ عطا کرنے کی) دعا اور گریہ وزاری کرے۔ بیشک اللہ تعالیٰ دعا کرنیوالے کی دعا قبول فرماتے ہیں (قرآن مجید میں ہے اُدعونی استجب لکم یعنی تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا) اور اللہ تعالیٰ سے جو شخص امید باندھے اس کو محروم اور ناامید نہیں فرماتے ہیں۔
شیخ امام اجل قوام الدین حماد بن ابراہیم بن اسمعیل صفار (انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ) نے ہمکو قاضی خلیل بن احمد سجزری (یا سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ) کے یہ اشعار پڑھ کر سنائے۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے)

تحقیق الالفاظ حرفین ای کلمتین وقرین بکسر الواو وسکون القاف الحمل ای حفظ کلمتین خیر من سماع حملین من مضامین الکتب من غیر حفظ وقرین فعلم الفرق بین السماع والحفظ والفہم فرتقا بینا ای ینبغی الفہم بعد الحفظ والحفظ بعد السماع تہاون ای تکاسل ولم یجتہد بیان للتکاسل ذلک ای عدم الفہم الکلام الیسیر فہو دراکہ لاعتیاد الطبیعۃ بعدم الفہم فانہ ای اللہ تعالیٰ یجیب من دعاہ لانہ قال فی محکم کتابہ ادعونی استجب لکم ولا یخیب ای لایجعل مایوسًا من رجاہ ای من رجاہ رحمتہ وعفوہ انشدنا ای قرأ علینا الصفار الانصاری رحمہ اللہ تعالیٰ املاء ای شعراً السجزری وفی بعض النسخ السرخسی ۱۲۔

اخدم العلم خدمة المستفيد	وادم درسه بفعل حميد
واذا ما حفظت شيئا اعده	ثم اكده غاية التاكيد
ثم علقه كي تعود اليه	والى درسه على التابيد
فاذا ما امنت منه فواتا	فانتدب بعده لشئ جديد

ترجمہ وتشریح علم کی خدمت کر یعنی حصول علم میں مداومت اور محنت کر مانند فائدہ حاصل کرنے والے کے اور اس کے مزہ چکھنے والے کے اور ہمیشگی کر اس کی درس میں فعل محمود کے ساتھ یعنی حفظ اور تکرار کر کے، اور جبکہ کچھ حفظ کر لیا تب اس کو اعادہ کر اور دُہرا کر پڑھ۔ پھر اس کو مؤکد اور مضبوط کر انتہا درجہ کی تاکید کے ساتھ پھر اس کو لکھ لے تو۔ تاکہ تو اس کی طرف دوبارہ لوٹ کر حاصل کر سکے اور اس کو پڑھ سکے ہمیشہ پس جب تو اس کی فوت ہونے سے مامون ہو جائے پس دوڑ اس کے بعد نئی چیز علم کی حاصل کرنے کیلئے۔ **شعر**

کرو خدمتِ علم جو ہو مفید[ع] ؛ کہ مانند ہو خدمت مستفید[ع]
دوامی کرو درس پر تم سعید! ؛ پڑھو تم ہمیشہ بفعلِ حمید[ع]
کیا حفظ جو اس کو دیکھو جدید ؛ مؤکد کرو تم بنوع عدید
لکھو اس کو پھر تم کہ دیکھو جدید ؛ سبق کہ دیکھا کرو تم ابید[لعه]
جو مامون ہو تم گئے از فوات ؛ تو دوڑ کہ حاصل کرو شئ جدید

تحقیق الالفاظ اخدم العلم ای داوم وجاہد فی تحصیلہ کمجاہدۃ المستفید من العلم الذائق لذتہ وادم من الادامۃ بفعل حمید ای بفعل محمود وہو الحفظ والتکرار واذا ما حفظت الخ کلمۃ ما زائدۃ ای اذا حفظت شیئا من العلوم اعدہ وکررہ ثم اکدہ امر من التاکید ای اکد وقرر ما حفظتہ غایۃ التاکید کیلا یزول عن خاطرک ثم علقہ امر من التعلیق ای اکتبہ کی تعود الیہ ای کی ترجع انت الیہ والی درسہ ای والی قرأتہ علی التابید ای ابدا لان ما حفظتہ کثیرا ما یذہب عن الحفظ فاذا علقتہ تجدہ انت مہما رجعت الیہ وتدرسہ ای تقرأہ کلما اردت قرأتہ ودرسہ۔ فاذا ما امنت منہ فواتا کلمۃ ما زائدۃ وضمیر منہ یرجع الی الشئ وفواتا نصب علی التمیز ای اذا امنت من فوات ما حفظتہ فانتدب بعدہ ای سارع بعد ذلک الشئ المامون من فواتہ یقال انتدب اللہ لمن خرج فی سبیلہ ای سارع بثوابہ کذا فی القاموس لشئ جدید ای لتحصیل شئ جدید

حل لغات عہ مفید بمعنی فائدہ دینے والا اور مستفید فائدہ حاصل کرنے والا یعنی علم جو فائدہ ہو اسکی خدمت ایسی کرو جس طرح اس سے فائدہ حاصل کرنیوالا خوب محنت وجانفشانی کے ساتھ کرتا ہے۔ عہ سعید بمعنی نیک بخت اور بفعل حمید قابل تعریف اور لائق ستائش فعل کے ساتھ یعنی اے نیک بخت! ہمیشہ سبق پڑھتے رہو اور اس کو خوب قابل تعریف اور لائق ستائش فعل یعنی کوشش ومحنت سے پڑھتے رہو۔ عہ جدید بمعنی نیا یعنی دوبارہ اور مؤکد بمعنی تاکید کی ہوئی یعنی بار بار۔ بنوع عدید بمعنی متعدد طریقے اور مختلف قسم کے ساتھ یعنی جب سبق کو حفظ اور یاد کر لیا تو دوبارہ دیکھو۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

مع تکرار ما تقدم منہا	واقتناء لشأن ھذا المزید
ذاکر الناس بالعلوم لتحیا	لا تکن من اولی النھی ببعید
ان کتمت العلوم انسیت حتی	لا تُری غیر جاھل و بلید

ترجمہ و تشریح ساتھ ہی اس کے مقدم علم کی تکرار کرکے اور اس مزید علم کے شان کی اہتمام اور اکتساب کے ساتھ لوگوں سے علوم کے ساتھ تذکرہ کرو تاکہ وہ علوم زندہ اور تازہ رہیں اور تو بھی ان علوم کے ساتھ زندہ رہے۔ عقل والے بزرگوں سے دور دور نہ رہ کیونکہ ان کی صحبت تجھکو دنیا و آخرت میں فائدہ پہنچائے گی۔ اگر تو علوم کو لوگوں سے چھپائیگا تو ان کو نہ بتائیگا تو ان علوم کو بھول جائے گا یہانتک کہ تجھ کو لوگ نہ گمان کریگا سوائے جاہل یا اور بلید یعنی بیوقوف کے کچھ۔

شعر

مقدم کا تکرار کرکے جدید	کرو کوششیں تم بشانِ مزید
بیاں تم کرو مردموں سے علوم	رہو نہ کبھی از لبیال بعید
چھپاؤ کبھی جو تو بھولو علوم	گماں تم کو کرلیں کہ جاہل بلید

تحقیق الالفاظ مع تکرار الخ ای مع تکرار المسئلۃ التی تقدمت منہا ای من الشیٔ الجدید واقتناء ای اکتساب بالجر عطف علی تکرار ما تقدم لشان ھذا المزید ای الذی اسرعت الی تحصیلہ وفی نسخۃ اعتناء بشان ھذا المزید ای اہتماما وسعیا بشان ھذا المزید بالعلوم ای بتعلیمہم ایاہا لتحیا ای لتکون انت حیا بالحیاۃ الابدیۃ لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم من صار بالعلم حیا لم یمت ابدا وفی بعض النسخ لتحمی من الحمایۃ ای لتکون انت محمیا من العذاب والعقاب ببرکۃ تعلیمک لا تکن من اولی النھی ببعید النھی جمع نہیۃ وھی العقل ای لا تکن من ذوی العقول ببعید لان صحبتہم تفیدک منافع الدنیا والآخرۃ ان کتمت الخ یعنی ان کتمت العلوم ومنعت عن الطالبین جزیت بالنسیان حتی لا تری بصیغۃ المجہول غیر جاہل وبلید ای لا تظن انت غیر جاہل وبلید یعنی نسیانک بالعلم یصل الی مرتبۃ لا یظن الرائی ایاک الا انک جاہل او بلید لا غیرہ وبہذا القدر لا یکتفی بل تعذب انت بالعذاب الشدید فی الآخرۃ کما یشیر الیہ قولہ ثم الجمت۔

حل لغات (بقیہ گذشتہ صفحہ) تاکید کے ساتھ بار بار دیکھتے رہو۔ مختلف طریقے سے دیکھا کرو ۱۲ للعہ ابدیمعنی ہمیشہ یعنی یاد کرلینے کے بعد پھر اس کو لکھ لو تاکہ اس کو دوبارہ دیکھ سکو۔ اور تاکہ سبق کو ہمیشہ دیکھا کرو ۱۲ ص فوات بمعنی فوت ہونا۔ شیٔ جدید بمعنی نئی چیز یعنی جب سبق کو خوب یاد کرلینے کی وجہ سے اس کے فوت ہونے سے تم مامون اور مطمئن ہوگئے تو نئی چیز یعنی نیا سبق حاصل کرنے کیلئے دوڑو اور کوشش کرو ۱۲ (متعلقہ صفحہ ھذا) عہ یعنی اگلے سبق کا جدید اور دوبارہ تکرار کرتا ہوا نئے سبق حاصل اور کسب کرنے میں یعنی بشان مزید خوب زیادتی کے ساتھ کوشش اور محنت کرو ۱۲ عسہ یعنی آدمیوں سے علوم کو بیان کرتے رہو اور ان کو تعلیم کرتے رہو، بتلاتے رہو۔ اور عقلمندوں سے کبھی دور مت رہو ۱۲ منہ۔ بسہ بلید بمعنی بیوقوف یعنی لوگوں سے اگر کبھی علوم چھپاؤگے تو تم علوم بھول جاؤگے اس وقت تم کو لوگ جاہل اور بیوقوف سمجھنے لگیں گے ۱۲

ثم لُجمتَ یوم القیامۃ نارًا | وتلھّبتَ فی العذاب الشدید

ترجمہ وتشریح پھر لگام دیا جائے گا تیرے منہ میں قیامت کے دن آگ کا اور (اس پر بس نہیں) جلے گا تو سخت عذاب میں ۔ شعر

لگام اِک لگے تم کو یوم القیام ؎ جہنم میں ہو در عذابِ شدید ؏

تحقیق الالفاظ ثم الجمت علی صیغۃ الخطاب المبنیۃ للمفعول نارًا ای بلجام من نار جہنم وتلھبت ای تلھب ایضا سائر جسدک بالعذاب الشدید کما تدل علیہ الاحادیث التی ذکرتھا فی حاشیۃ شرح الہندی فلینظر ولیطلع ثمتا

حلّ لغات ؏ یعنی اس پر تم کو قیامت کے دن آگ کی لگام منہ میں لگادی جائے گی اور جہنّم میں تم سخت عذاب میں مبتلا ہوگے۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا من علم علمًا فکتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من نار یعنی جس نے کسی علم کو سیکھا پھر اس کو لوگوں سے چھپا رکھا اور اس کو بیان نہ کیا تو قیامت کے دن اس کو جہنم کی آگ کی لگام منہ میں ڈالی جائے گی۔ ہکذا فی الشرح۔ اور حاشیہ میں ہے قال صلے اللہ علیہ وسلم ما آتی اللہ احدا علما الا اخذ علیہ المیثاق الا یکتمہ احدًا۔ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کو بھی اللہ تعالیٰ علم عطا کرتے ہیں تو اس سے ضرور ایک عہد لیتے ہیں کہ وہ کسی سے علم کو نہ چھپائے گا۔ مجمع البحار ص۲۳۳ج۲ میں ہے من سئل عن علم فکتمہ الجمہ اللہ ای یلزم تعلیمہ ویتعین علیہ کمن یرید الاسلام او تعلیم الصلوٰۃ او فتویٰ فی الحل والحرمۃ فالممتنع منہ یستحق جزاء وفاقًا لانہ امسک نفسہ بالسکوت عن العلم فیعاقب بالالجام بالنار واما نوافل العلم فھو مخیر فی تعلیمھا۔ یعنی جو شخص کسی علم کے متعلق سوال کیا گیا تو اس نے جان کر اس کو چھپایا اور اس کو یہ علم نہ بتایا تو اللہ تعالیٰ اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالیگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس قسم کا علم بتانا اس پر ضروری اور لازمی ہو اور اس کام کے لئے صرف وہی شخص متعین اور مقرر ہو دوسرا کوئی وہاں نہ ہو جیسا کہ کوئی شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے یا کہ نماز کے احکام کی تعلیم یا حلال وحرام کے متعلق کوئی فتویٰ معلوم کرنا چاہتا ہے تو اس کو بتانے سے رک جانے والا یعنی نہ بتلانے والا نہایت موافق بدلہ کا مستحق ہوگا۔ کیونکہ اس نے علم بتلانے سے چپ رہنے اور منہ بند رکھنے کے ساتھ اپنے نفس کو روکے رکھا اس لئے آگ کی لگام منہ میں ڈالی جائے گی۔ لیکن نوافل اور زائد چیز کی تعلیم دینے اور بتلانے میں اس شخص کو اختیار ہے چاہے بتلائے چاہے نہ بتلائے (البتہ بتلانے پر ثواب ضرور ملیگا بشرطیکہ کوئی امر شرعی مانع نہ ہو) نیز شرح میں ہے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفائی رحمھم اللہ تعالیٰ قیل ومن خلفائک یا رسول قال الذین یحیون سنتی ویعلمونھا عباد اللہ تعالیٰ یعنی میرے خلیفوں پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے پوچھا اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے خلیفے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جو لوگ میری سنت کو زندہ کرتے ہیں اور اسکو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو سکھلا دیتے ہیں۔ ہکذا فی الاحیاء)۔

ولابد لطالب العلم من المذاكرة والمناظرة والمطارحة فينبغي ان يكون بالانصاف والتأني والتأمل ويتحرز عن الشغب والغضب فان المناظرة والمذاكرة مشاورة والمشاورة انما تكون لاستخراج الصواب وذلك انما يحصل بالتأمل والتأني والانصاف ولا يحصل ذلك بالغضب والشغب فان كانت نيته من المباحثة الزام الخصم وقهره لايحل ذلك وانما يحل ذلك لاظهار الحق والتموية والحيلة لاتجوز فيها الا اذا كان الخصم متعنتا لاطالبا للحق وكان محمد بن يحيى اذا توجه عليه الاشكال ولم يحضره الجواب يقول لها الزمته لازم وانا فيه ناظر وفوق كل ذي علم عليم

ترجمہ وتشریح **مناظرہ ومباحثہ علمی:** اور طالب علم کیلئے مذاکرہ ومناظرہ اور مباحثہ ومقابلہ علمی ضروری ہے بس چاہئے کہ انصاف ودیرنگی اور غور وفکر کے ساتھ اس کو انجام دے۔ اور غصہ وشور وشغب سے پرہیز کرے کیونکہ مذاکرہ ومناظرہ علمی مشاورت ہے۔ اور مشاورت صواب درستی حاصل کرنے کیلئے ہوتی ہے۔ اور وہ فکر وتامل اور دیرنگی وانصاف سے حاصل ہوتی ہے۔ غصہ اور شور وشغب کرنے سے حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔ اور اگر مباحثہ سے اس کو الزام خصم اور مقابل کو مغلوب کرنے کی نیت ہے تو مباحثہ حلال نہ ہوگا۔ مباحثہ تو صرف اظہار حق کے لئے حلال ہوتا ہے اس لئے مناظرہ میں فریب دہی اور حیلہ وبہانہ جائز نہ ہوگا۔ ہاں! اگر مقابل ہٹ دھرم ومتعنت ہو اور طالب حق نہ ہو اس وقت وہ سب جائز ہوں گے۔ حضرت محمد بن یحییٰؒ کی عادت تھی کہ آپ اپنے مقابل پر جب کبھی کوئی اشکال وارد کرتے اور مقابل شخص کو اس کا جواب حاضر نہ ہوتا تو اس وقت آپ مقابل کیلئے فرماتے تھے کہ اس کو میں نے جو الزام دیا ہے وہ لازم اور وارد ہے۔ اور میں (بھی) اس اشکال والزام میں غور وفکر کروں گا۔ حق بات یہ ہے کہ ہر جاننے والے کے اوپر ایک بڑا جاننے والا ہے (یعنی آپ خواہ مخواہ ہٹ دھرمی وضد کرکے اپنی بات پر اڑے نہ رہتے بلکہ انصاف سے کام لیتے تھے اور حق بات کو ظاہر کردیتے تھے کہ ہوسکتا ہے تمہاری سمجھ میں وہ بات آئے جو میری سمجھ میں نہ آئے۔)

تحقیق الالفاظ والمناظرة ای المباحثة والمطارحة من طرح احدهما کلام الآخر ان یکون ای کل منهما یعنی من الخصمین بالانصاف الخ لان اضداد هذه الاشیاء مذمومة ومستهجنة الشغب بفتح الشین المعجمة وسکون الغین المعجمة وتحریکها ای تهییج الشر وتحریکه وذلک ای استخراج الصواب لاجل ذلک ای ما ذکر من المباحثة والمطارحة لاظهار الحق ای الصواب والتموية ای التلبیس فیها ای فی المناظرة متعنتا ای طالبا لزلة صاحبه لا طالبا للحق فحینئذ تجوز الزمته ای من السوال لازم ای وارد وانا فیه ای فی الاشکال الذی اورده ناظر ای متامل علیم ای رفیع درجة منه ۔ ۱۲

وفائدة المطارحة والمناظرة اقوى من فائدة مجرد التكرار لان فيه تكرارًا وزيادة وقيل مطارحة ساعة خير من تكرار شهر لكن اذا كان مع منصف سليم الطبع واياك والمذاكرة مع متعنت غير مستقيم الطبع فان الطبيعة مسرقة والاخلاق متعدية والمجاورة مؤثرة وفى الشعر الذى ذكره خليل بن احمد فوائد كثيرة۔

(قيل) العلم من شرطه لمن خدمه ان يجعل الناس كلهم خدمه

ترجمہ وتشریح | **مقابلہ ومناظرہ کا فائدہ** :- اور مقابلہ ومناظرہ کا فائدہ محض تکرار کے فائدہ سے زیادہ قوی ہے، کیونکہ مقابلہ ومناظرہ میں تکرار بھی ہے اور علم کی زیادتی بھی (کیونکہ مناظرہ ومباحثہ کے سبب سے وہ معانی دقیقہ وغامضہ منکشف ہوتے ہیں۔ جو بغیر اس کے منکشف نہیں ہوتے،) کسی کا مقولہ ہے کہ ایک لمحہ کا مقابلہ ومباحثہ ایک ماہ کے تکرار سے بہتر ہے لیکن یہ جبکہ انصاف والا مزاج اور سالم طبیعت والا مناظر کے ساتھ ہو۔ ہٹ دھرم ومفسد اور نادرست طبیعت والے مناظر کے ساتھ آپس میں علم کا تذکرہ (مذاکرہ علمی) ومناظرہ کرنے سے بہت پرہیز کرو۔ کیونکہ طبیعت (مقابل کے اخلاق ذمیمہ یعنی بری خصلتوں کو تھوڑا تھوڑا) چوری کرنے والی ہے۔ اور خصلتیں (دوسرے کی طرف) متعدی اور متجاوز (تجاوز کرنیوالی) ہیں۔ اور مجاورت ومقارنت (ملنا جلنا) مؤثر (اثر کرنے والی) ہے۔ (پس ہل جل کرنے سے مقابل کے اخلاق وآثار اس میں ظاہر ومتجاوز ہو کر آئینگے)۔ قاضی خلیل بن احمد کے مذکورہ (بالا) اشعار میں (جو ابھی تھوڑی دیر پہلے گزرے) بہت سے فوائد موجود ہیں۔ (اس لئے اس کو حرز جان بنانا چاہیے) اور بعضوں نے کہا ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے) علم کی شرط اور فائدہ یہ ہے کہ جس نے اس کی خدمت کی یعنی اسکو حاصل کیا اور اس میں محنت کی کہ وہ تمام لوگوں کو اپنا خادم بنالیگا

شعر۔ جو خادم بنے علم کا یہ نتیجہ ؎ کہ مردم بنے اس کا خادم ہمیشہ

(کہا گیا ہے سید القوم خادمهم یعنی قوم کا خادم سردار اور مخدوم ہوا کرتا ہے۔)

تحقیق الالفاظ | لان فيه اى فى ان تطارح رجلا تكرار لما علمته وزيادة اى وزيادة مالم تعلم لانه يتسبب المناظرة ينكشف من المعانى الدقيقة الغامضة ما لا ينكشف بدونها لكن اذا كانت المناظرة مع منصف اى ذى انصاف سليم الطبع عن الاعوجاج واياك نصب على التحذير والمذاكرة اى اتق المذاكرة مع متعنت اى طالب لزلة الخصم مسرقة من السرقة اى سارقة اخلاق صاحبه شيئا فشيئا الاخلاق اى الاوصاف (باقی بر صفحہ آئندہ)

وينبغي لطالب العلم ان يكون متاملاً في جميع الاوقات في دقائق العلوم ويعتاد ذلك فانما يدرك الدقائق بالتامل ولهذا قيل تامل تدرك ولابد من التامل قبل الكلام حتى يكون صوابا فان الكلام كالسهم فلابد من تقويمه بالتامل قبل الكلام حتى يكون مصيبا وقال في اصول الفقه هذا اصل كبير وهو ان يكون كلام الفقيه المناظر بالتامل قيل رأس العقل ان يكون الكلام بالتثبت والتامل۔

ترجمہ وتشریح اور طالب علم کو چاہئے کہ تمام اوقات دقائق علوم میں فکر وتامل کرتا رہے۔ اور اسی کی عادت ڈالے کیونکہ تامل وغور سے دقائق (یعنی باریک باتیں) معلوم ہوجاتی ہیں۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے تامل کر علوم کو حاصل کریگا۔ اور بات کرنے سے پہلے سوچ لینا ضروری ہے (کہ مجھ کو کیا کہنا چاہیے؟ اور کس طرح کہنا چاہیے؟ اور وہ اس وقت مناسب بھی ہے یا نہیں؟) تاکہ کلام درست اور باموقع نکلے۔ کیونکہ کلام مانند تیر کے ہے (یعنی تیر جبتک قبضہ میں ہے درست کر لینے کا موقع ہے) پس اس کو بات کرنے سے پہلے تامل کرکے درست اور راست کر لینا چاہیے تاکہ بات میں درست گو اور مصیب ہوسکے۔ اصول فقہ میں (صاحب اصول فقہ نے) بیان کیا ہے کہ یہ ایک بڑا اصل ہے کہ فقیہ مناظر کا کلام تامل کے ساتھ ہو۔ کہا بعضوں نے کہ عقل کا اصل وجڑ یہ ہے کہ کلام دیرتگی اور تامل کے ساتھ ہو۔

تحقیق الالفاظ (بقیہ صفحہ گذشتہ) متعدیۃ ای متجاوزۃ الی الغیر المجاورۃ ای المقاربۃ والمقارنۃ موثرۃ فیتاثر الرجل بالمقارنۃ فیظہر فیہ من الآثار والاوصاف ما کان مخصوصا بصاحبہ وفی الشعر الذی الخ وہو الشعر الذی مر ذکرہ آنفا وہو ما اولہ اخدم العلم خدمۃ المستفید الخ لمن خدمہ خدم فعل ماض من الخدمۃ والہاء ضمیر مفعول کلہم خدمہ خدمۃ۔ جمع خادم کفجرۃ جمع فاجر وکفرۃ جمع کافر وطلبۃ جمع طالب والمعنی من شرط العلم ان یجعل الناس کلہم خادمین لمن خدمہ کما یشیر الیہ الخبر المشہور من خدم خدم۔ وایضا سید القوم خادمہم
(متعلقہ صفحہ ھذا) ویعتاد ذلک ای التامل فی دقائق العلوم تامل تدرک تامل امر وتدرک مجزوم علی انہ جواب یعنی ان تاملت فی شئ تدرکہ لا محالۃ تقویمہ ای جعلہ مستقیما وتسدیدہ وتصویبہ نحو۔۔ الہدف حتی یکون ای نفہم الکلام مصیبا ای الی المقصود فکما ان سہم القوس اذا کان معوجا لم یصل الی المقصود کذلک سہم الکلام اذا کان فیہ اعوجاج بان کان غیر مقصود کہ لم یصل بال المراد قال ای صاحب اصول الفقہ بالتثبت ای بالتانی والوقار۔

قال قائل۔ اوصیك فی نظم الکلام بخمسۃ ؛ ان کنت للموصی الشفیق مطیعا
لاتغفلن سبب الکلام ووقتہ ؛ والکیف والکم المکان جمیعا
ویکون مستفیدا فی جمیع الاوقات والاحوال من جمیع الاشخاص
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الحکمۃ ضالۃ المؤمن
اینما وجدھا اخذھا وقیل خذ ما صفا ودع ما کدر۔

ترجمہ وتشریح کسی شاعر نے کہا (جس کا ترجمہ یہ ہے) وصیت کرتا ہوں میں تجھ کو نظم کلام میں پانچ چیزوں کی اگر ہو تو مشفق موصی (وصیت کرنے والے کا) فرمانبردار اور حکم ماننے والا (تب سن لے) کہ (۱) سبب کلام سے غافل اور بے خبر نہ رہے تو یعنی کس لئے تو بات کرتا ہے؟ (۲) اور اس کے وقت سے۔ (۳) اور اس کی کیفیت اور حالت سے۔ (۴) اور اسکی کم یعنی مقدار سے۔ (۵) اور اس کے مکان سے یعنی ان سب سے۔ **شعر**

وصیت کروں میں تجھے پانچ چیز ؛ جو موصیؑ و مشفقؑ کا ہو تم مطیعؑ
نہ غافلؑ ہو وقتؑ و سببؑ مدام ؛ سخن کے مکاںؑ، کیفؑ و کمؑ سے جمیع

اور تمام اشخاص سے استفادہ کرنا چاہئے۔ اور تمام اوقات واحوال میں تمام اشخاص سے استفادۂ علمی کرتے رہنا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکمت یعنی دانائی کی باتیں مومن کی گم شدہ چیزیں ہیں۔ جہاں کہیں اس کو پائے لے لینا چاہئے۔ اور (حدیث میں) کہا گیا ہے کہ جو صاف وخالص ہو اس کو لے لے اور جو گدلا اور خراب ہو اُس کو چھوڑ دے۔

تحقیق الالفاظ قال قائل فی بیان مایتأمل فی الکلام شعرین بخمسۃ اشیاء ان کنت بصیغۃ الخطاب للموصی الشفیق ای للذی اوصاک بخیر واشفقک ... لاتغفلن بالنون الخفیفۃ المؤکدۃ ووقتہ ای لاتغفل عن سبب الکلام ومنشأہ ووقتہ الذی ناسب الکلام فیہ دون غیرہ والکیف ای وصف الکلام وطریقۃ القائہ من خفض الصوت ورفعہ ومن ہزلہ ولطف اوشدۃ اوعنف والکم ای مقدارہ من ایجاز و اسہاب حسب مقتضی الحال المکان ای والمکان الذی ناسب الکلام فیہ جمیعا ای تغفلن کلاً من ہذہ الخمسۃ من جمیع الاشخاص من غیر نظر الی کونہ وضیعا وشریفا صغیرا وکبیرا ذکرا وانثی الا ان یکون فاسقا (باقی برصفحۂ آئندہ)

حل لغات ؏ وصیت کرنیوالا ۱۲ ؏ مہربان ۱۲ ؏ فرمانبردار اور اطاعت کرنیوالا ۱۲ ؏ مدام بمعنی ہمیشہ کیف بمعنی حالت وکیفیت اور طریقۂ ادائے کلام یعنی پست آواز وبلند آواز وغیرہ۔ کم بمعنی مقدار یعنی مختصر وطویل وغیرہ یعنی ہمیشہ کلام کا وقت، سبب، مکان، کیفیت اور مقدار سے غافل اور بے خبر نہ رہنا چاہئے۔ جمیع بمعنی سب ۱۲ منہ

وسمعت الشيخ الامام الاجل الاستاذ فخر الدين الكاشاني يقول كانت جارية ابي يوسف رحمه الله تعالى امانة عند محمد فقال لها هل تحفظين في هذا الوقت من ابي يوسف في الفقه شيئا قالت لا الا انه كان يكرر ويقول "سهم الدور ساقط" فحفظ ذلك منها وكانت مشكلة على محمد فارتفع اشكاله بهذه الكلمة فعلم ان الاستفادة ممكنة من كل احد۔

ترجمہ وتشریح | **مسئلہ سہم دور ساقط ہے:** ماور شیخ امام اجل استاد فخر الدین کاشانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہتے سنا ہوں کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک باندی امانت میں تھی۔ پس ایک دن امام محمدؒ نے باندی سے دریافت فرمایا کہ تم کو فقہ کے مسائل میں اس وقت امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی یاد پڑتا ہے یا نہیں؟ اس نے کہا اس ایک بات کے علاوہ اور کچھ بھی یاد نہیں ہے کہ امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ تکرار علمی کرتے تھے اور کہتے تھے "سہم دور ساقط ہے" پس امام محمدؒ نے اس کو باندی کے کلام سے یاد کرلیا حالانکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ پر وہ مسئلہ بہت مشکل معلوم ہوتا تھا۔ پس باندی کی اس بات سے وہ اشکال رفع ہوگیا۔ (اس قسم کی ایک حکایت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی نقل کیجاتی ہے۔ کہ آپ ہر سال حج خانہ کعبہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے پچپن حج کیا اور آپ کے اصحاب وتلامذہ ہر سال آپ کا استقبال کرتے تھے۔ پس ایک سال آپ حج کرنے گئے۔ اسی زمانہ میں کوفہ کے اندر بھی دَور کے مسئلہ کا ایک اشکال پیش آیا اور سائل تمام لوگوں پر اس دَور کے مسئلہ کو لیکر (باقی برصفحہ آئندہ)

تحقیق الالفاظ | (بقیہ صفحہ گذشتہ) ومبتدعا فلا يستفاد منه لما فصلته في شرح الهدى فليطالع ثمه- صفاء الكوس اي القطرة ما صفا منها استفدته دع اي اترك ماكدر اي ما كان مكدرا اي مشوبا بالضعف والفساد

(متعلقة صفحة هذا) هل تحفظين اي انت من ابي يوسف اي من كلامه في الفقه شيئا اي مسئلة من مسائل الفقه قالت لا اي لا احفظ الا انه اي ابا يوسف كان يكرر اي عادته المستمرة ان يكرر العلم فحفظ اي محمد ذلك منها اي من الجارية وكانت اي والحال ان تلك المسئلة كانت بهذه الكلمة اي المستفادة من الجارية اي سهم الدور ساقط يعني ان سهم الدائر يسقط ولا يحتسب وهو قاعص بمسالة فقهية مشهورة صعبة في الميراث قد فصلتها وشرحتها تشريحا تاما في شرح الهدى مع الفوائد والزوائد فليطالع ثمه۔

(متعلقہ صفحہ گذشتہ) دَوْرَہ کیا اور مختلف اشخاص نے مختلف جواب دیا لیکن سب نے اس مسئلہ میں خطا کیا پس امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے اصحاب و تلامذہ نے استقبال کے وقت آپ سے اس مسئلہ کا تذکرہ کیا۔ اسی وقت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی فکر و تردد کے فوراً جواب دیا کہ اسقطوا السہم الدائر تصح المسئلۃ یعنی سہم دَوْر کو ساقط کر دو تو مسئلہ کی تصحیح ہو جائے گی۔ (ف) جاننا چاہئے کہ یہ علم فرائض کا ایک مشہور دقیق اور مشکل مسئلہ ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ایک مریض اپنا غلام دوسرے ایک مریض کو ہبہ کر دیا۔ پھر موہوب لہٗ مریض نے واہبِ اول مریض کو وہ غلام دوبارہ ہبہ کر دیا۔ اس کے بعد دونوں مریض اسی مرض سے مر گئے اور ان دونوں کے پاس اس غلام کے علاوہ اور کوئی مال نہیں ہے۔ تو اس وقت ورثہ میں تقسیم کیلئے اس میں اشکال پیدا ہو گیا۔ آپ دیکھو کہ وصیت کی صورت ہوئی اور اس میں دَوْر واقع ہے۔ اس وجہ سے کہ وصیت ثلث مال میں نافذ ہوتی ہے اور جب دو دفعہ وصیت ہوئی تو اس میں دو دفعہ ثلث پایا گیا اور ثلثِ ثلث کا مسئلہ کم سے کم نو۹ سے ہو سکتا ہے۔ پھر فرض کر دکہ نو۹ میں سے تین۳ میں واہب اول کا ہبہ نافذ ہوا تو گویا موہوب لہٗ یعنی واہب ثانی کو نو۹ میں سے صرف تین۳ ملا۔ پھر اس نے جب اپنا حصہ واہبِ اول کو ہبہ کر دیا تو اس تین۳ میں سے ثلث یعنی ایک میں بذریعہ وصیت ہبہ نافذ ہوا۔ اور وہ واہبِ اوّل کو بذریعہ اس ہبہ ثانیہ کے دوبارہ مل گیا۔ تو یہ ایک سہم دَوْر ہے۔ کیونکہ یہ حصہ واہب اوّل سے واہب ثانی کو ملا تھا۔ پھر واہبِ ثانی سے واہب اوّل کو دوبارہ واپس مل گیا ہے۔ اس لئے ہبہ اولیٰ کے ذریعہ جب نو۹ میں سے صرف تین۳ واہبِ ثانی کو ملا۔ باقی چھ۶ واہب اوّل کے پاس رہ گیا اور ہبہ ثانیہ کے ذریعہ تین۳ میں سے ایک واہب ثانی سے واہب اول کے پاس چلا گیا۔ تو واہب ثانی کے پاس صرف دو۲ رہا۔ اور واہب اول کے پاس پہلے کا چھ۶ حصہ رہا اور یہ ایک حصہ سہم دَوْر کا ہوا۔ اب یہ ایک حصہ دو دفعہ تکرار اور لوٹ پھر کی وجہ سے ورثہ کے درمیان تقسیم مشکل نظر آئی۔ اس وجہ سے سوال کرنے پر امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اصل مسئلہ نو۹ میں سے سہم دَوْر یعنی ایک کو ساقط کر دو۔ سو باقی آٹھ رہ جاتا ہے۔ اسی سے تصحیح مسئلہ ہو گی۔ پس یوں سمجھو کہ اسی آٹھ میں بعد ہبہ اولیٰ واہبِ اول کے پاس چھ۶ رہ گیا تھا اور واہب ثانی کو جو تین۳ ملا تھا اس میں سے ایک واہبِ اول کو ہبہ کر دینے کی وجہ سے اس کے پاس صرف دو۲ باقی رہ گیا تھا۔ اور یہ سہم دور ہونے کی وجہ سے ساقط ہو گیا تھا۔ تو اب چھ۶ حصہ واہب اوّل کو ملے گا۔ اور صرف دو حصہ واہب ثانی کو ملے گا۔ اور اسی آٹھ سے تصحیح مسئلہ ہے۔

اس تصحیح اور اسقاط کے بارے میں بعض علماء اشکال پیش کرتے ہیں کہ ثابت شدہ سہم کو ساقط کرنے کی وجہ کیا ہے؟ تو اولاً بطور سہولت فہم جواب دیا گیا کہ تصحیح کیلئے امام اعظمؒ یہی حکم فرماتے ہیں۔ اور شرح میں اسی طرح موجود ہے۔ لیکن اس جواب سے ان کی تشفی خاطر نہ ہوئی تب کہتا ہوں کہ ردّ کے مسئلہ میں تصحیح کی ایک صورت اس کی نظیر ہے کہ اصل مسئلہ سہام سے تصحیح کرتے وقت ایک سہم کو ساقط کر دیا جاتا ہے جیسے اس نقشہ سے ثابت ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲ تصحیح ۱ (ردّ کی صورت میں) — ام بنتین — فافہم ولا تک من الغافلین ۱۲ منہ

(فی الشرح فثبت بہذا الطریق۔ ان طریق التصحیح اسقاط سہم الدّور الذی واحد من التسعۃ۔ انتہی۔ فافہم فانہ عسیر جدًّا)

صورتِ مسئلہ یہ ہے۔ مسئلہ ۹ تصحیح ۸ (سہم دور ساقط ہے) — واہب اول، واہب ثانی — (ہکذا فی الشرح)

پس اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک سے استفادہ اور طلب علم ممکن ہے۔ (جیسا کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی باندی سے استفادہ علمی کیا۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ اُنظر الیٰ ما قال ولا تنظر الیٰ مَنْ قال۔ یعنی یہ دیکھو کہ کیا کہا؟ لیکن یہ نہ دیکھو کہ کس نے کہا؟ ہاں! البتہ اگر کسی طالب علوم کو حق اور باطل کی تمیز اور نفع و ضرر کے امتیاز کرنے کی استعداد اور طاقت نہ ہو تو اس کیلئے مبتدع و فاسق اور بدچلن و بدباطن و مختل العقائد اشخاص سے طلب علم و استفادہ بہت مضر ہے اور یہی مطلب ہے جو حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان ہذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم (مشکوٰۃ) ای علم الکتاب والسنۃ ای خذوہ من العدول والثقات مجمع البحار ص ۲۴۲ یعنی یہ علم دین ہے پس دیکھو تم کس سے تمہارے دین کو حاصل کرتے ہو؟ مطلب یہ کہ قرآن وحدیث اور شریعت کا علم عادل اور ثقہ شخص سے حاصل کرو نہ کہ فاسق و فاجر اور بددین و مبتدع سے بلکہ اس قسم کے لوگوں سے کسی کو استفادہ بالکل نہ کرنا چاہیئے کیونکہ الطبیعۃ مسترقۃ والاخلاق متعدیۃ والمجاورۃ موثرۃ۔ پہلے بیان کیا گیا ہے یعنی طبعیت اخلاق ذمیمہ کو چوری کرنے والی ہے اور خصلتیں متعدی ومتجاوز ہیں اور مجاورت ومقارنت موثر ہے۔ اور اوپر جو بیان کیا گیا ہے یعنی انظر الیٰ ما قال ولا تنظر الیٰ من قال۔ تو اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ نیک اور صحیح العقائد ہونے کے باوجود محض ذات باعبدیت (باقی بر صفحہ آئندہ)

ولہٰذا قال ابو یوسف حین قیل لہ بم ادرکت العلم؟ قال ما استنکفت من الاستفادۃ وما بخلت من الافادۃ وقیل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بم ادرکت العلم قال ابن عباس بلسان سؤول وقلب عقول وانما سمی طالب العلم "ما تقول" لکثرۃ ما یقولون فی الزمان الاول "ما تقول فی ھٰذہ المسئلۃ"۔

ترجمہ وتشریح (بقیہ صفحہ گزشتہ) یا افلاس وغیرہ کی وجہ سے کسی کو حقیر سمجھ کر استفادہ سے محروم نہ رہے۔ اسی طرح کا ایک مبہم جملہ حضرت شیخ سعدی مصلح الدین شیرازیؒ کی طرف منسوب اور لوگوں میں مشہور ہے کہ "در عمل کوش ہر چہ خواہی پوش" اور اس سے بہت لوگ غلط معنی استنباط کرتے ہیں حالانکہ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ عمل میں شرع شریف کے مطابق کوشش کرو خواہ تم خرقہ، گدڑی یا ٹاٹ اور بوسیدہ کپڑا پہنو خواہ خوش پوش اور عمدہ لباس زیب تن کرنیوالا بنو نہ یہ کہ خلاف شرع اور مخالف سنت و ناموافق طریقہ صحابہ واسلاف جو چاہا خواہ فساق، فجار اور کفار کا لباس پہنو کیونکہ یہ خود لفظ در عمل کوش کے مخالف ہے علاوہ اس کے تشبہ بالکفار والفساق ناجائز ہے اس لئے شیخ سعدی کے مقولہ کا یہ مطلب کسی طرح نہیں ہوسکتا ہے۔ (متعلقہ صفحہ ھٰذا) اور اسی وجہ سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے کس طرح علم کو حاصل کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں استفادہ سے استنکاف (یعنی اعراض وانکار) وتکبر واستحقار نہیں محسوس کیا اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے سے بخیلی نہیں کی۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے کس طرح علم کو حاصل کیا! تو آپ نے فرمایا کہ بہت زیادہ پوچھنے والی زبان اور بہت زیادہ عقلمند دل کے ذریعہ حاصل کیا ہے (یعنی کبھی دریافت کرنے، پوچھنے اور بات کو سمجھنے کی کوشش سے باز نہیں رہا)۔ طالب علم کا نام "ما تقول" ہونیکی وجہ؟ اور (اگلے زمانہ میں) طالب علم کا نام "ما تقول" اس وجہ سے رکھا گیا تھا کہ وہ اس زمانہ میں ما تقول فی ھٰذہ المسئلۃ؟ (یعنی آپ اس مسئلہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟) کہکر لوگوں سے بہت زیادہ پوچھ پاچھ کیا کرتے تھے۔

تحقیق الالفاظ قولہٗ ولہٰذا ای ولاجل ان الاستفادۃ ممکنۃ من کل احد تم ای باذا ادرکت العلم ای وصلت العلم ما استنکفت ای ما استحقرت وما انکرت من الاستفادۃ ای من کل احد من الافادۃ ای لکل آخذ وطالب وہٰذہ الجملۃ مقول لقال سؤول علیٰ وزن فعول ای مبالغ فی السوال عقول ای مبالغ فی العقل انما سمی الخ ای فی الزمان الاول......

آا لتقول ازینی ۱۰ ج ۲ جلد اتقان العمل الامول القول ۱۲۸

وانما تفقہ ابوحنیفۃ بکثرۃ المطارحۃ والمذاکرۃ فی دکانہ حین کان بزازا فبھذا یعلم ان تحصیل العلم والفقہ یجتمع مع الکسب وکان ابوحفص الکبیر یکتسب ویکرر العلوم فان کان لابد لطالب العلم من الکسب لنفقۃ عیالہ وغیرہ فلیکتسب ولیکرر ولایکسل ولیس لصحیح البدن والعقل عذر فی ترک التعلم والتفقہ فانہ لایکون افقر من ابی یوسف ولم یمنعہ ذلک من التفقہ

ترجمہ وتشریح اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ بھی جس وقت آپ بزاز (یعنی کپڑے کا سوداگر) تھے اس وقت اپنی دکان میں بہت مناظرہ ومباحثہ کرنے کی وجہ سے فقیہ بنے ہیں۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تحصیل علم وفقہ کسب حلال کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے (جیساکہ امام اعظمؒ نے جمع کر لیا تھا۔ ہاں! یہ ہو سکتا ہے بشرطیکہ طلب علم حرص ہو۔ اور تحصیل کی لگاتار دھن ہو) اور شیخ (امام) ابوحفص کبیرؒ کسب بھی کرتے تھے اور ساتھ ہی علوم کی تکرار بھی فرماتے تھے۔ پس اگر طالب علم کو اپنے اہل و عیال وغیرہ کے نان ونفقہ اور اخراجات کیلئے کسب کرنے کی ضرورت ہو تو چاہئے کہ کسب بھی کرے اور تکرار علمی بھی کرتا رہے اور (اس میں) سستی وکاہلی نہ کرے۔ اس وجہ سے کہ صحیح البدن والعقل (یعنی تندرست وعقلمند) کیلئے علم وفقہ کو طلب کرنے میں (فقر ومحتاجی وغیرہ کے) کسی قسم کا عذر مقبول نہیں ہے۔ کیونکہ وہ امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ فقیر اور محتاج نہ ہوگا۔ حالانکہ آپ کو یہ محتاجی علم اور فقہ طلب کرنے سے نہ روک سکی۔

تحقیق الالفاظ وانما تفقہ ابوحنیفۃؒ ای ما صار ابوحنیفۃؒ فقیہا الا بکثرۃ المطارحۃ والمناظرۃ فی دکانہ حین کان بزازا ای بیع البز فی دکانہ یجتمع مع الکسب ای کما جمعہ ابوحنیفۃؒ یکتسب ما کفاہ من الرزق ویکرر العلوم وہذا ایضا شاہد فی جواز اجتماع تحصیل العلم مع الکسب عیالہ بکسر العین جمع عیل کجیاد جمع جید وغیرہ مما لزم نفقتہ ولیس لصحیح البدن الخ فانہ ما دام بدن الرجل صحیحا وسالما من الامراض وعقلہ کاملا لا یکون لہ عذر فی ترک التعلم لشیٔ من الاعذار من فقر وغیرہ فانہ ای ذلک الرجل ولم یمنعہ ای ابا یوسف ذلک ای الفقر۔

فمن كان له مال كثير فنعم المال الصالح للرجل الصالح وقيل لعالم بم ادركت العلم قال باب غني لانه كان يصطنع به اهل العلم والفضل فانه سبب زيادة العلم لانه شكر على نعمة العقل والعلم وانه سبب الزيادة قيل قال ابوحنيفة انما ادركت العلم بالحمد لله تعالى والشكر فكلما فهمت ووقفت على فقه وحكمة فقلت الحمد لله تعالى فازداد علمي ۔

ترجمہ وتشریح پس جس کو مال کثیر حاصل ہے تو وہ اچھا مال صالح ہے مرد صالح کیلئے (یعنی اس کو اچھے کاموں میں صرف کرنا چاہئے۔ اور طلب علم و فقہ اور اشاعت علم ودین سے زیادہ اچھا کام اور کیا ہو سکتا ہے؟ اس لئے اس کام میں اس کو صرف کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مال میں ترقی و زیادتی عطا فرمائیں۔ اور یہ مضمون حدیث شریف کے ایک ٹکڑے سے اقتباس کیا گیا ہے۔ یعنی نعم مال صالح للرجل الصالح۔ اور اسی کو مولانا رومی قدس سرہ السامی اس طریقہ پر ادا فرماتے ہیں۔

شعر:۔ مال را گر بہر دیں باشی حمول ؏ نعم مالٌ صالحٌ گفتش رسول

(جس کا ترجمہ یہ ہے) جو مال کہ انجام کے اعتبار سے تو حامل محض دین کے لئے ہے یعنی دینی کاموں میں خرچ کرنے کے لئے ہے تو وہ مال صالح ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کیونکہ آپ نے اس کو نعم مال صالح کہا۔ شعر

مال جو کہ دین کے لئے ہوئے حمول ؏ مال ہے وہ صالح بفرمان رسول

کسی عالم سے پوچھا گیا کہ آپ کیسے عالم ہوئے؟ انہوں نے کہا کہ توانگر باپ کے وسیلہ سے کیونکہ وہ اس توانگری کے سبب سے اہل علم وفضل کے ساتھ احسان کرتے تھے۔ (باقی برصفحۂ آئندہ)

تحقیق الالفاظ فنعم المال الخ قوله فنعم المال الصالح خبر مبتدأ بتقدير المقول اي فمن كان له مال كثير مقول في حقه نعم المال الصالح الغير القاسد بمخالطة الحرام للرجل الصالح يستعين به على تحصيل العلوم بم اي باي شيء لانه اي الاب الغني كان يصطنع اي يفعل الصنيع يعني الفعل الحسن مراده يحسن به اي بسبب الغنى فانه اي الاحسان وانه اي الشكر عليها سبب الزيادة اي زيادة النعمة كما ينبئ عنه قوله تعالى لئن شكرتم لازيدنكم قال ابوحنيفة هذه الجملة مقول القول لقيل انما ادركت العلم الخ اي ما وصلت الى هذه المرتبة من العلم الا بالحمد لله وثنائه وشكره في مقابلة نعمه فكلما فهمت اي شيئا من العلوم ووقفت على صيغة المبني للمفعول اي جعلت موفقا من عند الله تعالى وحكمة اي معرفة من المعارف فقلت هذه الجملة معطوفة على جملة فهمت ازداد علمي جواب كلما

وهكذا ينبغي لطالب العلم ان يشتغل بالشكر باللسان والجنان والاركان والمال ويرى الفهم والعلم والتوفيق من الله تعالى و يطلب الهداية من الله تعالى بالدعاء له والتضرع اليه فان الله هاد من استهداه فاهل الحق وهم اهل السنة والجماعة طلبوا الحق من الله تعالى الحق الهادي المبين العاصم فهداهم الله تعالى وعصمهم عن الضلالة۔

ترجمہ وتشریح (بقیہ صفحہ گذشتہ) پس یہ احسان سبب زیادتی علم کا ہوا۔ کیونکہ یہ احسان (نعمتِ مال نیز) نعمتِ عقل وعلم پر شکریہ ادا کرنا ہے۔ اور شکرِ نعمت سبب زیادتی نعمت کا ہے۔ (جیسا کہ خود قرآن مجید میں خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ یعنی اگر میری نعمت کا شکر کروگے تو میں تم کو نعمت بڑھا دونگا۔ اور اگر کفرانِ نعمت کروگے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا) کسی نے کہا کہ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے الحمد للہ اور شکر کے ذریعہ سے علم پایا جب میں کوئی بات سمجھ لیتا اور اللہ کی طرف سے مجھ کو فقہ اور حکمت سمجھنے کی توفیق حاصل ہوتی تو الحمد للہ کہتا اس طریقہ سے میرا علم بڑھتا رہا۔ (متعلقہ صفحہ ھذا) اور اسی طرح طالب العلم کو چاہئے کہ لسان (یعنی زبان) اور جنان (یعنی دل) وارکان (یعنی اعضاء) اور مال کے ساتھ شکر ادا کرنے میں مشغول ہوں اور فہم وعلم اور توفیق کو اللہ پاک وبرتر سے جانیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا وگریہ وزاری کرکے ہدایت طلب کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے جو شخص ہدایت طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت کرتے ہیں۔ پس اہل حق جو کہ اہل السنت والجماعۃ ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو حق اور ہادی (ہدایت کرنے والا) ومبین (ظاہر کرنے والا) وعاصم (پناہ دینے والا) ہے (ان سے) حق کو طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت فرمائی اور انکو گمراہی سے محفوظ کردیا

تحقیق الالفاظ والارکان ای والجوارح والمال ای یتصدق بالاموال الطیبۃ الی الفقراء ویری ای ویعتقد ویطلب بالنصب عطف علی ویری بالدعاء متعلق بیطلب لہ ای للہ تعالیٰ من استہداہ ای من طلب الہدایۃ منہ تعالیٰ ای دال ایاہ علی مایوصل الی مقصودہ من العلم وغیرہ الحق ای القول الصادق والفعل الصائب من اثبتہ الحق مجرور علی انہ صفۃ اللہ تعالیٰ الہادی المبین العاصم صفات مترادفۃ ومعنی العاصم الذی عصمہم عن الضلالۃ فی الدین فہداہم الخ یعنی اعطاہم ماسألوا۔

واهل الضلالة اعجبوا برأيهم وعقلهم وطلبوا الحق من المخلوق العاجز وهو العقل لان العقل لايدرك جميع الاشياء كالبصر لايبصر جميع الاشياء فحجبوا وعجزوا وضلوا واضلوا. قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من عرف نفسه فقد عرف ربّهٗ فاذا عرف عجز نفسه عرف قدرة الله تعالىٰ ولايعتمد على نفسه وعقله بل يتوكل على الله ويطلب منه الحق ومن يتوكل على الله فهو حسبه ويهديه الىٰ صراط مستقيم۔

ترجمہ وتشریح اور اہلِ ضلالت (گمراہ فرقے) وفرق باطلہ اپنی رائے وعقل کی گھمنڈ میں مبتلا ہوگئے۔ اور حق کی طلب مخلوق عاجز (یعنی) عقل (وغیرہ) سے کی (تو وہ گمراہ ہوگئے) اور عقل مخلوق عاجز اس وجہ سے ہے کہ عقل تمام اشیاء کو ادراک نہیں کرسکتی جیساکہ بصر تمام اشیاء کو نہیں دیکھ پاتا۔ پس عقل سے حق کو طلب کرنے کی وجہ سے وہ لوگ پردہ میں ڈال دیئے گئے اور معرفتِ حق سے عاجز رہ گئے۔ اس لئے خود گمراہ ہوگئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرڈالے۔ اور فرمایا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا تو اس نے اپنے پروردگار کو پہچانا (یعنی جبکہ وہ اپنے مخلوق، عاجز، مملوک وبندہ ہونے کی حقیقت کو پہچان لیا تو ضرور اپنے پروردگار کو خالق، قادر، مالک اور معبود ہونے کو معلوم کرلیا) پس جبکہ اپنے نفس کے عجز کو پہچان جائے گا۔ تو ضرور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو پہچان لیگا اور اپنے نفس وعقل پر اعتماد نہیں کریگا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریگا۔ اور ان سے حق کو طلب کریگا اور جس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا تو خداوند تعالیٰ اس کیلئے کافی ہوگیا۔ اور اس کو سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرے گا

تحقیق الالفاظ لان العقل علة كونه عاجزا فحجبوا على صيغة المبني للمفعول اى صاروا محجوبين من معرفة الحق وعجزوا عن معرفته وضلوا اى كانوا ضالين واضلوا غيرهم من عرف نفسه اى من عرف نفسه بصفات المخلوقين من العجز والفناء والضعف والفقر فقد عرف ربه بصفات الخالق من القدرة لله تعالىٰ والبقاء والقوة والغنى على نفسه الناطقة وهي الجوهر المجرد المتعلق بالبدن تعلق التدبير والتصرف عند الحكماء وعند المتكلمين نفس الشئ ذاته وحقيقته وعقله وهو قوة للنفس تستعد بها للعلوم والادراكات فهو حسبه وكافيه وهذا القول ومابعده اقتباس من القرآن صراط مستقيم وهو الدين الحق۔

ومن كان له مال فلا يبخل وينبغي ان يتعوذ بالله تعالىٰ من البخل قال النبي عليه الصلوٰة والسلام اي داء ادوأ من البخل وكان ابو الشيخ الامام الاجل شمس الائمة الحلواني فقيرا يبيع الحلواء وكان يعطي الفقهاء من الحلواء ويقول ادعوا لابني فببركة جوده واعتقاده وشفقته وتضرعه نال ابنه ما نال ويشتري بالمال الكتب ويستكتب فيكون عونا على التعلم والتفقه ولقد كان لمحمد بن الحسن مال كثير حتى كان له ثلثمائة من الوكلاء على ماله فانفقه كله في العلم ولم يبق له ثوب نفيس فراٰه ابو يوسف في ثوب خلق فارسل اليه ثيابا نفيسة فلم يقبلها

ترجمہ وتشریح اور جس کو مال ہو چاہیئے کہ بخیلی نہ کرے بلکہ مناسب یہ ہے کہ بخیلی سے خداوند تعالیٰ کی پناہ مانگے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخل سے بڑھ کر اور کونسا مرض بڑا ہوگا؟ (یعنی کوئی نہیں) اور شیخ امام اجل شمس الائمہ حلوانیؒ کے والد ماجد فقیر تھے حلوا بیچتے تھے۔ اور فقیہوں کو حلوا دیتے تھے اور کہتے تھے کہ میرے بیٹے کے لئے (علم وفقہ حاصل ہونے کی) دعا کرو پس ان کی سخاوت وحسن اعتقاد اور شفقت پدری اور گریہ وزاری کے وسیلہ سے ان کے بیٹے نے پایا جو کچھ کہ پایا (یعنی اتنا بڑا مرتبہ حاصل کیا) اور اپنے مال سے کتابیں خریدے اور (اجرت دیکر) کتابیں لکھوائے۔ تو اس سے اس کے علم وفقہ حاصل کرنے میں مدد پہنچے گی۔ اور امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس بہت مال تھے۔ یہانتک کہ آپ کے مال پر تین سو ایجنٹ (منیجر) مقرر تھے پس آپ نے تمام مالوں کو علم وفقہ کے مصارف میں خرچ کر ڈالے یہانتک کہ آپ کے پاس ایک عمدہ کپڑا باقی نہ رہا پس ایک دفعہ جبکہ آپ کو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک پھٹے پرانے کپڑے میں دیکھ پایا تو آپ کے پاس چند عمدہ کپڑے بھیجدیا۔ تب آپ نے ان کو قبول نہیں کیا۔

تحقيق الالفاظ ومن كان له مال معطوف على قوله فيما سبق فمن كان له مال كثير فلا يبخل بالجزم نهي غائب لان البخل عن الزكاة حرام والبخل عن الصدقات النوافل مذموم ادوأ من البخل يعني اي مرض يكون اشد من البخل وشفقته بفتح الفاء نال ابنه اي وصل ما نال ايراد الموصول للتعظيم اي المرتبة العالية من العلم ويشتري الخ بالنصب عطف على يتعوذ اي ينبغي ان يشتري الطالب المتمول بماله الكتب ويستكتب اي يطلب الكتابة من الغير باعطاء المال فيكون عونا الخ اي باشتراء آلات العلم واسبابه في العلم والفقه اي في تحصيلها باشتراء الكتب واعطاء اجرة للمعلم وغيره نفيس اي شريف خلق بفتح الخاء وكسر اللام صفة مشبهة وهو ما بلي من الثياب۔

فقال عجل لکم واجل لنا ولعلہ انما لم یقبلہ وان کان قبول الھدیۃ سنۃ لما رأی فی ذلک مذلۃ لنفسہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس للمؤمن ان یذل نفسہ وحکی ان فخر الاسلام الارسابندی جمع قشور البطیخ الملقاۃ فی مکان خال فاکلہا فرأتہ جاریۃ فاخبرت بذلک مولاہا فاتخذ لہ دعوۃ فدعاہ الیہا فلم یقبل لہذا وھٰکذا ینبغی لطالب العلم ان یکون ذا ھمّۃ عالیۃ لایطمع فی اموال الناس قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ایاک والطمع فانہ فقر حاضر۔

ترجمہ وتشریح پس کہا (امام محمدؒ نے) تم لوگوں کو مال دنیا میں نقد ملگیا ہے اور ہم لوگوں کیلئے آخرت پر (ذخیرہ کرکے) مؤخر کر دیا گیا ہے باوجودیکہ ہدیہ قبول کرنا سنت ہے۔ پھر بھی آپ نے شاید اسوجہ سے قبول نہیں کیا۔ کیونکہ اسمیں آپ اپنے نفس کی ذلت اور بے عزتی دیکھتے تھے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کیلئے لائق نہیں ہے کہ اپنے نفس کو ذلت میں ڈالے۔ بیان کیا گیا ہے کہ فخر الاسلام ارسابندیؒ نے ایک دفعہ خالی مکان میں پھینکے ہوئے تربوز کے چھلکے کو جمع کرکے کھالیا۔ تو اس کو ایک باندی دیکھ پائی۔ تب اپنے مولیٰ کو اس کی خبر کر دی۔ اس وقت اس کے مولیٰ نے کھانے کی دعوت تیار کرکے ان کو دعوت دی۔ لیکن انہوں نے ذلت نفس کے اندیشہ سے اس کو قبول نہیں کیا۔ اسی طرح طالب علم کو بلند ہمت ہونا چاہئے کہ لوگوں کے مالوں پر لالچ نہ کرے۔ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ طمع سے بچتے رہو۔ کیونکہ وہ فقر حاضر ہے۔ (یعنی موجود محتاجی ہے۔ ایسی محتاجی نہیں جس کا زمانہ آئندہ میں آنے کا اندیشہ کیا جائے۔ اس وجہ سے کہ جو مال کے موجود ہوتے ہوئے زیادتی کی طمع کرتا ہے وہ فی الحال اور جلد فقیر بنجاتا ہے کیونکہ بقدر ضرورت مال اور دولت کا موجود ہوتے ہوئے زیادتی کا لالچ کرنا اور اس کے لئے محنت وغیرہ کرنا محتاجی ہی تو ہے)۔

تحقیق الالفاظ فقال ای محمد عجل لکم ای اعطی لکم المال فی الدنیا واجل لنا ای اخر المال واوخر لنا فی الآخرۃ ولعلہ ہذا الکلام للمصنف ای اظنہ انما لم یقبلہ ای ما ارسل مذلۃ لنفسہ وتذلیل النفس غیر جائز واشار الیٰ دلیلہ بقولہ قال رسول اللہ الخ ان یذل نفسہ ای یجعل نفسہ ذلیلۃ بایقاعہا فی موقع المذلۃ والاستدلال قشور جمع قشر فرأتہ ای رأت ہذا المذکور فاتخذ ای المولیٰ لہ ای لفخر الاسلام ہذا ای لذل نفسہ لایطمع فی اموال الناس ای حال کونہ غیر طامع فی اموالہم والطمع مذموم لطالب العلم وغیرہ خصوصًا للطالبین ایاک ای اتق ایاک فانہ فقر حاضر لا فقر یتوقع اتیانہ لان الرجل اذا طمع الزیادۃ مع وجود مالہ کان فقیرا عاجلا۔

ولا یبخل بما عندہ من المال بل ینفق علیٰ نفسہ وعلیٰ غیرہ وقال النبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم الناس کلھم فی الفقر مخافۃ الفقر وکانوا فی الزمان الاول یتعلمون الحرفۃ ثم یتعلمون العلم حتے لایطمعوا فی اموال الناس وفی الحکمۃ من استغنیٰ بمال الناس افتقر والعالم اذا کان طماعا لایبقی لہ حرمۃ العلم ولایقول بالحق ولھذا کان یتعوذ صاحب الشرع علیہ السلام ویقول اعوذ باللہ من طمع یدنی الیٰ طبع۔

ترجمہ وتشریح

اور جو کچھ اپنے پاس مال ہے اس کے ساتھ بخیلی نہ کرے۔ بلکہ اس کو اپنے نفس اور دوسروں پر خرچ کرتا رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام لوگ بسبب اندیشۂ فقر خود بخود فقیر ومحتاج بنگئے ہیں (کہ خود نہ خرچ کرتے ہیں نہ کسی کو دیتے ہیں) اگلے زمانہ میں لوگ پہلے حرفہ سیکھتے تھے پھر علم حاصل کرتے تھے تاکہ لوگوں کے مالوں میں طمع نہ کرے۔ اور حکمت کی باتوں میں یہ ہے کہ جس کسی نے لوگوں کے مال کیساتھ توانگر بننا چاہا وہ خود فقیر بنے گا۔ اور عالم جب لالچی ہوگا تو اس کے لئے علم کی عزت اور حرمت کچھ بھی باقی نہ رہے گی۔ اور حق بات (بوجہ لالچ کے) نہ کہہ سکیگا۔ اور اسی سبب سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس سے پناہ مانگتے تھے اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں ایسی طمع (لالچ) سے جو طَبَع (یعنی عیب دار وذلیل کرنے والے لالچ) کے نزدیک کردے۔

تحقیق الالفاظ

بل ینفق الخ طالبا رضا اللہ تعالیٰ کائنا من کان لان الناس کلھم فقراء واشار الیٰ ہذا بقولہ وقال النبی الخ مخافۃ الفقر ای لاجل مخافۃ الفقر وکانوا ای الناس الحرفۃ ای الصناعۃ حتی لایطمعوا فی اموال الناس بقناعتہم بالمال الحاصل من الحرفۃ وفی الحکمۃ ای ورد فی الکلمات الدالۃ علی الحکمۃ وتنسب ہذہ الحکمۃ الی امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ من استغنیٰ ای طلب الغنی افتقر ای یکون فقیرا طماعا ای کثیر الطمع لایبقی لہ من الابقاد حرمۃ العلم بسبب الابتذال وعرض الاحتیاج الی الادنی ولا یقول ای لایحکم ولہذا ای لاجل ان الطمع یؤدی الیٰ ما ذکر یدنی ای یقرب الیٰ طبع بکسر الطاء وفتح الباء ما یشین او العیب۔

وینبغی ان لا یرجو الا من اللہ تعالیٰ ولا یخاف الا منہا ویظہر ذلک بمجاوزۃ حد الشرع وعدمہا فمن عصی اللہ تعالیٰ لخوفا من المخلوق فقد خاف غیر اللہ تعالیٰ فاذا لم یعص اللہ تعالیٰ لخوف المخلوق وراقب حدود الشرع فلم یخف غیر اللہ تعالیٰ بل خاف اللہ تعالیٰ وکذا فی جانب الرجاء۔ وینبغی لطالب العلم ان یعد ویقدر لنفسہ تقدیرا فی التکرار فانہ لا یستقر قلبہ حتی یبلغ ذلک المبلغ۔

ترجمہ وتشریح اور چاہئے کہ خداوند تعالیٰ کے بغیر اور کسی سے امید نہ باندھے۔ اور نہ اس کے بغیر اور کسی سے ڈرے اور اس خوف ورجا کا فرق اور پتہ حدود شرع سے تجاوزہ کرنے نہ کرنے میں ظاہر ہوگا۔ پس جس نے مخلوق سے خوف کھا کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو اس نے غیر اللہ کو ڈرا۔ اور اگر مخلوق کے خوف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی بلکہ خداوند تعالیٰ کو ڈرا اور حدود شرع کی پابندی کی تو اس نے غیر اللہ کو نہیں ڈرا بلکہ اللہ تعالیٰ کو ڈرا اور ایسا ہی جانب رجا میں ہے (یعنی اگر مخلوق سے امید باندھ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو غیر اللہ سے امید باندھی اور اگر مخلوق سے امید کرکے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی اور حدود شرع کی پابندی کی تو اللہ تعالیٰ کے بغیر دوسرے کسی سے امید نہیں باندھی بلکہ اللہ تعالیٰ سے امید باندھی) اور طالب علم کو چاہئے کہ اپنے لئے تکرار کی گنتی وتعداد اور مقدار مقرر کر رکھے (کہ اس حد تک سبق کو دُھرایا کرے) اس لئے کہ جب تک اس مقدار مقررہ تکرار کو نہ پہنچے گا اس کا دل قرار نہ پکڑے گا۔ (اور اس کے ذہن میں بجز تکرار کے صورت حاصلہ منتقش نہیں ہوگی)

تحقیق الالفاظ ویظہر ذلک ای عدم الرجاء الا من اللہ تعالیٰ وعدم الخوف الا من اللہ تعالیٰ وعدمہا ای عدم المجاوزۃ وہذا الکلام من مجمل فصلہ بقولہ فمن عصی اللہ تعالیٰ الخ غیر اللہ تعالیٰ ای من غیر اللہ تعالیٰ حذف من کما فی قولہ تعالیٰ واختار موسیٰ قومہ سبعین رجلا ای من قومہ وراقب حدود الشرع ای حافظ علیہا والمراد بحدود الشرع اوامر اللہ ونواہیہ فلم یخف الخ جواب اذا۔ وکذا فی جانب الرجاء یعنی ان من عصی اللہ تعالیٰ رجاء من المخلوق فقد رجا من غیر اللہ تعالیٰ واذا لم یعص اللہ برجاء المخلوق بل اطاع اللہ تعالیٰ وراقب حدود الشرع لم یکن راجیا الا من اللہ تعالیٰ ان یعد من العد فی التکرار ای فی تکرار سبقہ ودرسہ یعنی عین مقدارا من العدد نکرر واقرء درسہ بمقدارہ فانہ لا یستقر قلبہ ولا تنتقش الصور

وینبغی ان یکرر سبق الامس خمس مرات وسبق الیوم الذی قبل الامس اربع مرات والسبق الذی قبله ثلثا والذی قبله اثنین والذی قبله واحدا فهذا ادعی الی الحفظ۔ وینبغی ان لا یعتاد المخافتة فی التکرار لان الدرس ینبغی ان یکون بقوة ونشاط ولا یجهر جهرا ولا یجهد نفسه کیلا ینقطع عن التکرار فخیر الامور اوسطها حکی ان ابا یوسف کان یذاکر الفقه مع الفقهاء بقوة ونشاط وکان صهره یتعجب فی امره ویقول انا اعلم انه جائع مذ خمسة ایام ومع ذلك انه یناظر مع القوة والنشاط۔ وینبغی ان لا یکون لطالب العلم فترة وتحیر فانها آفة۔

ترجمہ وتشریح اور چاہئے کہ گذشتہ کل کے سبق کا پانچ دفعہ تکرار کرے۔ اور گذشتہ پرسوں کا چار مرتبہ اور اترسوں کا تین بار اور اس سے پہلے دن کا دو دفعہ اور اس سے پہلے دن کا ایک مرتبہ تکرار کرے اور یہ زیادہ حفظ ہونے کا باعث ہے۔ اور مناسب ہے کہ چپکے تکرار کرنیکی عادت نہ کرے کیونکہ سبق کو قوت ونشاط اور خوش دلی کے ساتھ یاد کرنا چاہئے۔ اور زیادہ چیخ وپکار کی بھی عادت نہ کرے اور نہ طبیعت کو اتنی زیادہ مشقت میں ڈالے کہ طبیعت پر گراں گزرے اور تھک کر تکرار ہی کو بند کردے۔ پس ہر امر میں درمیانی چال سب سے زیادہ بہتر ہے۔ روایت بیان کیگئی ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فقہاء کے ساتھ خوب قوت ونشاط سے مذاکرہ علمی کرتے تھے۔ (جیسا کہ طالب علم کیلئے لائق اور مناسب ہے) اور ان کا داماد (یا بہنوی ۱۲ ش) ان کی حالت سے تعجب کرتے اور کہتے کہ میں جانتا ہوں کہ آپ آج پانچ دنوں سے برابر فاقہ سے ہیں اور باوجود اس کے قوت ونشاط کے ساتھ علمی مباحثہ کرتے ہیں۔ اور طالب علم کیلئے اضطراب وحیرانی بالکل مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ آفت (حصول علم سے روکنے والی) ہے۔

تحقیق الالفاظ فہذا ای عدد التکرار علی ہذا الترتیب ادعیٰ ای اشد دعوۃ وتادیا الی الحفظ المخافتة بضم المیم مصدر من الاخفاء لامن الخوف فی التکرار ای تکرار الدرس بقوة ونشاط ای سرور وطیب نفس والمخافتة منافی التکرار علی وجہ القوۃ والنشاط ولا یجہد نفسہ ای لا یشق بہا کیلا ینقطع ای النفس اوسطہا ای ما کان بین الجہر والاخفاء کان یذاکر الخ ای بقوة ونشاط کما ہو اللائق لطالب العلم وکان صہرہ ای زوج بنتہ اوزوج اختہ فی امرہ ای فی شان ابی یوسفؒ ومع ذلک ای مع الجوع مقدارا ہذا الزمان فترة ای اضطراب و انقطاع فہم المراد تحیر ای حیرة فلا یدری مما یحصل فہم المراد فانہا آفة ای مانعة للتحصیل۔

وكان استاذنا شيخ الاسلام برهان الدين يقول انما غلبت على شركائي بانى لم يقع لى الفترة والاضطراب فى التحصيل. وكان يحكى عن شيخ الاسلام الاسبيجابى انه وقع فى تحصيله وتعلمه فترة اثنتى عشرة سنة بانقلاب الملك وخرج مع شريكه فى المناظرة ولم يترك المناظرة وكان يجلسان فى المناظرة كل يوم ولم يترك الجلوس للمناظرة اثنتى عشرة سنة فصار شريكه شيخ الاسلام للشافعين وهوكان شافعيا وكان استاذنا الشيخ القاضى الامام فخر الاسلام قاضى خان يقول ينبغى للمتفقه ان يحفظ نسخة واحدة من نسخ الفقه دائما فيتيسر له بعد ذلك حفظ ما سمع من الفقه۔

ترجمہ وتشریح اور ہمارے استاد شیخ الاسلام برہان الدین (مرغینانی رحمہ اللہ تعالیٰ) فرماتے تھے کہ میں اپنے ہم سبقوں پر محض اس بنا پر غلبہ و فوقیت حاصل کر لیا تھا کہ مجھ کو علم حاصل کرنے میں کبھی بے قراری اور پریشانی پیدا نہیں ہوئی۔ اور شیخ الاسلام علامہ اسبیجابی رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کو تحصیل اور طلب علم میں بسبب حکومت کے انقلاب کے بارہ۱۲ سال تک اضطراب اور پریشانی رہی تاہم اپنے ساتھی (ہم سبق) کے ساتھ مناظرہ علمی کیلئے نکل کر (دار المناظرہ میں) جاتے رہے (اور اضطراب و پریشانی کے باوجود) ان دونوں نے مناظرہ ومباحثہ علمی کو نہ چھوڑا۔ بلکہ ہر دن مناظرہ کیلئے بیٹھ جاتے اور اس بارہ۱۲ سال تک کبھی بھی مناظرہ کے واسطے بیٹھنے کو ترک نہیں کئے (بس یہی دونوں کی حالت تھی یہانتک کہ) ان کا ساتھی (ہم سبق) شافعی مذہب کا شیخ الاسلام (یعنی مفتی و مقتدا) بنگیا کیونکہ وہ شافعی تھے۔ (اور یہ حنفی مذہب کے بڑے اماموں سے ایک ہوگئے) اور ہمارے استاد شیخ قاضی فخر الاسلام قاضیخانؒ فرماتے تھے کہ جس کو فقیہ بننے کا ارادہ ہو اس کو چاہئے کہ فقہ کا ایک نسخہ (یعنی ایک رسالہ) فقہ کے نسخوں (کتابوں اور رسالوں) میں سے ہمیشہ حفظ و ازبر رکھے تاکہ بعد میں فقہ کا جو مسئلہ سنے اس کو حفظ کر لینے میں اسکی وجہ سے آسانی پیدا ہو جائے (اسی طرح ہر ایک علم و فن میں قاعدہ ہے)۔

تحقیق الالفاظ فی التحصیل ای فی زمانہ بانقلاب الملک ای بسبب انعزال سلطان زمانہ وجلوس آخر مکانہ فی المناظرۃ ای فی محل المناظرۃ شیخ الاسلام ای صار مفتیا ومقتدیٰ لہم وہو ای شریکہ للمتفقہ ای لمن اراد ان یحصل علم الفقہ بعد ذلک ای بعد حفظ نسخۃ من نسخ الفقہ۔ **ف** معتبر ذریعہ سے سننے میں آیا کہ حضرت مولانا ضمیر الدین احمد شوابلی قدس سرہ خلیفہ ارشد قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کتاب کنز الدقائق کو تمامہ ازبر کر لئے تھے اس لئے فقہی مسائل میں بھی آپ کو بہت کافی مہارت حاصل تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فصل (۷) فی التوکّل

ثم لا بد لطالب العلم من التوکل فی طلب العلم ولا یھتم لامر الرزق ولا یشغل قلبہ بذالک روی ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ عن عبد اللہ بن الحسن الزبیدی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تفقہ فی دین اللہ کفاہ اللہ ھمہ ورزقہ من حیث لا یحتسب۔

ترجمہ وتشریح

فصل (۷) توکل وبھروسہ کے بیان میں (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف کام کو سپرد کرنے کے بیان میں) طالب علم کو طلب علم میں (بلکہ ہر وقت خدائے تعالیٰ پر) توکل کرنا ضروری ہے۔ اور رزق کے لئے فکر وغم نہ کرے اور نہ اپنے دل کو اس کی فکر میں مشغول اور متوجہ رکھے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رح حضرت عبد اللہ بن الحسن الزبیدی رض (مناقب امام ابو حنیفہ للموفق بن احمد المکی خطیب خوارزم رح صـ۲۹/۱ میں ہے عبد اللہ بن جزء الزبیدی رض۔ اور ایک روایت میں ہے عبد اللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی رض صـ۳۵/۱ اور اسی مناقب کے حصہ زیرین صـ۱۲/۱ میں مناقب الامام الاعظم للبزازی الکروری رح کی روایت میں ہے عبد اللہ بن الحارث بن جزء بن عبد اللہ بن معدیکرب بن عمرو بن زبید الزبیدی رض) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اللہ کے دین میں احکام شرع کا عالم اور فقیہ بنتا ہے (بشرطیکہ اس پر عامل بھی ہو) اللہ تعالیٰ اس کے ضروری کام اور رزق کو اس صورت سے پورا کر دیتا ہے کہ جس کی طرف اس کا وہم اور گمان بھی نہیں جلیگا (اسی سے معلوم ہو گیا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تابعی اور راوی تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے۔ فللہ الحمد)

تحقیق الالفاظ

التوکل ای تفویض الامر الی اللہ تعالیٰ لا یہتم ای لا یغتم ولا یشغل من الاشغال بذلک ای تحصیل الرزق الزبیدی ای المنسوب الی زبید اسم قبیلۃ وفی مناقب الامام ابی حنیفۃ للموفق بن احمد المکی خطیب خوارزم رح عبد اللہ بن جزء الزبیدی رض وفی نسخۃ اخری بواسطۃ الحارث بین عبد اللہ وجزء وفی نسخۃ اخری بواسطۃ عبد اللہ بن معدیکرب بن عمرو بن زبید بین جزء الزبیدی کما فصّلتہٗ فی شرح الہندی فلیراجع ہناک صاحب رسول لہ ای ہو من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیستفاد منہ ان الامام الاعظم رح کان تابعیًا وراویًا عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم فللہ الحمد والمنۃ ولا ینبئک مثل خبیر کذلک یفہم من کتاب مناقب الامام الاعظم للموفق بن احمد ۱۲ من تفقہ وہذہ الجملۃ مع آخرہا مفعولا للروی فی دین اللہ ای من صار عالمًا باحکام الشرع فی دین الاسلام ہمہ ای مقصودہ من حیث لا یحتسب ای من مکان لا یظن الرزق منہ ۱۲

فان من شغل قلبه بالرزق من القوت والكسوة قلّما يتفرغ لتحصيل مكارم الاخلاق ومعالي الامور۔ قيل:-

دع المكارم لا ترحل لبغيتها ؛ واقعد فانك انت الطاعم الكاسي

قال رجل لمنصور الحلاج اوصني فقال "هي نفسك ان لم تشغلها شغلتك" فينبغي لكل احد ان يشغل نفسه باعمال الخير حتى لا تشتغل نفسه بهواها۔

ترجمہ وتشریح (اور رزق کی فکر میں نہ پڑنے کی وجہ یہ ہے) کہ جس نے اپنے دل کو کھانے، کپڑے کی فکر میں مشغول کر رکھا وہ اخلاق حسنہ اور معالی امور (یعنی اہم کاموں) کو حاصل کرنے کیلئے بہت ہی کم خالی الذہن اور نہایت کم فرصت والا ہو سکتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا (یعنی بطور طنز اور استہزا کے) جس کا ترجمہ یہ ہے :۔ مکارم اور بزرگیوں کو حاصل کرنا چھوڑ دے اس کی طلب کے لئے سفر مت کر اور بیٹھا رہ کیونکہ تو فقط کھانے والا اور پہننے والا رہنے کی فکر میں ہے۔ شعر

مکارم کر و تم بس کہ متروک ؛ انہی کے قصد میں رحلت کو متروک
رہو تم بیٹھ کے بس ہو کے مجبور ؛ جو طاعم ہو و کاسی تم کو منظور

حضرت منصور حلاج سے ایک مرد نے عرض کیا کہ مجھ کو کچھ وصیت کیجئے۔ تب آپ نے فرمایا کہ تمھارا یہ نفس ایسا ہے کہ تم اگر اس کو (مکارم اخلاق وغیرہ بڑے کاموں میں) مشغول نہ رکھو گے تو یہ تم کو (اپنی خواہشات میں) مشغول کر رکھے گا۔ پس ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے نفس کو اعمال خیر میں مشغول کر رکھے تاکہ وہ اپنی خواہشات کی طرف متوجہ نہ کرے۔

تحقیق الالفاظ قلبہ بالرفع فاعل شغل فلما یتفرغ ای لا یتفرغ ویجوز ان تکون القلۃ کنایۃ عن العدم معالی الامور ای اشراف الامور وجلیلہا دع المکارم ای اترکہا لا ترحل لبغیتہا ای لا تسافر انت لطلبہا واقعد عن دعوی المکارم و تحصیلہا انت الطاعم الکاسی ای انت ذو طعام وکسوۃ ومشغول لتحصیلہا فانی یتیسر لک تحصیل المکارم؟ یسخر الشاعر ممن یخاطبہ بہذا البیت ویحقرہ لانہ یقال لہ انک لا تستطیع الجری فی مجال المکارم والمحامد لانک محصور فی السعی وراء الطعام والکسوۃ ویستشہد المصنف بہذا علی ما قال اولا فان من شغل الخ ان لم تشغلہا وتستعملہا فی طلب المکارم شغلتک ای شغلت نفسک ایاک باتباع مرادا تہا ان یشغل من الاشغال نفسہ منصوب علی انہ مفعول یشغل حتی لا تشتغل الخ لما ان اعمال الخیر تمنع لاتباع لہوی لانہما متضادان متی وجد احدہما امتنع الآخر۔

حل لغات مکارم بمعنی بزرگیاں متروک بمعنی ترک رحلت بمعنی کوچ اور سفر طاعم بمعنی کھانے والا کاسی بمعنی پہننے والا۔ اس شعر کا مطلب یہ ہے جبکہ تم کو کھانے، کپڑے کی فکر لگی ہے تو تم مکارم اخلاق کی تحصیل اور اس کے لئے سفر کو ترک کر دو کیونکہ دونوں کی تحصیل ایک ساتھ تمہاری طاقت سے باہر ہے اور کھانے کپڑے کی فکر کے وقت تحصیل مکارم ممکن نہیں ہے ۱۲ منہ

ولا یھتم العاقل لامر الدنیا لان الھم والحزن لا یرد مصیبۃ ولا ینفع بل یضر القلب والعقل والبدن ویخل باعمال الخیر ویھتم لامر الاخرۃ لانہ ینفع واما قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان من الذنوب ذنوبا لا یکفرھا الا الھم المعیشۃ فالمراد منہ قدر ھم لا یخل باعمال الخیر ولا یشغل القلب شغلا یخل باحضار القلب فی الصلوٰۃ فان ذلک القدر من الھم والقصد من اعمال الاخرۃ۔

ترجمہ و تشریح | اور عاقل کو امور دنیا کے لئے غم و فکر نہ کرنا چاہئے کیونکہ غم و فکر سے نہ مصیبت دور ہوتی ہے اور نہ کوئی نفع حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ دل و دماغ اور بدن کو ضرر ہوتا ہے اور اعمال خیر میں خلل پڑتا ہے۔ ہاں! امور آخرت کیلئے اہتمام اور غم و فکر کرے۔ کیونکہ وہ نفع بخش ہے۔ (**سوال**: تم کہتے ہو کہ عقلمند کو امور دنیا کی فکر اور غم نہ کرنا چاہئے۔ تو اس حدیث کا کیا جواب ہے؟) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ گناہوں میں سے بعض گناہ ایسے بھی ہیں جو صرف فکر معاش ہی سے اس کا کفارہ ہو سکتا ہے (اس کا جواب یہ ہے کہ) اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ فکر معاش اتنی مقدار کی ہونی چاہئے جس سے اعمال خیر (اور امور آخرت) میں خلل نہ پڑے۔ اور نہ اتنا اس میں دل کو مشغول کرے جس سے (مثلاً) نماز کے حضور قلب میں فتور آجائے (جیسا کہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ شعر:-

شب چوں عقد نماز بربندم ؛ چہ خورد بامداد فرزندم!۔

(ترجمہ) رات میں جب عقد نماز باندھ لیا ؛ فکر۔ صبح فرزند کیا کھائے گا؟ یعنی رات کو جب نماز کا عقد یعنی تحریمہ باندھا تب دل میں فکر ہوئی کہ صبح کے وقت میرا فرزند کیا کھائے گا؟ کیونکہ اتنی فکر معاش اور قصد تو اعمال آخرت میں شامل ہے۔ (اسی لئے مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں)

شعر: چیست دنیا؟ از خدا غافل بدن ؛ نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

(ترجمہ) دنیا تو ہے بس غافلی از یک خدا ؛ فرزند و زن، نقرہ، متاع نکر جدا (باقی بر صفحہ آئندہ)

تحقیق الالفاظ | ولا ینفع بل یقع ما قدرہ اللہ تعالیٰ ویخل باعمال الخیر لاشتغال فراغ القلب ویھتم عطف علی لا یھتم العاقل لامر الدنیا ای بل یھتم لامر الآخرۃ لانہ ای امر الآخرۃ ینفع ای ایاہ فی الآخرۃ واما قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جواب عن سوال مقدر کانہ قیل انت قلت ان العاقل لا ینبغی لہ ان یھتم لاجل الدنیا فکیف قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ الا ہم المعیشۃ ای الا فسطراب لاجل معیشۃ العیال قدر ھم ای مقدار ھم فان ذلک القدر ای ذلک القدر الیسیر من الھم من اعمال الآخرۃ خبر ان لتوقف اعمال الآخرۃ علیہ اذ لا تحصل الاعمال الا بالمعیشۃ۔

ولابد لطالب العلم من تقليل العلائق الدنيوية بقدر الوسع ولهذا اختاروا الغربة ولابد لطالب العلم من تحمل المشقة والنصب في سفر التعلم كما قال موسى عليه الصلوٰة والسلام في سفر التعلم ولم ينقل عنه ذلك في غيره من الاسفار لقد لقينا من سفرنا هٰذا نصبًا ليعلم ان سفر العلم لا يخلو عن التعب لان طلب العلم امر عظيم وهو افضل من الغزوات عند اكثر العلماء۔

ترجمہ وتشریح

(بقیہ صفحہ گذشتہ) یعنی دنیا کیا ہے؟ جواب یہ کہ خدا سے غافل ہوجانے کا نام ہے۔ نہ کہ متاع واسباب اور چاندی اور فرزند بیوی) ایک بزرگ دوسرے ایک بزرگ کے یہاں بطور استفادہ مہمان ہونے کے بعد وہاں دنیوی ساز وسامان کو دیکھکر کہا تھا کہ۔ "نہ مرد ست آنکہ دنیا دوست دارد"۔ تب میزبان بزرگ نے جواب دیا تھا کہ "اگر دارد برائے دوست دارد" (ترجمہ) نہ وہ کامل جو دنیا دوست رکھے۔ ہاں! جو رکھے برائے دوست رکھے بعضے لوگ ایک شعر بیان کرکے غلط معنی نکالتے ہیں یعنی اہل دنیا کافرانِ مطلقند۔ روز وشب در زق زق و در بق بق اند۔ بلکہ اس کا صحیح معنی یہ ہوسکتا ہے یعنی کافرانِ مطلق ہیں دنیادار سب ؎ روز وشب وہ زق زق وبق بق میں ہیں سب۔ مراد یہ کہ مصرع اوّل میں کافرانِ مطلق مبتدا مؤخر اور اہل دنیا خبر مقدم ہے یعنی کافران مطلق حقیقت میں دنیادار ہیں۔ نہ مؤمن۔ کذا قال التھانوی قدس سرہٗ)۔ (متعلقہ صفحہ ھٰذا) اور طالب علم کو چاہئے علائق دنیوی کو جہاں تک ہوسکے کم کردے۔ اسی وجہ سے علماء کرام سفر کو پسند فرماتے ہیں۔ (کیونکہ سفر میں تمام تعلقات کم ہوجاتے ہیں) اور طالب علم کیلئے ضروری ہے کہ سفر طلب علم میں محنت ومشقت پر تحمل اور برداشت کرے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سفر طلب علم ہی میں فرمایا کہ "ہمارے اس سفر (علمی) میں ہم نے بہت محنت اٹھائی" حالیکہ ان کے بہت سے سفروں میں سے اور کسی سفر میں آپ کا ایسا کہنا منقول نہیں ہوا ہے۔ اس سے معلوم کرلینا چاہئے کہ سفر علمی تعب ومشقت سے خالی نہیں رہتا ہے۔ کیوں نہو؟ جب طلب علم بہت بڑا اور حد مشکل کام ہے (پس اس کا سفر بھی زیادہ مشکل ہوگا) یہانتک کہ اکثر علماء کے نزدیک طلب علم (ثواب میں) غزوات سے افضل وبرتر ہے

تحقیق الالفاظ بقدر الوسع ای بقدر الطاقۃ البشریۃ ولہذا ای ولاجل تقلیل العلائق۔ اختاروا ای العلماء الغربۃ ای السفر لان الغریب تقل علائقہ بانقطاعہ واعتزالہ عن الخلق والنصب عطف تفسیر للمشقۃ فی سفر التعلم ای فی السفر الکائن لاجل التعلم فی غیرہ ای غیر سفر التعلم لقد لقینا الخ مقول القول لقال لیعلم متعلق بقال ان سفر التعلم لا یخلو عن التعب لان طلب العلم امر عظیم فرہ ایضا عظیم۔

والاجر علیٰ قدر التعب والنصب فمن صبر علیٰ ذلک وجد لذۃ العلم تفوق سائر لذات الدنیا ولھٰذا کان محمد بن الحسن اذا سھر اللیالی انحل لہ المشکلات یقول این ابناء الملوک من ھٰذہ اللذات؟ و ینبغی لطالب العلم ان لا یشتغل بشئ آخر غیر العلم ولا یعرض عن الفقہ قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ ان صناعتنا ھٰذہ من المھد الی اللحد فمن اراد ان یترک علمنا ھٰذا ساعۃً فلیترکہ الساعۃ۔

ترجمہ وتشریح اور (قاعدہ ہے کہ) ثواب بقدر تعب و مشقت ہی ہوتا ہے (پس جس کام کے سفر میں تعب و مشقت کی زیادتی ہوگی اس میں ثواب بھی زیادہ ہوگا۔ اس قاعدہ سے طلب علم میں جبکہ ثواب بہت زیادہ ہے تو اس کے سفر میں تعب و مشقت بھی بحید ہوگی) پس جو شخص ان مشقت اور تکلیفوں پر صبر و تحمل کریگا وہ علم میں ایسی لذت حاصل کریگا جو دنیا کی تمام لذتوں سے بڑھ جائیگی اسی وجہ سے امام محمد بن الحسنؒ کو (کسی مسئلہ میں اشکال پیدا ہونیکی وجہ سے) جبکہ راتوں بھر جاگتے تو ان کا اشکال حل ہو جاتا ہے (اس وقت آپ خوشی میں) فرماتے کہ شاہزادوں کو یہ لذات کہاں نصیب ہو سکتی ہیں؟ (کیونکہ یہ تو علمی لذت ہے۔ علما ہی اس سے لطف اٹھا سکتے ہیں۔ جاہل لوگ کیسے اس سے لذت حاصل کر سکتے ہیں؟ اگرچہ وہ شاہزادہ ہی ہوں) اس واسطے طالب علم کیلئے ضروری ہے کہ علم کے علاوہ اور کسی چیز کیساتھ مشغول نہو اور چاہئے کہ فقہ حاصل کرنے سے کسی وقت اعراض نہ کرے۔ امام محمدؒ نے فرمایا ہمارا یہ کام (یعنی طلب علم) گہوارہ میں جھولنے کیوقت (یعنی بچپن) سے لیکر قبر میں پہنچنے تک ہے (حدیث شریف میں ہے۔ اطلبوا العلم من المھد الی اللحد یعنی علم کو بچپن سے موت تک حاصل کرتے رہو ۱۲ ش) پس جس نے ہمارے اس علم (یعنی فقہ) کو ایک ساعت چھوڑ دینے کا ارادہ کیا تو وہ ساعت ہی اس کو (یعنی اسکے ساتھ موافقت کرنے اور اس کے ساتھ چلنے کو) چھوڑ دے (یعنی اس کا مر جانا بہتر ہے۔ یہ امام محمدؒ کی اُس کیلئے بددعا ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من ذٰلک ۱۲ ش۔

تحقیق الالفاظ والاجر علیٰ قدر الخ فان سفر یکون التعب والنصب فیہ اشد فثوابہ یکون اکثر علیٰ ذٰلک ای التعب والنصب تفوق ای تعلو اذا سھر اللیالی بالنصب علیٰ انہ مفعول سھر اذا سھر ولم ینم فی اللیالی انحل الخ جواب اذا این ابناء الملوک یعنی ان ابناء الملوک بمنزل بعید من ہذہ اللذات لانہا لذات علمیۃ لا یعرفہا الجاہلون ولو کان ابناء الملوک علمنا ہذا ای علم الفقہ واضافۃ ہذا العلم الی نفسہ لکثرۃ الاشتغال بہ کانہ اختص بہ فلیترکہ الساعۃ ای فلیترکہ الزمان بان لا یجری علیہ بموتہ وہذا دعاء علیہ نعوذ باللہ تعالیٰ من ذٰلک۔

ودخل فقيه وهو ابراهيم بن الجرّاح على ابي يوسف يعوده في مرض موته وهو يجود بنفسه فقال ابو يوسف له رمي الجمار راكباً افضل ام راجلاً فلم يعرف الجواب فاجاب بنفسه وهو ان الرمي ماشياً احب في الاولين وهٰكذا ينبغي للفقيه ان يشتغل به في جميع اوقاته فحينئذ يجد لذة عظيمة وقيل رُئي محمد في المنام بعد وفاته فقيل له كيف كنت في حال النزع فقال كنت متأملاً في مسئلة من مسائل المكاتب فلم اشعر بخروج روحي

ترجمہ وتشریح | ایک فقیہ (یعنی) ابراہیم بن الجرّاح حضرت امام ابو یوسفؒ کے پاس ان کے مرض وفات میں جس وقت آپ اپنی جان نکلنے کیلئے تیار تھے یعنی جانکنی کے قریب وقت میں) ان کی بیمار پرسی کیلئے حاضر ہوئے اس وقت امام ابو یوسفؒ نے ان کو فرمایا کہ (حج کے وقت) رمی جمار سواری کی حالت میں افضل ہے یا پیدل؟ اس وقت ابراہیم بن الجرّاح کی سمجھ میں کوئی جواب نہ آیا (یا حالتِ نزع کا نازک وقت دیکھ کر انہوں نے جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔ اس لئے چپ رہے) اس پر حضرت امام ابو یوسفؒ خود جواب دینے لگے کہ اوّل (یعنی مسجد خیف کے قریب) اور اس کے متصل دونوں مقام میں پیدل رمی جمار محبوب زیادہ ہے (نہ کہ ثالث یعنی جمرۂ عقبی میں ۱۲ ش)۔ اسی طرح فقیہ کو چاہئے کہ تمام اوقات فقہ کے ساتھ مشغولیت میں صرف کر دے۔ تب ہی بڑی لذت حاصل کر سکے گا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ امام محمدؒ کو ان کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تب اُن سے پوچھا گیا کہ آپ حالتِ نزع میں (جانکنی کے وقت) کس کیفیت میں تھے؟ اس وقت آپ نے فرمایا کہ میں جانکنی کے وقت مکاتب (غلام) کے متعلق ایک مسئلہ میں غور وتامل کر رہا تھا۔ پس مجھ کو میری رُوح نکلنے کا احساس ہی نہ ہوا۔

تحقیق الالفاظ | یعوده ای حال کونه عائدا وهو یجود من جاد بنفسه اذا قارب ان یقبض الروح ای والحال ان ابا یوسفؒ حینئذ یقرب ان یقبض روحه رمی الجمار مبتدأ بحذف حرف الاستفهام بقرینة ام الواقعة بعده ای أرمی الجمار فی مواقعها ایام الحج راکباً ای حال کونه راکباً افضل ام راجلا ای ماشیا فلم یعرف الجواب ای ابراهیم بن الجرّاح اولم ینطق الجواب مناسبا حینئذ لنزاکة حال النزع فی الاولین اعنی مایلی مسجد الخیف ثم مایلیه لا فی الثالث وهو العقبة فان الرمی فیها راکبا افضل ان یشتغل به ای بعلم الفقه فی ذلک ای فی اشتغاله بعلم الفقه کیف کنت بصیغة الخطاب فی حال النزع ای فی حال خروج الرّوح فلم اشعر الشعور ادنی العلم ای لم اعلم بالکلیة بخروج روحی لفرط اشتغالی بها۔

وقیل انہ قال فی آخر عمرہ شغلتی مسائل المکاتب عن الاستعداد لھذا الیوم وانما قال ذلک تواضعاً۔

فصل ۸ فی وقت التحصیل

قیل وقت التعلم من المھد الی اللحد۔ دخل حسن بن زیاد فی التفقہ وھو ابن ثمانین سنۃ ولم یبت علی الفراش اربعین سنۃ فافتی بعد ذلک اربعین سنۃ۔

ترجمہ وتشریح کہا گیا ہے کہ آپ (امام محمدؒ) نے اپنی آخری عمر میں فرمایا تھا کہ مجھکو مسئلۂ مکاتب نے ایسا مشغول کرکے دوسرے کاموں سے روکدیا کہ آج (یوم موت) کیلئے میں نے کچھ بھی تیاری نہ کرسکا۔ (مصنفؒ فرماتے ہیں) یہ انہوں نے تواضع اور انکسار نفسی کرکے فرمایا تھا (اور اللہ کی فضل ورحمت کی طرف کمال احتیاج ظاہر کرنے کیلئے یہ کہا تھا ورنہ ان کی تیاری سے بڑھکر اور کیا تیاری ہوسکتی ہے؟ حالیکہ آپ امام امت اور فقیہ ملت تھے۔ ۱۲ ش)۔

فصل (۸) تحصیل علم کے وقت کے بیان میں۔ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ تحصیل علم کا وقت بچپن سے لیکر موت تک ہے۔ (یعنی کوئی وقت اس کے لئے خاص نہیں ہے بوجہ قول نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اطلبوا العلم من المھد الی اللحد ۱۲ ش)

حضرت حسن بن زیادؒ (جو حضرت امام اعظمؒ کے شاگردوں میں سے تھے) جس وقت ان کی عمر اسّی سال کی تھی۔ اس وقت آپ فقہ حاصل کرنے کے لئے (مدرسہ میں) داخل ہوئے اور تو یہاں تک محنت کی کہ) چالیس سال تک بستر پر نہیں سوئے۔ اس کے بعد چالیس سال فتویٰ دیتے رہے (یعنی ان کی کل عمر ایکسو ساٹھ سال کی ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ اگر عمر اسّی سال تک بھی پہنچے تب بھی طلب علم ضروری ہے ۱۲ ش)۔

تحقیق الالفاظ وقیل انہ ای محمد بن الحسن شغلنی ای منعنی مسائل المکاتب ای الاشتغال بھا عن الاستعداد لھذا الیوم ای عن احضار العدۃ لیوم الموت وانما قال ذلک تواضعاً وھضماً واحضاراً لکمال افتقارہ الی فضل اللہ ورحمتہ والا فای استعداد فوق استعدادہ وھو امام الامۃ وھمام الملۃ؟ فی وقت التحصیل ای فی بیان تحصیل العلم من المھد الی اللحد ای من وقت الصغر الی الموت لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلبوا العلم من المھد الی اللحد حسن بن زیاد وھو تلمیذ ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ فی التفقہ ای فی تحصیل علم الفقہ وھو ابن ثمانین سنۃ ای فی حال بلوغ عمرہ ثمانین سنۃ ولم یبت ای ولم ینم فافتی بعد ذلک اربعین سنۃ فصار کل عمرہ مائۃ وستین سنۃ فظھر من ھذا ان طلب العلم لازم وان کان عمرہ بلغ الی ثمانین سنۃ

وافضل الاوقات شرخ الشباب ووقت السحر وبين العشائين وينبغي ان يستغرق جميع اوقاته فاذا ملّ عن علم يشتغل بعلم آخر وكان ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما اذا ملّ من الكلام يقول هاتوا ديوان الشعراء وكان محمد بن الحسن لاينام الليل وكان يضع عنده دفاتر وكان اذا ملّ من نوع ينظر فی نوع آخر وكان يضع عنده الماء ويزيل نومه بالماء وكان يقول النوم من الحرارة فلابد من دفعه بالماء البارد۔

ترجمہ وتشریح (لیکن) شروع جوانی کا زمانہ (طلب علم کے لئے) افضل زمانہ ہے۔ اور (افضل وقت) سحری اور مغرب وعشا کا درمیانی وقت ہے۔ اور مناسب ہے کہ طالب علم تمام اوقات طلب علم میں مشغول رہے پس اگر ایک قسم کا علم پڑھتے پڑھتے اُکتا جائے تو دوسرے علم کے ساتھ مشغول ہو جائے (کیونکہ ایک علم کی لذت دوسرے علم کی لذت سے جُدا گانہ ہے۔ تو اس سے ذائقہ بدلتا رہے گا اور ماندگی پیدا نہ ہوگی۔) اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب علم کلام سے اُکتا جاتے تو کہتے کہ شاعروں کا دیوان لاؤ (یعنی اُس کو دیکھتے) اور امام محمد بن الحسنؒ رات بھر نہیں سوتے تھے اور آپ کے پاس کتابوں کے متعدد دفتر موجود رہتے اور جب ایک قسم سے اکتا جاتے تو دوسری قسم کو دیکھ کر ملالت اور پریشانی دور فرماتے تھے اور آپ اپنے پاس پانی رکھ دیتے تھے۔ اور پانی سے نیند کو دور کر دیتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ نیند گرمی سے پیدا ہوتی ہے۔ پس اس کو ٹھنڈے پانی سے (منہ دھو کر مثلاً) دفع کر دینا ضروری ہے۔

تحقیق الالفاظ وافضل الاوقات ای اوقات الطلب شرخ الشباب ای اوله وبين العشائين ای المغرب والعشاء ولكن غلب العشاء علی المغرب يستغرق ای طالب العلم فاذا ملّ ای صار ملولاً وكسلانا يشتغل بعلم آخر فان لكل علم لذة تغاير لذة العلم الآخر هاتوا ای ائتوا ينظر فی نوع آخر ليزيل ملالته بالماء ای باستعمال الماء كالوضوء وغسل الوجه وغيره۔

فصل ۹ فی الشفقة والنصیحة

وینبغی ان یکون صاحب العلم مشفقا ناصحا غیر حاسد فالحسد یضر ولا ینفع وکان استاذنا شیخ الاسلام برهان الدین رحمة الله تعالیٰ علیه یقول قالوا ان ابن المعلم یکون عالما لان المعلم یرید ان یکون تلامیذه فی القرآن علماء فببرکة اعتقاده وشفقته یکون ابنه عالما وکان یحکی ان الصدر الاجل برهان الائمة جعل وقت السبق لابنیه الصدر الشهید حسام الدین والصدر السعید تاج الدین وقت الضحوة الکبریٰ بعد جمیع الاسباق فکانا یقولان ان طبیعتنا تکل وتمل فی ذلک الوقت

ترجمہ وتشریح فصل (۹) شفقت ونصیحت کے بیان میں۔ اور صاحب علم (یعنی عالم) کو شفقت کرنے والا۔ اور خیر خواہ ہونا چاہئے حسد کرنیوالا نہ بنناچاہئے۔ کیونکہ حسد صرف نقصان ہی کرتا ہے۔ اور نفع نہیں کرتا۔ ہمارے استاذ شیخ الاسلام برہان الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ علماء نے بیان کیا ہے کہ بیشک معلّم کا بیٹا عالم ہوا کرتا ہے۔ اس وجہ سے کہ معلّم چاہتا ہے کہ اس کے سارے شاگرد قرآن کا عالم اور ماہر بنجائیں (اور اسی کیلئے شفقت کے ساتھ کوشش کرتے رہتے ہیں) پس اس اعتقاد کی برکت اور شفقت ہی کیوجہ سے اس کا بیٹا عالم ہوجاتا ہے۔ اور واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ صدر اجل برہان الائمہؒ اپنے دونوں بیٹے صدر شہید حسام الدین اور صدر سعید تاج الدین کیلئے سارے شاگردوں کے تمام اسباق ختم ہوجانے کے بعد دوپہر سے قبل سبق کا وقت مقرر کررکھے تھے تب وہ دونوں بیٹے کہا کرتے تھے کہ اس (دوپہر) کے وقت میں ہماری طبیعت سست اور پریشان ہوجاتی ہے۔ (یعنی ہم کو اس سے پہلے سبق پڑھادیں)۔

تحقیق الالفاظ مشفقا ای ذا شفقة ورحمة ناصحا ای مریدا للخیر غیر حاسد ای غیر مرید لزوال نعمة الغیر قالوا ای العلماء وجملة قالوا مع قولها مقول القول لیقول فی القرآن متعلق بقوله علماء وشفقته للتلامیذه وکان یحکی بصیغة المبنی للمفعول وقت السبق ای وقت تعلم السبق الصدر الشهید بدل من ابنیه حسام الدین عطف بیان للصدر الشهید وقت الضحوة الکبریٰ مفعول ثان لجعل ای قبل استواء الشمس بساعة او ساعتین بعد جمیع الاسباق الاسباق جمع سبق ای بعد جمیع اسباق المتعلمین وهو بدل من وقت الضحوة فکانا ای ابناه تکل بکسر الکاف وتشدید اللام من الکلال ای تنفر وتمل ای تصیر ذات ملال۔

فقال ابوهما ان الغرباء واولاد الکبراء یاتوننی من اقطار الارض
فلابد من ان اقدم اسباقهم فببرکة شفقته فاق ابناه علی اکثر
فقهاء اهل الارض فی ذلک العصر فی الفقه وینبغی ان لاینازع احدا
ولایخاصمه لانه یضیع اوقاته قیل المحسن سیجزی بلحسانه
والمسئ سیکفیه مساویه انشدنی الشیخ الامام الاجل الزاهد
العارف رکن الدین محمد بن ابی بکر المعروف بامام خواهر زاده المفتی
رحمة الله علیه قال انشدنی سلطان الشریعة یوسف الهمدانی
هذا الشعر۔ دع المرء لاتجزه علی سوء فعله ؛ سیکفیه مافیه وماهو فاعله

ترجمہ وتشریح اس وقت آپ فرماتے تھے کہ غریب لوگ اور رؤسار کی اولاد بہت دور دور سے ہمارے پاس (پڑھنے کیلئے) آتے ہیں پس اُن سب کو پہلے پڑھا دینا میرے لئے ضروری ہے (تاکہ وہ سبق لیکر سویرے چلے جایا کریں) پس اس شفقت کی برکت سے اُن کے دونوں بیٹے (عالم کامل ہوکر) اس زمانہ کے اکثر وبیشتر فقہار پر فقہ میں فوقیت لے گئے۔ اور طالب علم کیلئے ضروری ہے کہ وہ کسی سے جھگڑا فساد نہ کریں کیونکہ وہ (جھگڑا فساد غیر مفید کام میں وقت صرف کرنیکی وجہ سے) اوقات کو ضائع کر دیتا ہے۔ کہا بعض لوگوں نے کہ محسن (یعنی نیکی کرنے والا دنیا میں) اس کے احسان کے بدلہ کو پالیتا ہے (اور آخرت میں تو ثواب ہے ہی) اور برائی کرنے والے کو اس کی برائیاں ہی دنیا وآخرت میں نقصان کرنے اور وبال بننے کیلئے کافی ہیں (دوسرا کوئی اس کے نقصان کرنے یا بدلہ لینے کیلئے کیوں درپے ہو؟)۔ اور شیخ امام اجل زاہد عارف رکن الدین محمد بن ابوبکر (باقی برصفحہ ۱۳۱)

تحقیق الالفاظ من اقطار الارض ای من اطرافها جمع قطر بضم القاف وهو الطرف فاق ابناه ای صار عالمین غالبین علی اکثر فقهاء اهل الارض الکائنین فی ذلک العصر فی الفقه قوله فی الفقه متعلق بفاق لانه ای التنازع والتخاصم یضیع من التضییع اوقاته بان یصرفها الی امر غیر مفید سیجزی علی صیغة المبنی للمفعول باحسانه ای سیعطی جزاءه فی مقابلة احسانه فی الدنیا سیکفیه مساویه ای سیکفیه قبائحها التی عملها یعنی تستقر نفسه بضرر تلک القبائح التی قصد بها ضرر الغیر ویرجع وبالها الیه ورد فی الاخبار والحکایات مایدل علی صدق هذا الکلام انشدنی ای قرأ علی دع المرء ای اترکه لاتجزه من الجزاء ای لاتجازه علی سوء فعله وهذه الجملة استیناف کانه قیل مامعنی ترک الرجل فاجاب بانه لاتجزه علی سوء فعله بل خل سبیله سیکفیه مافیه من القبائح وماهو فاعله یعنی یکفیه فعل القبیح ویرجع وباله الیه۔

قیل ومن اراد ان یرغم انف عدوہ فلیکرر ھذا الشعر

وانشدت :۔ اذا شئت ان تلقی عدوک راغما ؏ وتقتلہ غما وتحرقہ ھما

فرم للعلی وازدد من العلم انہ ؏ من ازداد علما زاد حاسدہ غما

قیل علیک ان تشتغل بمصالح نفسک لا بقھر عدوک فاذا قمت

مصالح نفسک تضمن ذلک قھر عدوک۔

ترجمہ وتشریح (بقیہ صفحہ گذشتہ) معروف بامام خواہرزادہ مفتی[عہ] رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو یہ شعر سنایا۔ اور انہوں نے کہا کہ مجھ کو سلطانِ شریعت حضرت یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر سنایا (جس کا ترجمہ یہ ہے) چھوڑ دے مرد کو بت بدلہ دے اس کو اس کے بُرے فعل بُرے سوء[عہ] فعلی کا تو بدلہ چھوڑ دے اُس مرد سے ؏ مل ہی جائیگی سزا اُس کو اُسی کے فعل سے۔ (متعلقہ صفحہ ھٰذا) بعض لوگوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنے دشمن کو مغلوب اور مقہور کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس شعر کو بار بار تکرار کے ساتھ پڑھا کرے۔ اور میں نے شعر سُنا ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے) یعنی جبکہ تو چاہے کہ تیرے دشمن کو ذلیل وحقیر پائے تو اور اس حالت میں اُس سے ملے تو اور پریشانی میں اُس کو ہلاک کر دے اور ہموم میں اُس کو جلا ڈالے پس تو بلندی کو طلب کر اور علم میں ازدیاد حاصل کر۔ کیونکہ جو شخص علم میں زیادتی حاصل کرے تب اُس کے حاسد غم وغصہ اور پریشانی میں بڑھ جاتا ہے۔ ؎

اگر چاہو ملے دشمن کو ذِلّت ؏ ہموم وغم میں ہو جائے ہلاکت

بلندی کو طلب کر، علم سے بڑھ ؏ زیادہ[عہ] علم سے زائد حسودت

کسی نے کہا کہ تم اپنے نفس کی اصلاح کے امور میں مشغول ہونے کو اپنے اوپر لازم کر لو (باقی بر صفحہ ۱۳۱)

تحقیق الالفاظ من ازداد ان یرغم الخ وہذا کنایۃ عن قہر العدو وتحیرہ ہذا الشعر ای الشعر المذکور الآن وانشدت علی صیغۃ المجہول راغما حال کونک راغما محزونا ایاہ غما ای لاجل الغم وتحرقہ من الاحراق ہما ای حزنا فرم رُم امر حاضر من الروم والطلب ای فاطلب للعلی ای فی العلم وہذہ الجملۃ جواب اذا (باقی بر صفحہ آئندہ)

حل لغات بعض مبتدعین غالی ومعاندین اہل حق کہا کرتے ہیں کہ سلف میں مفتی کوئی نہ تھے۔ ان کی ترمیم وتردید کیلئے یہ لفظ مفتی نیز ازیں قبل جو متعدد جگہ منقول ہوا ہے کافی ہے ۱۲ عہ یعنی برائی وشرارت ۱۲۔

عہ یعنی علم کی زیادتی سے تیرے حاسدین کے غم زائد ہوتے رہتے ہیں اور وہ تمہارے علم وبلندی کو دیکھ دیکھ کر جلتے رہتے ہیں۔ حسودت بمعنی تیرے حاسد ہلاکت بمعنی ہلاکی ۱۲ منہ

[illegible]

وایاك والمعاداة فانها تفضحك وتضيع اوقاتك وعليك بالتحمل لاسيما من السفهاء قال عيسىٰ بن مريم عليه الصلوٰة والسلام احتملوا من السفيه واحدةً كي تربحوا عشرًا۔ شعر

ترجمہ وتشریح (متعلقہ صفحۂ گذشتہ) دشمن کو مغلوب اور مقہور کرنے کی طرف خود متوجہ نہ ہوں۔ کیونکہ جب تم نے اصلاح نفس کے امور کو حاصل کرلیا تو اسی سے تم دشمن کو مقہور اور مغلوب کرلو گے۔ (کیونکہ جب دشمن دیکھیگا کہ تمہاری اصلاح نفس کے سارے امور حاصل ہوگئے۔ (اور تمہارے دوسرے امور منتظم ہوگئے۔ اس وقت وہ پریشانی اور اضطراب میں مبتلا ہوگا۔ اور اسی سے وہ مغلوب ہوجائے گا) (متعلقۂ صفحۂ ھٰذا) خبردار! تم کسی سے کبھی خود دشمنی نہ کرنا۔ (اور بدلہ لینے کا ارادہ بھی نہ کرنا) کیونکہ یہ تمہاری فضیحت (یعنی بے عزتی وشرم کی) بات ہے۔ اور (عداوت اور اس کے اسباب میں مشغول ہونے کی وجہ سے تم عبادت سے محروم ہوجاؤ گے اور تمہاری) دل جمعی باقی نہ رہے گی۔ پس تم تحصیل علم پر قدرت نہ پاؤ گے۔ اور اسی وجہ سے) تمہارے اوقات ضائع اور برباد ہوجائیں گے۔ اور تم کو (ظلم وتکالیف پر) تحمّل وبردباری اختیار کرنا چاہیئے خصوصًا جاہلوں (کے ظلم وتکلیف) پر زیادہ بردبار ہونا چاہیئے۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ تم جاہل بیوقوف کی ایک (اذیت) پر برداشت اور صبر کروگے تو دس گنا نفع (یا اذیتوں سے خلاصی) حاصل کروگے۔ شعر۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے)۔

تحقیق الالفاظ (متعلقہ صفحۂ گذشتہ) انہ ای لانہ والضمير للشان علمًا تمیز ای من جہۃ العلم علیک ای الزم فاذا اقمت ای ادّیت وحصّلت تضمن ذٰلک قہر عدوّک لان العدو اذا رأی مصالحک حاصلۃ وامورک منتظمۃ اغتمّ واضطرب اشد اضطراب فکان ذٰلک قہرًا لہ (متعلقۂ صفحۂ ھٰذا) وایاک ای اتق والمعاداۃ ای العداوۃ بالغیر فانہا ای المعاداۃ وتضیع اوقاتک لانک اذا اشتغلت بالعداوۃ وباسبابہا تشغلک عن العبادۃ وتفرق فی خواطرک فلا تقدر علیٰ تحصیل العلم فتضیع اوقاتک وعلیک بالتحمل ای تحمل الجور والاذیٰ واحدۃ ای اذیۃ واحدۃ کی تربحوا عشرًا ای کی تخلصوا من عشرہا۔

بلوت الناس قرناً بعد قرن | فلم ار غیر ختّال وقال
ولم ار فی الخطوب اشد وقعاً | واصعب من معاداة الرجال
وذقت مرارة الاشیاء طراً | وما ذقت امرّ من السوال

وایاک وان تظن بالمؤمن سوء فانہ منشأ العداوة ولایحل ذلک لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ظنوا بالمؤمنین خیرا وانما ینشأ ذلک من خبث النیة وسوء السریرة کما قال ابو الطیب شعراً۔

ترجمہ وتشریح لوگوں کو میں نے آزمایا ہے ہر زمانہ میں پس نہیں دیکھا میں نے سوائے فریبی اور عداوت رکھنے والے دشمنی کرنے والے کے کسی کو۔ اور نہیں دیکھا میں نے بڑے امور میں زیادہ تاثیر کرنیوالا اور زیادہ مشکل کوئی چیز باہم آدمیوں کی عداوت اور دشمنی سے بڑھ کر۔ اور چکھا میں نے تمام چیزوں کی کڑواہٹ اور تلخی کو۔ اور نہیں پایا میں نے لوگوں سے سوال کرنے اور بھیک مانگنے سے زیادہ تلخ اور کڑوا کسی چیز کو۔ شعر

زمانہ بھر ٹٹولا ہوں میں مردم ؎ فریبی اور عداوت کن ہیں مردم
نہیں دیکھا کسی میں بس زیادہ ؎ اشدی از عداوتہائے مردم
عداوت سے اشد کوئی بمردم
بہت کچھ پا چکا ہوں میں تو تلخی ؎ کہ جبکہ چک چکا ہوں کھانا باہم
ولیکن تلخ تر کوئی نہ پایا ؎ زیادہ از سوالی کرنا باہم
سوالوں سے زیادہ کرنا باہم

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

تحقیق الالفاظ بلوت ای اختبرت قرناً بعد قرن ای زماناً بعد زمان فلم ار من الرؤیة غیر ختال وقال ای غیر غدار ومبغض ولم ار فی الخطوب جمع خطب بفتح الخاء وسکون الطاء وہو الامر العظیم ای ولم ار فی الامور العظام اشد وقعا ای شیئا اشد تاثیرا واصعب بالنصب عطفا علی اشد من معاداة الرجال ای من عداوة بعضہم لبعض وذقت علی صیغة المتکلم من الذوق طرا ای جمیعا وما ذقت ای شیئا امر من السوال ای لیس شئ اشد مرارة من السوال وعرض الاحتیاج فانہ ای ذلک الظن السوء منشأ العداوة ای محل نشئہا و حصولہا ولایحل ذلک ای سوء الظن انما ینشأ ذلک ای سوء الظن السریرة ای السر وہو اسم لما یکتم

حل لغات: عہ دشمنی کرنے والا ۱۲ عہ یعنی باہم دشمنی کرنے سے زیادہ سخت اور کچھ انہیں نہیں دیکھا ۱۲ عہ زیادہ کڑوا ۱۲ للعہ یعنی باہم سوال کرنے اور بھیک مانگنے سے زیادہ اور کچھ کڑوا پن میں نہ پایا ۱۲ منہ

اذا ساء فعل المرء ساءت ظنونہ	وصدق مایعتادہ من توھم
وعادیٰ محبیہ بقول عُداتہ	واصبح فی لیل من الشک مظلم

وانشدت لبعضھم :-

تنحّ عن القبیح ولا تردہ	ومن اولیتہ حسنا فزدہ
ستکفی من عدوک کل کید	اذا کاد العدو فلا تکدہ

ترجمہ وتشریح (متعلقہ صفحۂ گذشتہ) خبردار! مؤمن کے ساتھ بدگمانی کرنے سے بچو۔ کیونکہ اس سے عداوت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ بدگمانی جائز بھی نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ مؤمن کے ساتھ نیک گمان رکھا کرو۔ اور بدگمانی بدنیتی اور فاسد خیالی سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ ابوالطیب متنبی نے شعر میں کہاہے (جس کا ترجمہ یہ ہے)۔ (متعلقہ صفحۂ ھذا) یعنی جبکہ آدمی کا فعل بُرا ہوجاتا ہے تب اس کا گمان بھی بُرے ہوجاتے ہیں تب اس کے دل میں جو وہم اور خطرہ آتا رہتاہے اس کو سچا گمان کرلیتاہے اور دشمنوں کی باتوں سے اپنے دوستوں کے ساتھ دشمنی کرنے لگتاہے اور شک اور وہم سے اندھیری رات میں پڑا رہتاہے دوستوں کی دوستی پر شک وشبہ کی دلدل میں پھنسا رہتاہے۔

عمل بدہوں، خیالوں کو تو بدجان ؎ کرے تصدیق بدوہمی کی وہ مان
عدوؔ کی بات سے بدظن ہوا زدوست ؎ اندھیرے میں شبہ کے وہ تو یہ مان

اور بعض کا شعر سنا میں نے (جس کا ترجمہ یہ ہے) یعنی بُری بات سے (باقی برصفحۂ آئندہ)

تحقیق الالفاظ اذا ساء الخ یعنی اذا قبح فعل الانسان قبحت ظنونہ فینبغی حسن ظنہ بالصدقائہ وصدق الخ ای صدق مایعتادہ ای یرد من توہم وخاطر یخطر علیٰ قلبہ وعادی محبیہ ای اظہر المعاداۃ علی محبیہ بقول عداتہ فی حق الاحبۃ قولاً فاسداً واصبح الخ ای صار فی حق الاحباء فی شک مظلم کاللیل یعنی شک فی صداقۃ احبائہ وکمال مودتہم لبقول العُداۃ بضم العین جمع العادی وہو العدو ای بقول الاعداء بناءً علیٰ ماقیل من یسمع یخل تنح ای کن فی ناحیۃ وطرف ولاتردہ بل اترکہ بالکلیۃ اولیتہ ای اعطیتہ حسنا ای شیئاً حسناً من الانعام فزدہ ای ما اعطیتہ ستکفی بصیغۃ المخاطب المبنیۃ للمفعول ای سیکفیک اللہ تعالیٰ کل کید ای جمیع مکرہ وحیلۃ فرجع الیہ ضررہ اذا کاد من الکید فلا تکدہ ای فلا تمکرہ انت بل فوضہ للہ تعالیٰ فیجازیہ۔

حل لغات:- عــہ یعنی دشمن کی بات پر وہ دوست سے بدگمان ہوجاتاہے وہ دوستوں کی دوستی کے بارے میں ایسے شک وشبہ میں ہے جو رات کے مانند بالکل اندھیرا ہے ۱۲ منہ۔

وانشدت للشیخ العمید ابی الفتح البستی رحمہ اللہ تعالیٰ ؎

ذو العقل لا یسلم من جاھل ÷ یسومہ ظلما واعناتا
فلیختر السلم علی حربہ ÷ ولیلزم الانصات ان صاتا

ترجمہ وتشریح

(بقیہ صفحہ گزشتہ) تم ہٹ جاؤ اور اس کا ارادہ ہی نہ کرو بلکہ اس کو بالکل ترک کر دو۔ اور جس سے تم نے اچھا معاملہ کیا یا کچھ عطا کیا اس کو اور بھی بڑھا دو۔ اس سے تم تمھارے دشمن کے ہر مکر و فریب سے بچ جاؤ گے۔ اور جب دشمن تم سے فریب کا معاملہ کرے تب تم اس کو دھوکہ مت دو۔ ؎

بدوں[عہ] سے بچو تم، نہ جاؤ وہاں بس ÷ بڑھاتے رہو تم عطا پر عطا بس
بچو گے عدو کے فریبوں سے تم بس ÷ فریبی اگر ہو تو دھوکہ نہ دو بس

(متعلقہ صفحہ ھٰذا)

اور شیخ عمید ابو الفتح بستی رحمہ اللہ تعالیٰ کا شعر سنا (جس کا ترجمہ یہ ہے) یعنی عقلمند جاہل سے سلامت نہیں پا سکتا ہے۔ اس کو تکلیف دیتا رہتا ہے جاہل ظلم اور سرکشی کرکے۔ پس چاہیئے کہ اس کے لڑنے پر اس سے صلح و آشتی کو اختیار کر لے اور چاہیئے کہ سکوت کو لازم کر لے اگر وہ آواز کرے (جیسے کہا جاتا ہے ع جواب جاہلاں باشد خموشی۔ یعنی جاہلوں کی باتوں کا جواب خاموش رہنا ہے۔ کیونکہ دستور ہے لوگ جس سے جاہل ہوتا ہے اس کا دشمن ہوتا ہے)

بچے کیسے خرد مند ظالموں[عہ] سے؟ ÷ جو ایذا دے اُسے کوئی جہل سے
کنارہ کش ہی ہو جائے وہ جنگ[سہ] سے ÷ خموشی[للعہ] چاہیئے اُس کے سخن[صہ] سے

تحقیق الالفاظ

لا یسلم من جاھل ای لا یخلص من کید جاھل ومکرہ للمعاداۃ الواقعۃ بینہما علی ما ینبغی عند المرء عدد لما جہل یسومہ ای یکلف علیہ العمل المشاق ظلما مفعول لہ ای لاجل الظلم واعناتا یقال اعنتہ ای اخرجہ واوقعہ فیما لا یستطیع الخروج منہ فلیختر السلم بکسر السین ای الصلح علی حربہ ای فلیختر ذو العقل الصلح علی حرب الجاھل ولیلزم الانصات ای الاصغاء ویرید بہ السکوت ان صاتا ای ان احدث صوتا وصاح الالف للاشباع یعنی ان حمل وصاح الجاھل فلیلزم العاقل السکوت ولا یقابلہ لان جواب الاحمق السکوت کما قیل ع جواب جاہلاں باشد خموشی۔ وفیہ من الجناس التام ما لا یخفی

حل لغات:۔ عہ یعنی برائیوں سے بچتے رہو ان کے پاس مت جاؤ اور ان کو بالکل چھوڑ دو۔ اور بُرے لوگوں پر بار بار احسان اور بخشش کرتے رہو۔ اس سے وہ تمہارے مطیع اور فرمانبردار بن جائیں گے۔ اور دشمن کے فریب کے بدلے میں تم فریب مت کرو اسی سے تم اس کے فریبوں سے بچ سکو گے ۱۲ عہ ظلم کرنے والے جاہل آدمیوں سے ۱۲ سہ لڑائی ۱۲ للعہ سکوت کرنا اور چپ رہنا ۱۲ صہ یعنی بکواس اور بیجا حملہ اور چیخ و پکار ۱۲ منہ ۱۲۔

فصل ⑩ فی الاستفادة

وینبغی ان یکون طالب العلم مستفیدا فی کل وقت حتی یحصل له الفضل. وطریق الاستفادة ان یکون معه فی کل وقت محبرة حتی یکتب ما یسمع من الفوائد العلمیة قیل من حفظ فر ومن کتب شیئا قر وقیل العلم ما یوخذ من افواہ الرجال لانهم یحفظون احسن ما یسمعون ویقولون احسن ما یحفظون وسمعت الشیخ الاستاذ زین الاسلام المعروف بالادیب المختار یقول قال هلال بن یسار رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقول لاصحابه شیئا من العلم والحکمة

ترجمہ وتشریح | **فصل (۱۰) استفادہ علمی کے بیان میں:** طالب علم کو چاہیے کہ ہر وقت علمی فوائد کو حاصل کرتا رہے۔ یہاں تک کہ (علم میں) فضل وکمال حاصل ہو جائے۔ **استفادہ کا طریقہ:** اور استفادہ (یعنی علمی فائدے حاصل کرنے) کا طریقہ یہ ہے کہ ہر وقت دوات (یعنی سامان کتابت روشنائی دان نیز قلم وکاغذ وغیرہ) اپنے ساتھ رکھے تاکہ جو کچھ فوائد علمیہ سُن پائے اس کو فوراً لکھ لیا کرے۔ کسی نے (کیا ہی عمدہ) کہا کہ جس نے کچھ یاد اور ازبر کر لیا وہ حافظہ سے بھاگ گیا (یعنی بھول گیا) اور جو کچھ لکھ لیا وہ ثابت اور محفوظ رہا اور بعضوں نے کہا کامل اور عمدہ علم تو وہی ہے جو کامل ماہرین فن مردوں کی زبانوں سے حاصل کیا جائے۔ کیونکہ وہ حضرات جو کچھ سنتے ہیں اس میں سے عمدہ اور بہتر کو یاد کر لیتے ہیں۔ اور جو کچھ یاد کرتے ہیں اس میں سے عمدہ کو بیان کرتے ہیں۔ اور سنا میں نے شیخ ادیب استاذ زین الاسلام معروف بادیب مختارؒ سے آپ فرماتے ہیں۔ کہ ہلال بن یسارؓ نے فرمایا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو کچھ علم وحکمت کی باتیں بیان فرماتے ہیں۔

تحقیق الالفاظ | مستفیدا ای طالبا لفائدة العلم حتی یحصل له الفضل ای والکمال فی العلم ان یکون معه ای مع الطالب محبرة ای وعاء المداد من حفظ فر ای من حفظ شیئا فر ذلک الشیٔ من حفظه فحذف المفعول لظهوره قر ای استقر ذلک الشیٔ العلم ای العلم الکامل الحسن الرجال ای المهرة الکاملین یقول مفعول سمعت یقول لاصحابه شیئا الخ ای یبین لهم شیئا منها۔

فقلت یا رسول اللہ اعد لی ما قلت لهم فقال لی هل معك محبرة؟ فقلت ما معی محبرة فقال النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم یا هلال لا تفارق المحبرة فان الخیر فیها وفی اهلها الی یوم القیامة ووصی الصدر الشهید حسام الدین لابنه شمس الدین ان یحفظ کل یوم یسیرا من العلم والحکمة فانه یسیر وعن قریب یکون کثیرا۔ واشتری عصام بن یوسف قلما بدینار لیکتب ما سمع فی الحال۔

ترجمہ وتشریح تو میں نے کہا اے رسول اللہ آپ نے اُن کو جو کچھ بیان فرمایا وہ مجھ کو دوبارہ بیان فرمایئے۔ پس آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس دوات (یعنی سامانِ کتابت روشنائی دان وقلم وکاغذ وغیرہ) ہے؟ میں نے کہا میرے ساتھ دوات (وغیرہ سامانِ کتابت) نہیں ہے۔ اس وقت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ہلال! دوات (وغیرہ سامانِ کتابت) کو اپنے پاس سے کبھی جُدا نہ کرو۔ کیونکہ خیریت وبھلائی قیامت کے دن تک کے لئے اس میں اور اس کے اہل (اہلِ علم) میں (رکھی گئی) ہے۔ اور صدر شہید حسام الدینؒ نے اپنے بیٹے شمس الدین کو وصیت کی کہ وہ علم وحکمت کی باتوں سے روزانہ کچھ تھوڑی سی یاد کر لیا کریں۔ پس وہ اگرچہ تھوڑی ہی ہے لیکن عنقریب کچھ دنوں کے بعد بہت ہو جائیں گی۔ حضرت عصام بن یوسفؒ نے ایک قلم ایک دینار سے خرید کر لیا تھا۔ تاکہ جو کچھ سنے اس کو (سنتے ہی) فی الفور لکھ لیا کریں۔ (دینار سونے کے سکّہ کو کہتے ہیں۔ جیسے گنی۔ لیکن دینار ساڑھے چار ماشہ یعنی چھ آنے وزن کا ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ اگرچہ اُس وقت قلم معمولی قیمت پر فروخت ہوتا تھا۔ مگر کتابت کے کام کو زیادہ اہم اور ضروری جان کر انہوں نے ایک بیش قیمت قلم خرید کر لیا تھا۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ میں اگرچہ قلم مفت میں بھی تیار ہو سکتا ہے مگر لوگ زیادہ قیمت دیکر فونٹین پین یعنی بھرا قلم خرید کرتے ہیں۔ اور وہ بھی مختلف قیمت کا اور متعدد قسم کا ہوا کرتا ہے۔ بعضے تو ڈیڑھ دو روپیہ کا ہے اور بعضے سَو ڈیڑھ سَو روپیہ کا ہے۔ لیکن فونٹین پین منتہی اور درست خط والے کو مفید ہے۔ ابتدائی لکھنے والے کا اس سے خط درست نہیں ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کے واسطے وہ بیکار ہے۔)

تحقیق الالفاظ اعد ای کرر امر من الاعادة ماقلت بصیغة الخطاب ما معی محبرة ای لیس معی محبرة فانه ای ذلک الشئ یسیرا ای قلیل وعن قریب ای بعد قریب یکون کثیرا یعنی بکثرة مرور الایام یکون ما حفظه کل یوم کثیرا۔ یقال فی الفارسیة۔ اندک اندک خیلے شود وقطرہ قطرہ سیلے گردد۔ بدینار ای بمقابلة دینار لیکتب ما سمع فی الحال ظرف لیکتب ای لیکتب ما سمع فی حال سماعه۔

فالعمر قصير والعلم كثير فينبغي ان لا يضيع الاوقات والساعات ويغتنم الليالي والخلوات۔ عن يحيى بن معاذ الرازي الليل طويل ولا تقصره بمنامك والنهار مضئ فلا تكدره بآثامك۔ وينبغي ان يغتنم الشيوخ ويستفيد منهم وليس كل ما فات يدرك كما قال استاذنا شيخ الاسلام في مشيختة كم من شيخ كبير في العلم والفضل ادركته وما استخبرته۔

ترجمہ وتشریح کیونکہ عمر بہت چھوٹی ہے اور علم بہت زیادہ۔ اس لئے اوقات اور ساعات کو ضائع نہ کرنا چاہئے (بلکہ حفظ وکتابت میں صرف کردینا چاہئے) اور لیالی وخلوات یعنی راتوں اور تنہائی کے وقتوں کو غنیمت جان کر کچھ نہ کچھ حاصل کرلینا چاہئے۔ یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ رات بہت لمبی ہے۔ اس کو نیند میں صرف کرکے نہ گھٹاؤ اور دن چمکدار اور روشن ہے۔ پس اس کو تمہارے گناہوں کے ساتھ میلا اور گدلا نہ کردو اور شیوخ واکابر کو غنیمت جانیں (یعنی ان کی صحبت سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے البرکۃ مع اکابرکم یعنی تمہارے اکابر اور شیوخ کی صحبت ومعیت میں برکت ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہر چیز کا بہت زیادہ تجربہ کرچکا ہے۔ پس وہ لوگ جانتے ہیں کہ کس قول اور کس فعل میں فائدہ اور نفع زیادہ ہے۔ ۱۲ ش) اور ان شیوخ واکابر (کے قول اور فعل) سے فائدہ حاصل کرتے رہنا مناسب اور ضروری ہے۔ کیونکہ علم کی ہر فوت شدہ چیز حاصل نہیں ہوا کرتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے استاد شیخ الاسلام (برہان الدین صاحب ہدایہ) نے اپنی کتاب "مشیخت" میں فرمایا کہ میں بہت سے صاحب علم وفضل (کاملین) کا زمانہ تو پایا مگر (افسوس کہ) ان سے کسی قسم کا خیر طلب نہ کرسکا۔

تحقیق الالفاظ فینبغي ان لا یضیع الخ ای بتعطیل تلک الاوقات وصرفها الی ما لا ینبغی والخلوات ای المقامات التی یخلو فیها المؤمن عن الموانع والاغیار ولا تقصره من التقصیر بمنامک یعنی بالصرف الی منامک مضئ ای ذو ضیاء فلا تکدره بآثامک ای لا تجعله ذا کدورة وظلمة بتلوثات آثامک ان یغتنم الشیوخ لقوله صلی اللہ علیہ وسلم البرکة مع اکابرکم ای البرکة مع صحبة اکابرکم واقدمکم زمانا لانهم جربوا الاشیاء کثیرا فیعلمون ان الفائدة فی ای فعل وفی ای قول ویستفید منهم ای ان یستفید منهم فی ای قول وفی ای فعل الفائدة منهم کل ما فات من العلوم یدرک علی صیغة المبنی للمفعول ای لا یقدر احد ان یصل فی مشیخته اسم کتاب لصاحب الهدایة وما استخبرته ای ما طلبت منه الخبر ۱۲

واقول علی ھذا الفوت متمثلا ھذا البیت۔ شعر

لہفا علی فوت التلاقی لہفا ؛ ما کل مافات ویفنی یلفیٰ

قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا کنت فی امر فکن فیہ وکفی بالاعراض عن علم اللہ تعالیٰ خزیا وخسارا واستعذ باللہ منہ لیلا ونھارا۔ ولا بد لطالب العلم من تحمل المشقۃ والمذلۃ فی طلب العلم

ترجمہ وتشریح اور (استفادہ کے) اس فوت پر یہ شعر پڑھتا ہوں۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے) یعنی افسوس ہے کہ میں نے بہت فضلاء سے ملاقات کرنے کے باوجود ان سے استفادے کو فوت کر دیا ہے ہر وہ شئی جو فوت ہو جائے اور فنا ہو جائے نہیں پایا جا سکتا ہے

(شعر) حیف ہے جو استفادہ فوت ہو ؛ ہر وہ شئی کب مل سکے جو فوت ہو؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جب تم کسی امر کو حاصل کرنے کی فکر میں ہو تو اس میں ہمیشگی کرتے رہو۔ اور رسوائی اور خسارت (دنیا وآخرت) کیلئے بس یہی کافی ہے کہ علم خداوند تعالیٰ سے (یعنی انکے حسب مرضی اور حسب حکم علم سیکھنے سے) اعراض کرتا رہے۔ دن و رات اس قسم کے اعراض سے خداوند تعالیٰ کی پناہ مانگتے رہو۔ طالب علم کو تحصیل علم میں مشقت اور ذلت کو برداشت کرتے رہنا ضروری ہے۔

تحقیق الالفاظ لہفا کلمۃ لہفا کلمۃ تحسر تحسر بہا علی شئی فائت وہو منادیٰ والفہا منقلبۃ عن یاء المتکلم والمعنی یا حسرتا ویا ندامتا علی فوت التلاقی مع اکابر العلماء واعاظم الفضلاء احضری فہذا اوانک ولہفا الثانی تاکید للاول ما کل مافات ما الاولیٰ نافیۃ والثانیۃ موصولۃ یلفی علی صیغۃ المبنی للمفعول ای یوجد والمعنی لا یوجد کل ما فات ویفنی ولا یمکن تحصیلہ فہذا تحسر وتاسف محض والتاسف لا ینفع بعد مضی الحال ہکذا فی الشرح اذا کنت فی امر ای اذا کنت فی تحصیل شئی من الاشیاء فکن فیہ ای فتفرغ لہ واجتہد فی تحصیلہ وداوم فیہ ولا تہملہ وکفی بالاعراض الباء مزیدۃ کما فی قولہ تعالیٰ وکفی باللہ شہیدا ای کفی الاعراض خزیا وخسارا نصب علی التمییز ای الاعراض عن علم اللہ تعالیٰ خزی وفظاعۃ وخسارۃ فی الدنیا والآخرۃ یجب ان یحترز عنہا منہ ای من الاعراض عن علم اللہ تعالیٰ وفواتہ لیلا ونہارا نصب علی الظرفیۃ ای فی اللیل والنہار المشقۃ والمذلۃ الکائنتین فی طلب العلم۔ ۱۳

والتملق مذموم الا فی طلب العلم لانہ لابد لہ من التملق للاستاذ والشرکاء وغیرھم للاستفادۃ منھم قیل العلم عزّ لا ذُلّ فیہ لایدرک الا بذل لا عزّ فیہ وقال القائل :۔

ارٰی لک نفسا تشتھی ان تعزھا ؛ فلست تنال العز حتی تذلھا

فصل (۱۱) فی الورع فی حال التعلم

روٰی بعضھم حدیثا فی الباب عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال من لم یتورع فی تعلمہ ابتلاہ اللّٰہ تعالٰی باحد ثلثۃ اشیاء

ترجمہ وتشریح اور تملق اور چاپلوسی بری صفت ہے مگر طلب علم میں مذموم نہیں ہے۔ کیونکہ استاد اور ہمسبقوں وغیرہم سے استفادہ کرنیکیلئے تملق اور خوشامدی بہت ضروری ہے۔ کہا بعضوں نے کہکہ علم عزت ہی عزت ہے اس میں کسی قسم کی ذلت نہیں ہے۔ مگر وہ علم حاصل ہوتا ہے ایسی ذلت سے کہ جس میں عزت بالکل نہیں ہے کسی شخص نے کہا ہے۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے) یعنی دیکھتا ہوں میں تجھکو کہ تو اپنے نفس کی عزت حاصل کرنے کی خواہش کرتا ہے۔ پس تو عزت کو نہیں پا سکتا ہے جب تک خوشامد اور چاپلوسی کے ساتھ اس کو ذلیل نہ کردے تو (یعنی بہت خوشامد اور چاپلوسی کے ساتھ کام کرکے ایک دن تو عزت کو حاصل کرسکتا ہے)۔ شعر

خواہش کرے عزت کی جو ؛ لیکن وجود اپنے کو تو
جب تک تہیئں کردے نہ تو ؛ پاوے نہیں عزت کو تو

فصل (۱۱) طالبعلمی کے زمانہ میں پرہیزگاری کے بیان میں۔ اس بارے میں بعض علماء نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ایک حدیث روایت کی کہ آپ فرماتے ہیں جو شخص تحصیل علم کے زمانہ میں پرہیزگاری اختیار نہ کریگا اللہ تعالٰی اس کو تین چیزوں میں سے کسی ایک کے ساتھ (ضرور) مبتلا کردیگے۔

تحقیق الالفاظ مذموم فی شئی من الاشیاء الا فی طلب العلم فالاستثناء مفرغ لانہ لابد لہ ای لطالب العلم وغیرہم ای من الفضلاء والعلماء للاستفادۃ منھم قیل فی تاکید ہذا المعنی عزّ ای عزۃ لا ذل بضم الذال ای لامذلۃ ولاحقارۃ فیہ لایدرک ای لایتوصل الیہ الا بذل لاعز فیہ المراد بہذا التملق الطالبین للاستاذ والشرکاء وغیرہم وعرض الاحتیاج الیہم فی التعلم وہذا ذل یؤدی الی عز ابدی وفی ہذا القول من العکس المستوی مالایخفی وقال القائل ولعلہ لم یذکر اسم الشاعر لعدم علمہ بہ تشتہی ای تطلب بلذۃ ان تعزہا ای ان تجعلہا عزیزۃ فلست بصیغۃ الخطاب حتی تذلہا انت تذل التملق فی الورع ای التحرز عن الحرام فی ہذا الباب ای باب الورع۔

اما ان يميته في شبابه او يوقعه في الرساتيق او يبتليه بخدمة السلطان فمهما كان طالب العلم اورع كان علمه انفع والتعلم له ايسر وفوائده اكثر ومن الورع ان يتحرز عن الشبع وكثرة النوم وكثرة الكلام فيما لا ينفع وان يحترز عن اكل طعام السوق ان امكن لان طعام السوق اقرب الى النجاسة والخباثة وابعد عن ذكر الله تعالىٰ واقرب الى الغفلة :۔

ترجمہ وتشریح (۱) جوانی کی حالت میں اُس کو موت دینگے (یعنی علم ازلی میں مقدر ہوگا کہ اگر یہ شخص زمانۂ تعلیم میں پرہیزگاری اختیار نہ کریگا تو جوانی میں مرجائیگا۔ اور یہ قضاء معلق ہے)۔ (۲) یا اس کو دیہات میں (جاہلوں کے ساتھ بسر اوقات کرنے کے لیے) ڈالدینگے۔ (۳) یا اس کو خدمتِ سلطان کے ساتھ مبتلا کر دینگے (پس سمجھ لینا چاہئے کہ بادشاہ کی خدمت و ملازمت اور شاہی نوکری کتنی ذلت کی بات ہے؟ جس کو لوگ فخر اور بڑائی کی بات سمجھتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک ۱۲۔ پس جو کچھ علم حاصل کیا اس کو ضائع اور برباد کردیگا۔ حاشیہ میں ہے۔ ظاہر کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ واللہ اعلم بالصواب) لاجرم طالب علم جتنا زیادہ پرہیزگار ہوگا اتنا زیادہ اس کا علم نفع کرنے والا ہوگا۔ اور اس کے طلب علم کا کام زیادہ آسان ہوجائیگا اور فوائدِ علم اُس کو بہت زیادہ ملتے رہیں گے۔

پرہیزگاری کے اصول وطریقے :۔ اور کامل پرہیزگاری کی بات یہ ہے کہ (۱) زیادہ آسودہ ہوکر نہ کھائے۔ (۲) بہت زیادہ نہ سوئے۔ (۳) بے فائدہ زیادہ بات چیت نہ کرے۔ (۴) اور جہاں تک ممکن ہوسکے بازار کا کھانا (یا بازار میں بیٹھکر) کھانے سے پرہیز کرے۔ کیونکہ بازار کا کھانا (اکثر دُکانداروں کی بے پروائی سے پاک اور صاف نہیں ہوتا ہے اس لئے) ناپاکی اور خباثت کے زیادہ قریب اور ذکر اللہ سے زیادہ دور کرنیوالا اور غفلت اور بے پروائی کی طرف زیادہ قریب کرنیوالا ہے۔ (کیونکہ غفلت یعنی بازاری لوگوں کی جگہ میں واقع ہوتا ہے)۔

تحقیق الالفاظ ان يميته في شبابه بان قدر في العلم الازلى ان ذلك الرجل ان لم يتورع في تعلمه يموت في زمان شبابه وهذا قضاء معلق او يوقعه بالنصب معطوف على ان يميته في الرساتيق اى في القرى بين قوم جاهلين جمع الرستاق او يبتليه بخدمة السلطان فيضيع ما حصل من العلوم في الحاشية الظاهر ان هذا الحديث موضوع. والله اعلم بالصواب والتعلم له اى لمثل هذا الطالب اكثر ببركة الورع عن الشبع بكسر الشين وفتح الباء ضد الجوع فيما لا ينفع اى كثرة البحث فيما لا ينفع من العلوم لانها لغو محض وتضييع عمر ان امكن اى الاحتراز عنه اقرب الى النجاسة والخباثة لعدم مبالاة اهلها من وقوع النجاسة فيه ومن الشرارة والخباثة اقرب الى الغفلة لوقوعه في مقام اهل الغفلة۔

ولان ابصار الفقراء تقع علیہ ولا یقدرون علی الشراء منہ فیتأذون بذالك فتذھب برکتہ وحکی ان الامام الشیخ الجلیل محمد بن الفضل کان فی حال تعلمہ لایأکل من طعام السوق وکان ابوہ یسکن فی الرستاق ویھیئ طعامہ ویدخل الیہ یوم الجمعۃ فرأی فی بیت ابنہ خبز السوق یوما فلم یکلمہ ساخطا علیہ فاعتذر ابنہ فقال ما اشتریتہ انا ولم ارض بہ ولکن احضرہ شریکی فقال ابوہ لوکنت تحتاط وتتورع لم یجترئ شریکك بذلك وھکذا کانوا یتورعون فلذالك وُفّقوا للعلم والنشر حتی بقی اسمھم الی یوم القیامۃ۔

ترجمہ وتشریح اور چونکہ اُس کھانے پر فقیر محتاجوں کی نظر پڑتی ہے اور وہ لوگ (اس کے دیکھنے کے بعد) خریدنے کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے دل میں تکلیف اٹھاتے ہیں اس وجہ سے اُس کھانے کی برکت ختم ہوجاتی ہے (جو زیادتیٔ علم کا باعث تھا) بیان کیا گیا ہے کہ شیخ جلیل محمد بن فضلؒ اُن کی تحصیل علمی کے زمانہ میں بازار کا کھانا نہیں کھاتے تھے۔ اور ان کا والد محترم گاؤں میں رہتے تھے۔ اور اُن کی خوراک کا انتظام کر دیتے تھے۔ اور جمعہ کے دن (ان سے ملنے) ان کے پاس آتے تھے پس ایک دن (جوان کے پاس تشریف لائے تو) ان کے بیٹے کے حجرہ میں بازار کی روٹی دیکھ پایا تو ان سے غصہ کرکے بات کرنی چھوڑ دی۔ اس وقت ان کے بیٹے (شیخ محمد بن فضلؒ) نے عذر خواہی کی کہ یہ روٹی نہ میں نے خریدی اور نہ میں اس سے راضی ہوا۔ لیکن اس کو میرے ہمسبق نے لائی۔ تب ان کے والد نے کہا کہ اگر تم احتیاط برتتے اور پرہیز گاری اختیار کرتے تو تمہارا ہم سبق اس قسم کے فعل پر کبھی جرأت نہ کرسکتا۔ علماء سلفؒ اس قسم کی پرہیز گاری اختیار فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے ان حضرات کو علم اور نشر واشاعتِ علم کی اتنی توفیق اور مدد شاملِ حال رہی کہ ان کا نام قیامت تک (ذکر جمیل اور ثناء جزیل کے ساتھ صفحۂ دنیا پر) باقی اور جاری رہیگا۔

تحقیق الالفاظ تقع علیہ ای علی ذلک الطعام بذلک ای بوقوع نظرھم علیہ مع عدم القدرۃ علی اشترائہ فتذھب برکتہ فلا ینفع من اکلہ کل النفع ولا یحصل لہ النور بذلک الطعام فلا یستمد بہ علی تحصیل العلم لایأکل ای کان ھو غیر آکل فی محل النصب علی انہ خبر کان الرستاق ای القریۃ فرأی ای فدخل فرأی ساخطا علیہ ای غاضبا علی ابنہ فاعتذر ابنہ ای بیّن العذر ولم ارض بہ ای بشراء ذلک الخبز من السوق وتتورع ای عن مثلہ لم یجترئ ای لم یقدر بذلک ای باحضار طعام السوق عندک وھکذا ای بمثل ذلک التورع کانوا ای العلماء الماضون وفقوا علی صیغۃ المبنی للمفعول ای جعلوا موفقین والنشر ای نشر العلم الی طالبیہ حتی بقی اسمھم ای بالذکر الجمیل والثناء الجزیل۔

ووصی فقیہ من زھاد الفقہاء طالب العلم علیك ان تتحرز عن الغیبۃ وعن مجالسۃ المکثار وقال ان من یکثر الکلام یسرق عمرك ویضیع اوقاتك. ومن الورع ان یتجنب من اھل الفساد والمعاصی والتعطیل فان المجاورۃ موثرۃ لامحالۃ وان یجلس مستقبل القبلۃ ویکون مستنا بسنۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویغتنم دعوۃ اھل الخیر ویتحرز عن دعوۃ المظلومین

ترجمہ وتشریح (پرہیزگاری کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ (۵) غیبت نہ کرے۔(۶) اور زیادہ بات کرنے والے کے پاس نہ جائے۔ جیسا کہ) زاہد فقیہوں میں سے ایک نے ایک طالب علم کو یہ وصیت کی کہ اپنے اوپر غیبت کرنے اور بہت زیادہ بات کرنے والے کے پاس بیٹھنے سے بالکل پرہیز کرنیکو لازم کرلے۔ اور کہا کہ جو زیادہ بات کرتا ہے وہ تمہاری عمر کو چوری کرتا ہے اور تمہارے اوقات کو ضائع کرتا ہے (یعنی بے فائدہ کام میں مشغول کرکے بیخبری میں تمہاری اوقات کو ضائع کرتا ہے جو تمہاری عمر کی چوری ہے) اور پرہیزگاری کی بات یہ بھی ہے کہ (۷) اہل فساد اور گنہگار اور بیکار لوگوں سے بہت زیادہ بچتا رہے کیونکہ صحبت اور ہمنشینی ضرور اثر کرنیوالی ہے۔(۸) اور (طلب علم وغیرہ میں) قبلہ رخ ہوکر بیٹھے۔(۹) اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرتا رہے اہل خیر (یعنی علماء وصلحاء) کی دعاء خیر کو غنیمت جانے۔(۱۱) اور مظلوموں کی بد دعا سے پرہیز کرتا رہے (کیونکہ ان کی بد دعا کا مستجاب ہونا حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن ٭ اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

(جس کا ترجمہ یہ ہے)

ڈرو ہر آہ مظلوماں سے وہ وقت دعا کرنے ٭ اجابت آہی جاتی ہے درِ حق سے دعا لینے

تحقیق الالفاظ طالب العلم منصوب علی انہ مفعول وصی علیک ان تتحرز ای الزم علیک التحرز المکثار ای کثیر الکلام قال ای ذلک الفقیہ من یکثر من الاکثار یسرق من باب یضرب ویضیع اوقاتک لانہ لیس فی اکثار الکلام کثیر نفع فباستماعہ ینقص العمر وتضیع الاوقات ان یجتنب ای طالب العلم من اہل الفساد والمعاصی والتعطیل ای المفسدین العاصین ای الباطلین المضیعین اعمارہم فیما لایہم فان المجاورۃ ای المقارنۃ لامحالۃ والمحالۃ مصدر التحول ای لاتحول ولا انقلاب بل التاثیر بسبب المجاورۃ ثابت بلاشک فلابد من التحرز عن اشالہم تحرزا عن التخلق باخلاقہم مستنا ای آخذا وعاملا اہل الخیر من العلماء والصالحین ویتحرز عن دعوۃ المظلومین لان دعوتہم مستجابۃ بالحدیث الصحیح۔

وحکی ان رجلین خرجا فی طلب العلم للغربۃ وکانا شریکین فی العلم فرجعا بعد سنین الی بلدھما وقد فقہ احدھما ولم یفقہ الاٰخر فتأمل فقہاء البلدۃ وسألوا عن حالھما وتکرارھما وجلوسہما فاخبروا ان جلوس الذی تفقہ فی حال التکرار کان مستقبل القبلۃ والمصر الذی حصل العلم فیہ والاٰخر کان مستدبر القبلۃ ووجہہ الی غیر المصر فاتفق العلماء والفقہاء ان الفقیہ فقہ ببرکۃ استقبال القبلۃ اذ ھو السنۃ فی الجلوس الا عند الضرورۃ وببرکۃ دعاء المسلمین فان المصر لایخلو عن العُبّاد واھل الخیر فالظاھر ان عابدا من العباد دعا لہ فی اللیل

ترجمہ وتشریح اور حکایت بیان کی گئی ہے کہ دو شخص طلب علم کیلئے مغرب کی طرف سفر میں نکلے۔ دونوں ہم سبق تھے۔ چند سال کے بعد دونوں اپنے شہر میں واپس آئے۔ ایک تو فقیہ بنکر دوسرا فقیہ نہ ہوسکا۔ اس پر فقہائِ شہر نے غور وفکر کیا اور ان دونوں کے احوال تکرار اور جلوس کے متعلق دریافت کیا تو (ان کے ساتھ رہنے والوں کی طرف سے) بتادیا گیا کہ فقیہ شخص کا جلوس تکرار کی حالت میں قبلہ رُخ اور اُس شہر کی طرف منھ کرکے ہوتا تھا جس شہر میں وہ دونوں علم حاصل کرتا تھا۔ اور دوسرا شخص قبلہ کو بیٹھ دیکر شہر کے مخالف رُخ کی طرف منھ کرکے بیٹھتا تھا۔ پس علماء وفقہاء اس بات پر متفق ہوگئے کہ وہ فقیہ (۱) استقبال قبلہ کی برکت سے فقیہ ہوا ہے۔ کیونکہ (تمام احوال واعمال خیر میں باستثناء پاخانہ، پیشاب واستنجاء اور جماع وغیرہ کے) قبلہ رُخ ہوکر بیٹھنا ہی سنت ہے۔ مگر بضرورت (غیر قبلہ کی طرف ہوکر بیٹھنے میں حرج نہیں ہے) (۲) اور مسلمانوں کی دُعا کی برکت سے (فقیہ ہوا ہے) کیونکہ شہر عابدوں اور اہل علم سے خالی نہیں رہتا ہے۔ پس ظاہر بات یہ ہے کہ عابدوں میں سے کوئی عابد رات کے وقت دُعا کردی تھی۔ (جس کی برکت سے یہ فقیہ ہوا ہے۔ اور رات کے وقت دُعا زیادہ مقبول ہونے کی اُمید ہے)۔

تحقیق الالفاظ للغربۃ قال فی الشرح ای الدیار الغربیۃ فرجعا ای الی بلدہم وقد فقہ الخ ای والحال انہ صار احدہما فقیہا فاخبروا ای اخبر الرجال الذین یقارنونہم فی زمان تحصیلہم فی حال التکرار کان ای وجد وثبت حال کونہ مستقبل القبلۃ والاٰخر ای جلوس الاٰخر ووجہہ الخ جملۃ اسمیۃ فی موقع الحال ان الفقیہ المعہود فقہ من باب حسن ای صار فقیہا فی الجلوس ای فی جمیع الاحوال لاسیما اعمال الخیر الا عند الضرورۃ المستدعیۃ للجلوس الی غیر القبلۃ العباد جمع عابد دعا لہ فی اللیل وتقیید الدعاء باللیل لکونہ من مظان الاجابۃ غالباً۔

فینبغی لطالب العلم ان لایتھاون بالآداب والسنن فان من تھاون بالآداب حرم السنن ومن تھاون بالسنن* بالفرائض حرم الاٰخرۃ وبعضھم قال ھٰذا حدیث عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ وینبغی ان یکثر الصّلٰوۃ ویصلی صلٰوۃ الخاشعین فان ذٰلک عون لہ علی التحصیل والتعلم۔ وانشدت للشیخ الجلیل الزاھد الحجاج نجم الدّین عمر بن محمّد النسفی۔شعر۔

کن للاوامر والنواھی حافظًا ؎ وعلی الصّلٰوۃ مواظبا ومحافظًا۔

*حرم الفرائض ومن تھاون۔

ترجمہ وتشریح پس طالب علم کیلئے ضروری ہے کہ آداب وسنن کو ادا کرنے میں غفلت اور سستی نہ کرے۔ کیونکہ جس نے آداب ادا کرنے میں سستی کی (اس کی نحوست سے) وہ سنتوں سے بھی محروم ہو جائے گا۔ اور جس نے سنتوں کے ادا کرنے میں غفلت برتی تو وہ (اس کی شامت سے) فرضوں سے بھی محروم ہو جائے گا۔ اور جس نے فرضوں کے ادا کرنے میں سستی کی اور جان چرائی تو وہ ثواب اور نجات آخرت سے بھی محروم ہو جائے گا۔ (اس سے بڑھ کر اور کیا خسارت دنیا و آخرت کی ہوگی؟ ذٰلک ھو الخسران المبین) بعض علماء نے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کی حدیث ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب) اور چاہیے کہ (نوافل وتطوعات کی) نماز بکثرت (خالی اوقات میں) پڑھا کرے۔ (۱۳) اور نماز نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرے کیونکہ اس سے تحصیل علم میں بہت مدد ملتی ہے۔ اس بارے میں شیخ جلیل زاہد الحاج نجم الدین عمر بن محمد النسفیؒ کے یہ اشعار میں نے سنا (جس کا ترجمہ یہ ہے) یعنی تو اوامر ونواہی خداوندی کا حافظ اور پابندی کرنے والا ہو جا۔ اور نماز پر مداومت اور پابندی کرنے والا ہو جا۔ شعر

اوامر، نواہی کا ہو جا تو حافظ[۱] ؎ نمازوں پہ[۲] دائم وہو جا محافظ[۳]

تحقیق الالفاظ ان لایتھاون ای ان لایکاسل حرم ای لشامۃ السنن ای من السنن جمع سنۃ حرم الفرائض ای حرم من اداء الفرائض حرم الاٰخرۃ ای من ثواب الاٰخرۃ الموعود لاھل الفرائض ومن نجاۃ فی الاٰخرۃ۔ ان یکثر من الاکثار الصلٰوۃ ای النوافل والتطوعات فان ذٰلک ای اداء الصلٰوۃ علی وجہ الخشوع عون لہ ای لطالب العلم وانشدت علی صیغۃ المبنی للمفعول عمر النسفی شاعر کن للاوامر والنواھی حافظًا ومعنی حفظھما۔ الامتثال بالاوامر والاجتناب عن النواھی فکانہ بالامتثال والاجتناب حفظھا عن ان لایطاع بھا (باقی برصفحۂ آئندہ)

حل لغات: [۱] حفاظت اور رعایت کرنیوالا [۲] ہمیشگی کرنے والا ۱۲ [۳] محافظت اور دوقت کی پابندی کرنے والا ۱۲

(باقی برصفحۂ آئندہ)

واطلب علوم الشرع والجهد واستعن ؛ بالطیبات تصر فقیهاً حافظاً
واسأل الٰهك حفظ حفظك راغباً ؛ فی فضله فالله خیر حافظاً
(وقال) اطیعوا وجدوا ولا تکسلوا ؛ وانتم الیٰ ربکم ترجعون
ولا تهجعوا فخیار الوریٰ ؛ قلیلاً من اللیل ما یهجعون

ترجمہ وتشریح اور علوم شرع کو طلب کر اور کوشش کر اور مدد طلب کر اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ مرضیہ کے ساتھ ہو جائیگا تو فقیہ اور علوم کا حافظ اور تیرے معبود سے تیری قوتِ حافظہ کی حفاظت کی درخواست کر اُن کی مہربانی اور فضل میں رغبت کرتا ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ بہتر حفاظت کرنے والے ہیں ؎ شریعت کے علموں کو کر تو طلب بس ؛ سعی کر، مدد لے عمل سے اے حافظ
جو پاکیزہ اعمال ہیں اُن کو کر تو ؛ بنے گا تو اس سے فقیہ اور حافظ
خدا کے مِنن سے تو لے حفظ کو بس ؛ بہ رغبت کہ اللہ ہوئے خیر حافظ

اور یہ اشعار بھی ان کے کہے ہوئے ہیں (جس کا ترجمہ یہ ہے) اور اللہ پاک کے حکم کی اطاعت اور فرمانبرداری اور کوشش کرو اور سستی مت کرو۔ حالیکہ تم تمہارے پروردگار کی طرف پھر کر جانیوالے ہو۔ اور مت سوتے رہو (رات کو) کیونکہ بہتر مخلوق تو رات کو بہت کم سوتے ہیں۔ شعر

اطاعت وکوشش کرو تم نہ سستی ؛ چلوگے خدا کی طرف تم بجستی
سوؤ نہ زیادہ۔ خیارُ الوریٰ تو ؛ بہت کم ہیں سوتے کہ راتوں سُبستی

تحقیق الالفاظ (بقیہ صفحۂ گذشتہ) ویجوز ان یکون بمعنے المامورات والمنہیات والمعنی حافظا لہا ای الرعایۃ بحقوقہا وادائہا کما ہا مواظبا ومحافظا ای کن علی الصلوٰۃ مداوما ومحافظا وہی وان کانت داخلۃ تحت الاوامر انہا افردت بالذکر تعظیما لشانہا وایذانا بانہا ام العبادات ومستتبعۃ لسائر الطاعات والاجتناب عن الفواحش والمنکرات لشہادۃ القرآن وہو قولہ تعالیٰ "اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (متعلقہ صفحہ ھذا) واستعن ای اطلب المعونۃ بالطیبات ای بالاعمال الصالحات والاخلاق المرضیۃ تصر مجزوم علیٰ انہ جواب الامر الٰہک ای من الٰہک حفظ حفظک ای اسأل من اللہ حفظ الحفظ الذی اعطاک ایاہ بان یحفظ القوۃ الحافظۃ عن الآفات المخلۃ لہا راغبا ای مظہر الرغبۃ وقال ای عمر النسفی اطیعوا ای اللہ ورسولہ وجدوا بکسر الجیم ای اجتہدوا ولا تکسلوا ای فی الطاعات وانتم الخ ای والحال انکم الیٰ حکم ربکم ترجعون فترون ما اُعِدَّ للمطیعین من الدرجات وللعاصین من الدرکات ولا تہجعوا من الہجوع وہو النوم ای لا تناموا فخیار الوریٰ الفاء للتعلیل والخیار جمع خیر بالتشدید والوریٰ المخلوق ای اشرف المخلوقین وابرارہم قلیلا الخ انتصاب قلیلا علی الظرفیۃ وما تاکید معنی القلۃ ای زمانا قلیلا من اللیل ینامون ـ

عہ یعنی علوم کا حفظ اور یاد کرنیوالا ۱۲ عہ احسانوں سے ۱۲ سہ بہتر حفاظت کرنیوالا اور عمدہ یاد کرانیوالا ۱۲ عہ للعمومی کے ساتھ ۱۲ صہ بہترین مخلوقین ۱۲ منہ

وينبغي ان يستصحب دفترا على كل حال ليطالعه وقيل من لم يكن الدفتر في كمه لم تثبت الحكمة في قلبه وينبغي ان يكون في الدفتر بياض ويستصحب المحبرة ليكتب ما سمع وقد ذكرنا حديث هلال بن يسار۔

فصل (١٢) فيما يورث الحفظ وفيما يورث النسيان

واقوى اسباب الحفظ الجد والمواظبة وتقليل الغذاء وصلوٰة الليل وقراءة القرآن من اسباب الحفظ قيل ليس شئ ازيد للحفظ من قراءة القرآن نظرا۔

ترجمہ وتشریح | اور طالب علم کو چاہئے کہ ہر حالت میں (کتابوں کا) ایک دفتر (یعنی تھیلا وغیرہ) اپنے ساتھ رکھے تاکہ مطالعہ کرسکے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ جس کے آستین (کے نیچے یعنی ہاتھ یا بغل) میں (کتابوں کا) دفتر نہیں ہوتا حکمت اور دانائی کی باتیں اس کے دل میں جمتی نہیں۔ اور دفتر (یعنی تھیلا وغیرہ) کے اندر کاغذوں کی سادہ کاپی ضرور رہنی چاہیئے۔ اور دوات (یعنی سامان کتابت دوات وقلم وغیرہ) کو بھی ساتھ رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ جو کچھ (ماہرین کی زبان سے) سنے لکھ لیا کرے۔ (اس سے پہلے اس بارے میں) ہم نے ہلال بن یسارؓ کی حدیث کو بیان کیا ہے۔ (جس میں دوات ساتھ رکھنے کے متعلق تاکید ہے۔)

فصل (١٢) حافظہ بڑھانیوالی اور نسیان پیدا کرنیوالی چیزوں کے بیان میں۔ اسباب حفظ میں سب سے زیادہ قوی سبب (١) کوشش کرتے رہنا۔ (٢) اور ہمیشگی اور مداومت کرنا (٣) کھانا کم کردینا (٤) اور رات کی (نفل) نمازیں (یعنی تہجد وغیرہ) پڑھتے رہنا۔ (٥) اور تلاوت قرآن بھی اسباب حفظ میں سے ہے (بلکہ) کہا گیا ہے کہ قرآن شریف دیکھکر پڑھنے سے زیادہ بڑھکر اور کوئی شئی حفظ کا سبب نہیں ہوسکتا ہے۔

تحقیق الالفاظ | ان یستصحب دفترا ان یتخذہ مصاحبا لیطالعہ ای لان یطالعہ وقیل فی تایید ہذا المعنی کم بضم الکاف وتشدید المیم بالفارسیۃ آستین بیاض لیکتب فیہ ما سمعہ من افواہ الرجال المحبرۃ دعاء المداد ما سمع ای من العلماء المہرۃ حدیث ہلال بن یسارؓ وہو قولہ رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول لاصحابہ شیئا من العلم والحکمۃ الخ فقد علم منہ ان استصحاب المحبرۃ خیر کما مر فیما یورث ای فیما یعطی الجد ای الاجتہاد الغذاء بالغین والذال المعجمتین اسم لما یتغذی بہ وصلوٰۃ اللیل ای الصلوٰۃ فی اللیل تطوعا کالتہجد وقراءۃ القرآن مبتدا من اسباب الحفظ خبرہ ازید بالنصب خبر لیس نظرا ای بالنظر الی وجہ المصحف۔

وقراءة القرآن نظرًا افضل لقوله عليه الصلوٰة والسلام افضل اعمال أمتی قراءة القرآن نظرًا۔ رأی شداد بن حکیم بعض اخوانه بعد وفاته فی المنام فقال لاخیه ای شئ وجدته انفع قال قراءة القرآن نظرًا ویقول عند رفع الکتاب بسم الله وسبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم العزیز العلیم عدد کل حرف کتب ویکتب ابد الآبدین ودهر الداهرین و یقول بعد کل مکتوبة امنت بالله الواحد الاحد وحده لا شریك له وکفرت بما سواه ویکثر الصلوٰة علی النبی علیه الصلوٰة والسلام فانه ذکر للعلمین۔

ترجمہ وتشریح اور قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کے افضل اعمال میں سے قرآن شریف دیکھکر پڑھنا ہے۔ شدّاد بن حکیم اپنے بعض بھائی کو اس کی وفات کے بعد خواب میں دیکھکر دریافت کیا کہ تم نے کون سی چیز زیادہ فائدہ مند پائی؟ انہوں نے کہا کہ قرآن شریف دیکھکر پڑھنے کو زیادہ فائدہ مند پایا۔ (۶) کتاب کو (مطالعہ کرنے اور پڑھنے کے بعد) اٹھا رکھتے وقت (طالب علم) یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰہِ وسُبْحَانَ اللّٰہِ والحمد للّٰہِ ولَا اِلٰہَ الا اللّٰہُ واللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم العزیز العلیم عدد کل حرف کُتِبَ ویُکْتَبُ ابد الآبدین ودهر الدّاهرین۔ (۷) اور ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرے: اٰمنت باللّٰہ الواحد الاحد وحدہ لا شریك له وکفرتُ بما سواہُ (۸) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود بکثرت پڑھا کرے کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ (پس برکت درود شریف کے نزولِ رحمت وزیادتِ حفظ اور زوالِ نسیان کی امید ہے۔)۔

تحقیق الالفاظ: وقراءة القرآن نظرًا الا من ظهر القلب ای من الحفظ افضل فقال ای شداد بن حکیم لاخیه ای شئ وجدته انفع ای شئ مبتدأ ووجدته علی صیغة الخطاب خبره ای ای شئ من الاشیاء علمته انفع لك فی الآخرة رفع الکتاب ای الکتاب الذی قرأه وطالعه عدد کل حرف منصوب بنزع الخافض ای اقول هذه الکلمات بعدد کل حرف کتب فی الماضی ویکتب ای فی الحال والمستقبل ابد الابدین ودهر الداهرین منصوبان علی الظرفیة لیکتب بعد کل مکتوبة ای بعد کل صلوٰة مفروضة فانه ای النبی علیه الصلوٰة والسلام۔ ذکر للعلمین ای رحمة لهم فببرکة الصلوٰة علیه نرجو نزول الرحمة وشدة الحفظ وزوال النسیان۔

اللهم اغفر لکاتبه ولوالدیه ولمن سعی فیه

قیل شعر) شکوت الی وکیع سوءحفظی ؎ فارشدنی الی ترک المعاصی
فان الحفظ فضل من الله ؎ وفضل اللہ لا یعطی للعاصی
والسواك وشرب العسل واکل الکندر مع السکر واکل احد وعشرین
زبیبة حمراء کل یوم علی الریق یورث الحفظ ویشفی من کثیر من
الامراض والاسقام۔

ترجمہ وتشریح

(۹) (اور گناہوں سے بہت پرہیز کرے) کہا گیا ہے (یعنی جیسا کہ امام محمد بن ادریس شافعیؒ نے کیا خوب فرمایا)۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے) شکایت پیش کی میں نے (میرے استاد) وکیع کی طرف میرے حافظ خراب ہونیکی (یعنی کما حقہٗ وہ درست اور پختہ نہ ہونے کی)۔ پس انہوں نے مجھ کو ہدایت کی گناہوں کو چھوڑ دینے کی طرف۔ پس کیونکہ قوت حافظہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی ہوئی ایک رحمت ومہربانی ہے۔ اور اللہ پاک کی رحمت گنہگار کو نہیں عطا کی جاتی ہے۔ شعر

شکایت کی ہے میں نے خود وکیع سے ؎ مجھے بد حافظہ ہے پس بہت سے
ہدایت کی ہیں مجھ کو میرے استاد ؎ کرو ترکِ معاصی تم رہے یاد
کہ حفظ وضبط ہے فضل اِک خدا کا ؎ تو عاصی کب ہے پاتا فضل اُن کا؟

(۱۰) مسواک کرنا۔ (۱۱) شہد استعمال کرنا۔ (۱۲) شکر کے ساتھ کندر[عہ] کھانا (یہ ایک گوند ہے جو مصطگی کے مشابہ ہوتا ہے۔ یونانی دواخانہ سے ملتا ہے)۔ (۱۳) روزانہ نہار منھ (یعنی علی الصباح خالی پیٹ میں بغیر کچھ کھائے) اکیس عدد سرخ کشمش یعنی منقیٰ کھانا۔ یہ (سب حافظہ کو بڑھاتے ہیں اور بہت سی بیماریوں سے شفا دیتے ہیں۔)

تحقیق الالفاظ قیل والقائل محمد بن ادریس الشافعیؒ بکذا عرف واشتہر علی الالسنۃ واللہ اعلم بالصواب وکیع اسم رجل یقال ہو استاذ الشافعیؒ سوء حفظی ای من سوء حفظی وعدم تیسرہ الی ترک المعاصی ای عہد التوجہ الی ترک المعاصی نحذف مفعولہ بقرینۃ متعلقہ وفضل الخ ای والحال ان فضل اللہ لا یعطی للعاصی فوجب لمن یطلب الحفظ الذی ہو فضل اللہ الذی لا یعطی للعاصی ان یتجنب من المعاصی والآثام ویتجنب عن الذنوب والاجرام والسواک ای استعمال الکندر بالترکی گون لک فی الحاشیۃ بضم الکاف والدال نوع من العلک اللبان الذکر فی بحر الجواہر بالضم ہو صمغ شجرۃ ابیض واحمر یمیل الی الخضرۃ حار یابس الخ وفی الہندی گوند السکر بالسین المہملۃ المضمومۃ والکاف المشددۃ المفتوحۃ عربی وبالشین المعجمۃ المفتوحۃ والکاف المخففۃ فارسی الریق ای الجوع یورث الحفظ خبر وقولہ السواک مبتدأ وما بعدہ عطف علیہ

عہ ایک خاردار درخت کا گوند۔ مصباح اللغات۔ درخت کا نچوڑا ہوا عرق۔ سعیدی ذکشنری ۱۲۔

وکل مایقلل البلغم والرطوبات یزید فی الحفظ وکل مایزید فی البلغم یورث النسیان واما مایورث النسیان فالمعاصی وکثرۃ الذنوب والهموم والاحزان فی امور الدنیا وکثرۃ الاشغال والعلائق وقد ذکرنا انه لاینبغی للعاقل ان یهتم لامر الدنیا لانه یضر ولاینفع وهموم الدنیا لاتخلو عن الظلمۃ فی القلب وهموم الاخرۃ لاتخلو عن النور فی القلب ویظهر اثرہ فی الصلوۃ فهمّ الدنیا یمنعه عن الخیر وهمّ الاخرۃ یحمله علیه۔

ترجمہ وتشریح (۱۴) اور ہر وہ چیز جو بلغم اور رطوبات کو کم کردے حافظہ کو بڑھاتی ہے اور ہر وہ چیز جو بلغم کو بڑھائے نسیان پیدا کرتی ہے۔ نسیان پیدا کرنے والی چیزیں۔ اور جو چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں وہ یہ ہیں (۱) گناہوں کی زیادتی اور خدا اور رسول کی نافرمانیاں۔ (۲) دنیوی امور کے بارے مغموم ومتفکر رہنا۔ (۳) علائق واشغال کی کثرت۔ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ عقلمند کو دنیوی امور کیلئے غم نہ کھانا چاہئے۔ کیونکہ اس سے صرف ضرر ہی پیدا کرتا ہے۔ کچھ بھی نفع نہیں ہوتا۔ اور ہموم دنیا ظلمت قلبی سے خالی نہیں رہتے ہیں۔ اور ہموم آخرت سے قلب میں صرف نور ہی نور پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کا اثر نماز میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ (کہ اس نور کے سبب انشراح قلب اور لذت اور حلاوت کے ساتھ نماز ادا ہوتی ہے)۔ پس دنیا کی فکر کار خیر (مثلاً نماز وغیرہ) سے باز رکھتی ہے (کیونکہ سبب ظلمت وسبب نور دونوں ایکجگہ جمع نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے منافی ہیں)۔ اور آخرت کی فکر کار خیر پر اسکو برانگیختہ کرتی ہے (کیونکہ وہ دونوں آپسمیں ایک دوسرے کے مناسب ہیں اسلئے تائید اور مدد ملتی ہے)

تحقیق الالفاظ وکل مایقلل الخ کالاشیاء الیابسۃ المجففۃ وکل مایزید الخ کالاشیاء الرطبۃ وقد ذکرنا جملۃ حالیۃ ای والحال انا قد ذکرنا یعنی قال المصنف فی فصل التوکل ولایهتم العاقل لامر الدنیا لان الهمّ والحزن لایرد المصیبۃ ولا ینفع بل یضر بالقلب والعقل والبدن ویخل باعمال الخیر انتهی یهتمّ ای یحزن لانه ای امر الدنیا اثرہ ای اثر ذلک النور فی الصلوۃ بان صلاها منشرحاً قلبه وواجداً لذتها فهمّ الدنیا ای اذا کان مهمّ الدنیا لایخلو عن الظلمۃ فی القلب وهمّ الاخرۃ لایخلو عن النور فی القلب فهمّ الدنیا یمنعه ای العاقل عن الخیر لان سبب الظلمۃ وسبب النور لایجتمعان لانهما متنافیان یحمله علیه ای علی الخیر ویحرضه علیه لانهما متناسبان۔

حل لغت یہ معروف ومشہور بات ہے۔ حکماء کے نزدیک نمک زیادہ کھانے سے پانی زیادہ پینا پڑتا ہے اور پانی زیادہ پینے سے بلغم زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ ۱۲ منہ۔

والاشتغال بالصلوٰة على الخشوع وتحصيل العلوم ينفي الهمّ والحزن كما قال الشيخ الامام نصر بن حسن المرغيناني في قصيدة له :

استعن نصر بن الحسن ؛ في كل علم يختزن
ذلك الذي ينفي الحزن ؛ وغيره لا يؤتمن

ترجمہ وتشریح اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز میں مشغول رہنا اور تحصیل علوم میں منہمک رہنا دنیوی ہموم اور پریشانیوں کو زائل کر دیتا ہے جیسا کہ شیخ امام نصر بن حسن مرغینانی رحؒ نے اپنے نفس کو خطاب کرنیکے لئے بنائے ہوئے قصیدہ میں لکھا ہے۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے) یعنی مدد لے تو اے نصر بن حسن ہر علم میں (علماء وشرکاء سے) جن علوم کی حفاظت کی جاتی ہے اور خزینہ کیا جاتا ہے۔ یہ حزن اور پریشانی کو دور کر دیگا۔ اور اس کے غیر کوئی بھی پریشانی دور کرنے میں معتمد علیہ اور مامون نہیں ہے۔

مدد لے نصر تو ہر فن کسی سے ؛ تو مشغول رہ لیں کسی میں اُسی سے
حزن دور ہووے غلط غم اُسی سے ؛ نہیں ہے کہ مامون بڑھکر اُسی سے

(یعنی اس سے بڑھ کر دوسری کوئی چیز مامون اور اطمینان قلب کا باعث یا اعتبار کے لائق حزن دور ہونے اور غم غلط کرنے (مٹانے) کے لئے نہیں ہے۔ اس لئے ہمیشہ کسی نہ کسی فن میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اور اس میں دوسرے سے مدد حاصل کرنا چاہیئے)۔

تحقیق الالفاظ والاشتغال الخ مبتدأ وتحصیل العلوم بالجر عطف علیٰ قولہ بالصلوٰۃ۔ ینفی الهمّ الخ خبرہٗ فی قصیدۃ لہ ای فی قصیدۃ الّفہا لنفسہ استعن ای اطلب المعونۃ یا نصر بن الحسن حذف حرف النداء لان حذفہ من العلَم شائع یختزن ای یحفظ یعنی اطلب المعونۃ فی تحصیل العلوم التی لا بد من حفظہا من الاستاذ والشرکاء ذلک الخ ای ما یحفظ من العلوم الذی ینفی الحُزن والهمّ لانہ لکمال لذتہ ینفی سائر الخواطر ویجعل صاحبہ مشغولاً بہ فقط وغیرہ لا یؤتمن ای باطل لا یعتبر۔

والشیخ الامام الاجل نجم الدین عمر بن محمد النسفی فی ام ولد لہ۔ شعر

سلام علی من تیمتنی بظرفہا ؏ ولمعۃ خدیہا ولمحۃ طرفہا

سبتنی واصبتنی فتاۃ ملیحۃ ؏ تحیرت الاوہام فی کنہ وصفہا

ترجمہ وتشریح اور شیخ امام اجل نجم الدین عمر بن محمد النسفیؒ نے اپنی ایک ام ولد (باندی) کے بارے میں فرمایا۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے) میرا سلام ہے اس پر جس نے مجھ کو غلام بنا لیا ہے اپنی چالاکی اور ظرافت سے۔ اور اس کی رخسارے کی چمک اور آنکھوں کی ترچھی نظر نے وہ مجھکو مقید کر لیا اور مائل کر لیا، وہ ایک نوجوان باندی ہے جو خوبصورت ہے کہ لوگوں کی عقلیں اور اوہام اس کے وصف اور تعریف کی حقیقت بیان کرنے سے حیرانی میں واقع ہو گئی ہیں۔ شعر

سلام اس کو ہو جو بطرز ظرافت[عہ] ؏ غلامی میں لے لی مجھے باوجاہت[عہ]

چمکہائے رخسار و طرف عیوں[سہ] سے ؏ مقید ہی کر لی و عاشق بتجربت[للعہ]

وہ ایسی ہی عورت جوان وملیحہ[صہ] ؏ کہ اوہام[سہ] از وصفہا یش بحیرت

تحقیق الالفاظ والشیخ الامام بالرفع عطف علی الشیخ نصر بن الحسن ای قال الشیخ فی ام ولد لہ ای فی وصف جاریۃ مستولدۃ لہ سلام اصلہ سلمت سلاما فحذف الفعل وعدل الی الرفع لقصد الدوام والاستمرار فکانہ قال سلامی ای سلام من قبلی مخصص بالمتکلم تیمتنی بتشدید الیاء ای عبدتنی وذللتنی وتانیث الفعل باعتبار معنی من لان من عبارۃ عن الجاریۃ المستولدۃ بظرفہا ای بظرافتہا ولطافتہا ولمعۃ خدیہا ای بلمعان خدیہا ولمحۃ طرفہا اللمحۃ بمعنی اللمعۃ والطرف العین سبتنی ای جعلتنی اسیرا ومفتونا بعشقہا من بی العدو سبیا جعلہ اسیرا واصبتنی ای امالتنی الیہا فتاۃ ملیحۃ ای شابۃ حسنۃ والفتاۃ تانیث فتی فاعل سبتنی واصبتنی علی سبیل التنازع الاوہام جمع الوہم ہو ہہنا بمعنی القوۃ الواہمۃ لا بمعنی الوہم الذی ہو الطرف المرجوح والجملۃ صفۃ لقولہ فتاۃ فی کنہ وصفہا ای فی حقیقۃ وصفہا یعنی تحیرت العقول وعجزت عن ادراک الصفات الکمالیۃ التی اتصفت بہا تلک الفتاۃ الملیحۃ

حل لغات عہ چالاکی کے طریقہ سے ۱۲ عہ عزت کے ساتھ۔ ۱۲ سہ یعنی رخسار کی چمک اور کنارہ چشم کی جھلک اور ترچھی نظر سے ۱۲ للعہ فتنہ اور امتحان میں مبتلا کرنے کے ساتھ ۱۲ صہ ملاحت والی خوبصورت ۱۲ سہ یعنی لوگوں کی عقلیں اس کے اوصاف بیان کرنے سے حیرانی میں ہیں ۱۲ منہ

فقلت ذرینی واعذرینی فاننی ٭ شغفت بتحصیل العلوم وکشفہا
ولی فی طلاب الفضل والعلم والتقیٰ ٭ غنی عن غناء الغانیات وعرفہا
واما اسباب نسیان العلم فاکل الکزبرۃ الرطبۃ والتفاح الحامض
والنظر الی المصلوب وقراءۃ لوح القبور والمرور بین قطار الجمال
والقاء القمل الحی علی الارض۔

ترجمہ وتشریح پس کہا میں نے چھوڑ مجھ کو اور مجھ کو معذور قرار دے۔ پس تحقیق میں تو تحصیل علوم اور اس کے انکشاف کی محبت میں پڑ گیا ہوں۔ اور میرے لئے فضل وعلم اور پرہیز گاری طلب کرنے میں بے نیازی ہے۔ گانے والیوں کے گانے اور ان کی خوشبو کی مہک سے۔ شعر

کہا میں مجھے چھوڑ دے تو عذر پر ٭ مجھے کشف[عہ] علمی کی ہے جو محبت
مجھے اہل علم وفضل اور تقویٰ ٭ کی دولت سے ہے بے نیازی زوجہت[عہ]
غناوالیوں کی غنا وخوش الحال ٭ اور اس کی مہک سے مجھے تو ہے نفرت[سہ]

اور نسیان علم کے اسباب یہ ہیں۔ (۱) کوتھمیر یعنی ہرا دھنیہ کھانا۔ (۲) ترش سیب کھانا (۳) مصلوب یعنی سولی پر چڑھا کر سزائے موت دیئے ہوئے شخص کی طرف دیکھنا۔ (۴) قبر پر لکھی ہوئی تختیوں کو پڑھنا۔ (۵) اونٹوں کے قطار کے درمیان چلنا۔ (۶) زندہ جوں بغیر مارے زمین پر ڈال دینا۔

تحقیق الفاظ ذرینی ای اترکینی ودعینی بحالی واعذرینی ای اقبلی عذری فی عدم اتباعی لک وعدم اشتغالی بہواک فاننی تعلیل لما قبلہ شغفت المتکلم المبنی للمفعول یقال شغف بہ کفرح علق بہ بتحصیل العلوم الخ فمن کان مجل ہمتہ مصروفا الی تحصیل العلوم وکشف غوامضہا لا یتیسر لہ الاشتغال بہوی المحبوبۃ ولی ای ثابت لی وہو خبر مقدم فی طلاب الخ ای فی طلب حصولہا غنی بکسر الغین ضد الفقر وہو مبتدا موخر عن غناء الغانیات الغناء بالکسر والمد بمعنی التغنی والغانیات ای المغنیات وعرفہا بفتح العین وسکون الرا بمعنی الرائحۃ طیبۃ کانت او منتنۃ واکثر استعمالہ فی الطیبۃ والمراد ہنا الطیبۃ یعنی حصل لی غنی عن استعمال الملاہی واتباع الشہوات بطلب العلم والفضل والتقیٰ تعلم من کلام الشیخین ان الاشتغال بتحصیل العلوم ینفی الہم والحزن واتباع الہوی والشہوات فاکل الکزبرۃ الخ مبتدا خبرہ تورث النسیان الحامض بالمز الجامع بین الحلاوۃ والمزازۃ لوح القبور ای الخط المکتوب علی احجار القبور الجمال بالکسر جمع جمل القمل بفتح الکاف وسکون المیم فی الہندیۃ۔ جوں۔

حل لغات عہ علوم کے انکشاف کرنے کی ۱۲ عہ تیرے چہرے سے بے نیازی ہے ۱۲ سہ یعنی اہل علم وفضل وغیرہ کی بدولت مجھے ان ساری چیزوں سے نفرت اور بے نیازی ہے ۱۲ منہ

والحجامة علی نقرة القفا فتجنبوها کلها تورث النسیان

فصل (۱۳) فیما یجلب الرزق وما یمنع الرزق۔ وما یزید فی العمر وما ینقص

ثم لابد لطالب العلم من القوت ومعرفة ما یزید فیہ وما یزید فی العمر والصحة لیتفرغ لطلب العلم وفی کل ذلک صنفوا کتبا

ترجمہ وتشریح (۷) گردن کے گڑھے میں سینگی لگانا۔
(حدیث میں ہے الحجامة فی حفرة الرأس تورث النسیان یعنی گردن کے گڑھے میں سینگی لگانا نسیان پیدا کرتا ہے) پس ان تمام چیزوں سے بچو کیونکہ یہ ساری چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں۔
فصل (۱۳) ان چیزوں کے بیان میں جو رزق اور عمر کو بڑھائے یا گھٹائے۔
پھر طالب علم کے لئے خوراک کا فراہم ہونا ضروری ہے۔ (تاکہ اس سے طلب علم میں قوت حاصل کرسکے)۔ اور ایسی چیز کا علم حاصل کرنا جس سے خوراک میں زیادتی ہو۔ اور جس سے عمر اور صحت میں ازدیاد اور ترقی ہو۔ ضروری ہے تاکہ طلب علم کے لئے دل فارغ اور مطمئن ہوسکے۔ اور ہر ایک کے بارے میں اکابر نے مختلف کتابیں (دلائل سے مدلل) کرکے تصنیف کردی۔

تحقیق الالفاظ نقرة القفا ای حفرتہا فقی الحدیث الحجامة فی حفرة الرأس تورث النسیان کلہا تاکید تورث النسیان وردت الآثار فی کلہا کذا فی الشرح واللہ اعلم بالصواب فیما یجلب الرزق ای فی الاسباب التی تجلب الرزق وتجرہ لابد الخ کی یتقوّی بہ فی طلب العلم ومعرفة ما یزید فیہ ای ومعرفة شئ یزید لسببہ القوت وما یزید فی العمر والصحة ای لابد من معرفتہا لیتفرغ علة لقولہ لابد لطالب العلم الخ ای فیکون فارغا وفی کل ذلک ای المذکور صنفوا کتبا تبین دلائل الکل۔

فاوردت بعضها هنا على سبيل الاختصار قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا يرد القدر الا الدعاء ولا يزيد في العمر الا البر۔

ترجمہ وتشریح پس میں نے اس میں سے یہاں تھوڑا کچھ مختصر کر کے بیان میں لایا وبس (**ھدایت** :۔ لیکن یہ تمام اسباب زیادتیٔ رزق وعمر نیز فصل سابق کے بیان کئے ہوئے اسباب زیادتیٔ حفظ ونسیان سب اسباب ظاہری اور علاج اور دوا ہی ہیں۔ نہ یہ کہ سب عبادت اور ثواب کی چیزیں ہیں۔ ان کو خواہ مخواہ عبادت اور ثواب کی چیزیں جاننا اور ان چیزوں کے متعلق اصرار اور لزوم کو عمل میں لانا غیر عبادت کو عبادت اور دین سمجھنا ہے۔ جو تعدّی حدود شرع اور خلاف شرع اور ناجائز ہے۔ اور یہ چیز اگر بطور عبادت اور اصرار و لزوم کے ہو تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور قرون مشہود لہا بالخیر سے بذریعۂ ادلۂ شرعیہ اربعہ ثابت نہ ہونے کی وجہ سے بدعت سیئہ ضالہ ومردود بھی ہے۔ کما لا یخفی علی الماہر۔ اسباب ظاہری اور علاج اور دوا خیال کر کے عمل کرنے میں شرعی کوئی حرج ونقصان نہیں ہے۔ بعض روایات ضعیفہ یا صحیحہ ثابت بخیر پر اترانا چاہیئے۔ کیونکہ وہ بطور ارشاد اور علاج و تدبیر ہے۔ نہ کہ بطور عبادت و تقرب۔ پھر اس پر مواظبت خیر القرون کبھی نہیں ہے۔) **اسباب فقر ومحتاجی** :۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ تقدیر کو (یعنی ہر مخلوق کیلئے اس کے احوال واعمال مثل حسن وقبح، نفع وضرر وغیرہ مکان وزمان وغیرہ کے ساتھ اور اس پر جو احکام مرتب ہوں مثلاً ثواب وعقاب وغیرہ کی تحدید وتعیین کر دینے کو) دعا کے علاوہ اور کوئی چیز رد اور تبدیل نہیں کر سکتی۔ اور نیکی کے علاوہ اور کسی چیز کے ذریعہ عمر میں زیادتی نہیں ہو سکتی ہے (**سوال** :۔ اگر کہا جائے کہ عمریں اور رزقیں تقدیر کے ساتھ مقدر ہیں۔ اس میں زیادتی ونقصان نہیں ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ مختلف نصوص اس پر دال ہیں۔ پس حدیث کا جواب کیا ہوگا؟ **جواب** :۔ یہ ہے کہ اشیاء کبھی (باقی بر صفحہ آئندہ

تحقیق الالفاظ بعضها اي بعض الكتب المصنفة اي بعض ما فيها هنا اي في هذا المختصر قال لما اراد ان يشرع في بيانه قال على سبيل الاستئناف قال رسول الخ القدر هو تحديد كل مخلوق بحده الذي يوجد من الحسن والقبح والنفع والضرر وما يحويه من زمان ومكان وما يترتب عليه من ثواب وعقاب الى غير ذلك البر اي الاحسان فان قيل الآجال والارزاق مقدرة لا تزيد ولا تنقص بالنصوص الدالة عليها فما وجه الحديث؟ اجيب بان الاشياء قد تكتب في اللوح المحفوظ متوقفة على الشروط كما يكتب ان احسن فلان فعمره ثلاثون سنة والا فخمس وعشرون وهو المعنى من قوله تعالى يمحو الله ما يشاء ويثبت وهذا هو ...... التقدير والقضاء المعلق لكن هذا بالنسبة الى ما يظهر للملائكة في اللوح المحفوظ لا بالنسبة الى علم الله تعالى الازلي اذ لا محو فيه ولا زيادة وهذا هو القضاء والتقدير المبرم

فان الرجل ليحرم الرزق بالذنب يصيبه، ثبت بهذا الحديث ان ارتكاب الذنب سبب حرمان الرزق خصوصًا الكذب يورث الفقر وقدورد فيه حديث خاص وكذا نوم الصبحة يمنع الرزق و كثرة النوم تورث الفقر وفقر العلم ايضًا۔

ترجمہ وتشریح (بقیہ صفحہ گذشتہ) لوح محفوظ میں کچھ شرطوں پر موقوف کرکے لکھے جاتے ہیں۔ جیسا کہ یہ لکھا جاتا ہے کہ اگر فلاں شخص نے نیکی کی تو اس کی عمر تیس سال کی ہے۔ ورنہ پچیس سال کی۔ اسی طرح رزق میں زیادتی ہوگی یا نہیں۔ اور یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے اس کلام کا جو کہا گیا ہے۔ یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت یعنی لوح محفوظ سے اللہ جو کچھ چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں ثابت اور برقرار رکھتے ہیں۔ اور اسی کا نام تقدیر معلق ہے۔ لیکن باعتبار اس کے ہے جو فرشتوں کو لوح محفوظ میں ظاہر اور نمودار ہوتا ہے۔ نہ باعتبار اس کے جو اللہ تعالیٰ کے علم ازلی قدیم میں ہے۔ کیونکہ اس میں محو و اثبات کچھ بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ آخر انجام جو کچھ ہونے والا ہے اس کا حقیقی اور ہو بہو علم وہاں ہوتا ہے۔ اور اسی کو تقدیر مبرم نام رکھتے ہیں جو لوح محفوظ میں محو و اثبات کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔ ہکذا فی الشرح فافہم فانہ دقیق وعلیہ علی من لیشکل علیہ التقدیر۔ اس کے بعد حدیث میں بیان کیا گیا ہے)۔ (متعلقہ صفحہ ہٰذا) کیونکہ انسان بسبب گناہ کے جو وہ کرتا ہے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ (۱) گناہ کا مرتکب ہونا محرومیٔ رزق کا سبب ہے۔ (۲) بالخصوص جھوٹ سے (بہت جلد) محتاجی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس بارے میں خاص حدیث بھی وارد ہوئی ہے۔ (۳) اور صبح کے وقت کی نیند[1] (بھی) رزق کو روک دیتی ہے (اس بارے میں بھی خاص حدیث وارد ہوئی ہے ۱۲ ش) (۴) اور کثرت نوم سے مال کی محتاجی اور (جہل یعنی) علم کی محتاجی دونوں پیدا ہوتی ہیں۔

تحقیق الالفاظ فان الرجل ہذا من تتمۃ الحدیث لیحرم الرزق ای لیحرم من الرزق بالذنب یصیبہ ای بسبب ذنب یرتکبہ وجملۃ یصیبہ فی محل النصب علی انہ حال او فی محل الجر علی انہ صفۃ للذنب باعتبار کون اللام للجنس فیصیر کالنکرۃ فی العموم کقولہ تعالیٰ کمثل الحمار یحمل اسفارا خصوصًا نصب علی انہ مفعول مطلق لفعل محذوف ای اخص خصوصًا الکذب رفع علی انہ مبتدأ یورث الفقر خبرہ وقد ورد الخ ای والحال انہ قد ورد حدیث دال علی کون الکذب بخصوصہ مورثا للفقر الصبحۃ بضم الصاد وسکون الباء ای النوم وقت الصبح یمنع الرزق وقد ورد الحدیث فی ہذا المعنی کذا فی الشرح تورث الفقر ای الاحتیاج من جہۃ المال وفقر العلم ای الجہل ایضا ای کالفقر من جہۃ المال۔

[1] یعنی طلوع صبح کے وقت بیدار نہ ہونا اور طلوع شمس کے وقت بھی سوتے ہوئے پڑے رہنا ۱۲ منہ۔

وقال القائل:۔ سرور الناس فی لبس اللباس ؛ وجمع العلم فی ترك النعاس
وقال:۔ الیس من الخسران ان لیالیا ؛ تمر بلا نفع وتحسب من العمر
وقال آخر:۔ قم اللیل یا ھذا العلك ترشد ؛ الی کم تنام اللیل والعمر ینفد
والنوم عریانا والبول عریانا والاکل جنبا ومتکئا علی جنب التہاون بسقاط المائدۃ۔

ترجمہ وتشریح بعض علماء نے فرمایا (جس کا ترجمہ یہ ہے) یعنی لوگوں کی خوشی اور مسرت لبس پوشاک اور کپڑے میں مزین اور آراستہ ہوتے میں ہے۔ اور لیکن علم کا دل میں جمع ہونا اور حاصل ہونا نیند کو ترک کرنے سے ہوتا ہے۔ **شعر**

ع سرورِ ناس ہے بس زیب تن ہونا لباسوں سے ؛ ولیکن علم حاصل ہے بترک وکم نعاسوں سے
اور بعض علماء نے فرمایا (جس کا ترجمہ یہ ہے) یعنی کیا یہ خسران گھاٹا اور نقصانی کی بات نہیں ہے کہ راتیں تو گذر جاتی ہیں بیفائدہ (نیندیں) اور وہ بھی تمہاری عمر میں شمار کیجاتی ہے (یعنی اتنی عمر ختم ہوگئی ہے)
ع خسرانِ للعنِ یہ کیسے نہ ہو؟ کہ رات بھر چلتے رہے ؛ بیکار سا تو نیند میں۔ یہ عمر تو جاتی رہی
نیز دوسروں نے کہا (جس کا ترجمہ یہ ہے) یعنی رات کو اٹھ کر (نماز اور عبادت میں مشغول ہوجا) اے طالب علم تاکہ تو ہدایت یافتہ ہوجائے۔ کبتک تو رات کو سوتا رہیگا؟ حالیکہ تیری عمر ختم ہو رہی ہے
ع ہدایت کو اگر چاہے بس اٹھ جا تو کہ تو ہے ؛ گذر تو جا رہی ہے عمر کبتک ہو تو نوموں سے؟
(۵) ننگا ہوکر سونا۔(۶) بالکل ننگا ہوکر پیشاب کرنا۔(۷) جنابت کی حالت میں کھانا۔(۸) ایک پہلو پر تکیہ لگاکر کھانا۔(۹) کھانے سے گری ہوئی چیز دسترخوان سے اٹھالینے میں سستی اور بے پروائی برتنا (پس اگر وہ کھانے کے قابل کوئی چیز گری ہو اور اگر میلا بھی اس کے ساتھ لگ گیا ہو تو میلا صاف کرکے اس کو کھالے اور اگر کھانے کی چیز نہ ہو تو ایسی جگہ رکھدے جہاں پیروں کے نیچے نہ پڑے۔ بلکہ دوسرا کوئی جانور کھالے)۔

تحقیق الالفاظ النعاس ای النوم الخفیف ہہنا المراد النوم مطلقا وقال ای القائل الیس الاستفہام للتقریر ان لیالیا جمع لیلۃ وتحسب علی صیغۃ المبنی للمفعول من الحساب قم اللیل ای قم فی اللیل للعبادۃ یا ھذا ای یا ایہا الطالب لعلك ترشد ای ترجو منك الرشاد الی کم ای الی ایۃ مدۃ ینفد ای یمضی علی جنب بفتح الجیم وسکون النون والتہاون ای عدم الاعتبار والتضیع بسقاط بضم السین ما سقط من الشی المائدۃ ای من الخبز ونحوہ۔

حل لغات ع لوگوں کی خوشی ومسرت ۱۲ منہ ع لباسوں سے مزین اور آراستہ ہونا ۱۲ منہ ع یعنی نیندوں کو کم اور ترک کرنے سے ۱۲ منہ للعن گھاٹا اور نقصانی ۱۲ ع نوم جمع نیند یعنی نیندوں سے ۱۲ منہ

وحرق قشر البصل والثوم وكنس البيت بالمنديل وكنس البيت بالليل وترك القمامة في البيت والمشي قدام المشائخ ونداء الابوين باسمهما والخلال بكل خشبة وغسل اليد بالطين والتراب والجلوس على العتبة والاتكاء على احد زوجي الباب والتوضؤ في المبرز وخياطة الثوب على بدنه وتجفيف الوجه بالثوب وترك بيت العنكبوت في البيت والتهاون بالصلوٰة واسراع الخروج من المسجد بعد صلوٰة الفجر والابتكار في الذهاب الى السوق والابطاء في الرجوع منه وشراء كسيرات الخبز من الفقراء السؤال ودعاء الشر على الولد

ترجمہ وتشریح (۱۰) پیاز ولہسن کے چھلکے کو جلانا۔ (۱۱) گھر کو رومال (یا کپڑا) سے جھاڑ دینا۔ (۱۲) گھر کو رات کے وقت جھاڑ دینا۔ (۱۳) کوڑا کرکٹ (یعنی جھاڑ و دی ہوئی چیز) کو گھر میں رکھدینا۔ (۱۴) مشائخ اور بزرگوں کے آگے آگے چلنا۔ (۱۵) ماں باپ کو نام لیکر پکارنا۔ (۱۶) ہر ایک تنکے اور لکڑی سے (دانتوں) کا خلال کرنا۔ (۱۷) کیچڑ اور مٹی سے ہاتھ دھونا (صاف کرنا) (۱۸) گھر کی چوکھٹ اور سیڑھی پر بیٹھنا۔ (۱۹) دروازہ کی ایک جانب پر ٹیک لگا کر بیٹھنا۔ (۲۰) پاخانہ (یا کسی گندہ مقام) میں وضو کرنا۔ (۲۱) کپڑے کو بدن پر پہنے ہوئے سینا۔ (۲۲) کپڑے سے چہرے کو خشک کرنا (یعنی اس کی تری اور تروتازگی کو باقی نہ رکھنا)۔ (۲۳) مکڑی کا جال مکان میں بغیر صاف کئے چھوڑے رکھنا (۲۴) نماز میں سستی اور غفلت کرتے رہنا۔ (۲۵) نماز فجر کے بعد مسجد سے جلدی نکل جانا۔ (۲۶) بازار میں سب سے پہلے اور سویرے چلے جانا۔ (۲۷) بازار سے واپس ہونے میں دیر کرنا۔ (۲۸) بھیک مانگنے والے فقیروں سے روٹی کے ٹکڑے (وغیرہ) کو خرید لینا۔ (۲۹) اپنی اولاد کو بد دعا دیتے رہنا۔

تحقیق الالفاظ القمامة اي الكناسة المشائخ جمع شيخ هو الكبير في السن الابوين اي الاب والام التثنية بتغليب الاب باسمهما لانه ينافي تعظيمهما الخلال اي تخليل الاسنان على احد زوجي الباب اي على احد شقي الباب المبرز بفتح الميم وسكون الباء المتراح وتجفيف الوجه اي ازالة بلله والتهاون بالصلوٰة بان لا يصلي او يصلي ولكن بترك التعديل والخشوع والابتكار في الذهاب الى السوق اي الذهاب اليه بكرة والابطاء الخ اي التأخر في الرجوع من السوق كسيرات جمع كسيرة تصغير كسرة وهي القطعة من الخبز السؤال بضم السين وتشديد الهمزة جمع سائل ودعاء الشر اي الدعاء بالشر

وترك تخمير الاوانى واطفاء السراج بالنفس كل ذلك يورث الفقر عرف ذلك بالآثار وكذا الكتابة بقلم معقود والامتشاط بمشط منكسر وترك الدعاء بالخير للوالدين والتعمم قاعدًا والتسرول قائمًا والبخل والتقتير والاسراف والكسل والتوانى والتهاون فى الامور كل ذلك يورث الفقر قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم استنزلوا الرزق بالصدقة والبكور مبارك يزيد فى جميع النعم خصوصًا فى الرزق وحسن الخط من مفاتيح الرزق

ترجمہ وتشریح (۳۰) برتن اور ظروف کو بغیر ڈھکے چھوڑ دینا۔ (۳۱) اور سانس سے (یعنی پھونک مار کر) چراغ کو بجھانا۔ یہ تمام چیزیں فقر اور محتاجی کو پیدا کرتی ہیں۔ آثار (یعنی صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہم کے اقوال) سے یہ سب معلوم ہوتی ہیں۔ اور ایسا ہی (۳۲) ٹوٹ جانیکی وجہ سے قلم کو باندھکر اس سے لکھتے رہنا۔ (۳۳) ٹوٹی ہوئی کنگھی سے (بالوں یا داڑھیوں کو) کنگھی کرنا۔ (یہ بھی قول صحابہؓ سے ثابت ہے ۱۲ ش)۔ (۳۴) والدین کیلئے دعائے خیر ترک کرنا۔ (۳۵) بیٹھے ہوئے عمامہ باندھنا۔ (۳۶) کھڑے ہوئے پائجامہ پہننا۔ (۳۷) بخیلی کرنا۔ (۳۸) کنجوسی وکمینگی کرتے رہنا۔ (۳۹) فضول خرچی کرنا۔ (۴۰) کاموں میں ڈھیلاپن اور سستی اور بے پروائی کرتے رہنا۔ یہ تمام چیزیں فقر اور محتاجی کو پیدا کرنے والی ہیں

اسباب عیش وتوانگری:۔ (۱) رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں کہ صدقہ کرنے کے وسیلے سے نزول رزق کو طلب کرو (یعنی صدقہ کرنے سے روزی خدا تعالیٰ کی طرف سے برستی ہے)۔ (۲) صبح کے وقت سویرے نیند سے اٹھنا برکت کی چیز ہے۔ اور وہ تمام نعمتوں کو بڑھا دیتا ہے۔ خاص کر اس سے رزق کی زیادتی بہت ہوتی ہے۔ (۳) خوشخطی رزق کی کنجیوں میں سے ایک ہے (جیسا کہ اثر یعنی قول صحابیؓ اسی معنی میں وارد ہوا ہے کہ علیکم بحسن الخط فانہ من مفاتیح الرزق یعنی تم پر خوشخطی کو لازم کرلو کیونکہ یہ رزق کی کنجیوں میں سے ایک ہے)۔

تحقیق الالفاظ وترک تخمیر الاوانی ای ترک سترہا بالنفس بفتح النون والفاء کل ذلک الخ خبر وقولہ والنوم عریانا مبتدأ وقولہ کل ذلک تاکید عرف ذلک ای کونہ مورثا للفقر بالآثار جمع اثر وہو خبر الصحابۃ وکذا ای مثل الاشیاء السابقۃ فی ایراث الفقر معقود ای منکسر نعقد لشئ بمشط بضم المیم منکسر ثبت ذلک بالاثر المروی۔ والتعمم ای لف العمامۃ علی الراس والتسرول ای لبس السراویل والبخل ای المنع عن الفقراء والتقتیر ای الانفاق علی وجہ المضائقۃ والاسراف ضد التقتیر والتوانی ای الضعف قال رسول اللہ الخ لما فرغ من بیان الاسباب المورثۃ للفقر شرع فی بیان الاسباب الجالبۃ للغنیٰ استنزلوا الرزق ای اطلبوا نزول الرزق والبکور ای القیام بکرۃ من مفاتیح الرزق ای من اسباب انفتاح الرزق لما ورد فی الاثر علیکم بحسن الخط فانہ من مفاتیح الرزق ۔

وبسط الوجہ وطیب الکلام یزید فی الرزق وعن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کنس الفناء وغسل الاناء مجلبۃ للغنیٰ واقوی الاسباب الجالبۃ المحصلۃ للرزق اقامۃ الصلوٰۃ بالتعظیم والخشوع وتعدیل الارکان وسائر واجباتھا وسننھا وآدابھا وصلوٰۃ الضحیٰ فی ذلک معروفۃ ومشہورۃ

ترجمہ وتشریح

(۴) خندہ پیشانی (ہنس مکھ) ہونا۔ (۵) اور خوش کلامی رزق کو بڑھاتی ہے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ (۶) صحنِ مکان کو جھاڑ دیکر صاف کرنا (۷) اور ظروف اور برتنوں کو دھوتے رہنا تونگری کو کھینچ لاتا ہے۔ (۸) سب سے زیادہ قوی سبب جس سے رزق حاصل ہوتا رہتا ہے اور جس سے رزق بہت بڑھتا رہتا ہے خوب تعظیم اور خضوع کے ساتھ تعدیل ارکان اور تمام واجبات سُنن وآداب کو پورا کرتے ہوئے نماز پڑھتے رہنا ہے (۹) اور چاشت کی نماز پڑھتے رہنا تو اس میں (حصول اور زیادتی رزق میں) معروف ومشہور ہے (روی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال ان اللہ تعالیٰ یقول یا ابن آدم اکفنی اول النہار باربع اکفک بھن آخر یومک یعنی اقضی حوائجک وادفع عنک ماتکرہ بعد صلوٰتک الیٰ آخر النہار کذا فی شرح الشرعۃ والمراد بالاربع صلوٰۃ الضحیٰ والاحادیث فی فضیلتھا کثیرۃ یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے آدم کے بیٹے تم دن کے شروع میں چار کو ادا کرکے مجھکو بس کردو تو میں ان چار کے وسیلے سے تمہارے اس دن کے کام میں بس کردونگا یعنی تم شروع دن میں میرے لئے چار رکعت چاشت کی نماز پڑھوگے تو تمہاری نماز پڑھنے سے لیکر آخر دن تک تمہاری ساری حاجتوں کو پوری کردونگا اور تمہاری بلاومصیبت اور آفتوں کو تم سے دور کردونگا اس چاشت کی فضیلت میں بہت سی (حدیثیں مروی ہیں)

تحقیق الالفاظ

وبسط الوجہ ای بشاشتہ وانبساطہ وطیب الکلام یعنی حسن الاداء بلین ورفق وکنس الفناء ای قدام الدار وغسل الاناء ای الذی یستعمل للطعام ونحوہ مجلبۃ بفتح المیم وسکون الجیم مصدر بمعنی الجلب الغنیٰ بکسر الغین بالقصر ضد الفقر ای سبب جلب الغنیٰ بالتعظیم والخشوع ای الاحتیاج والتواضع والخضوع واللین والانقیاد ولذلک یقال الخشوع بالجوارح والخضوع بالقلب وتعدیل الارکان ای تسکین الجوارح فی الرکوع والسجود والقومۃ بینھما والقعدۃ بین السجدتین وسائر واجباتھا ای باقی واجباتھا وانما افرد التعدیل بالذکر مع کونہ واجبا ایضا اہتماما لشانہ لوقوع اہمال الخلق ایاہ کثیرا وقال ابراہیم النخعیؒ اذا رأیتم رجلا یخفف الرکوع والسجود فارحموا عیالہ من ضیق المعیشۃ ذکرہ فی الروضۃ فی ذلک ای فی جلب الغنیٰ معروفۃ ومشہورۃ روی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال ان اللہ تعالیٰ یقول یا ابن آدم اکفنی اول النہار باربع اکفک بھن آخر یومک یعنی اقضی حوائجک وادفع عنک ماتکرہ بعد صلوٰتک الیٰ آخر النہار کذا فی شرح الشرعۃ والمراد بالاربع صلوٰۃ الضحیٰ والاحادیث فی فضیلتھا کثیرۃ۔

وقراءة سورة الواقعة خصوصًا بالليل وقت النوم وقراءة سورة الملك والمزمل والليل اذا يغشى والم نشرح لك وحضور المسجد قبل الاذان والمداومة على الطهارة واداء سنة الفجر والوتر فى البيت وان لا يتكلم بكلام الدنيا بعد الوتر ولا يكثر مجالسة النساء الا عند الحاجة وان لا يتكلم بكلام لغو غير مفيد لدينه ودنياه وقيل من اشتغل بما لا يعنيه يفوته ما يعنيه قال بزرجمهر اذا رأيت الرجل يكثر الكلام فاستيقن بجنونه قال علی رضی الله تعالىٰ عنه اذا تم العقل نقص الكلام قال المصنف رحمه الله تعالىٰ اتفق لى فى هذا المعنىٰ شعر :۔

ترجمہ وتشریح (۱۰) سورہ واقعہ کا پڑھنا بالخصوص رات کو سوتے وقت (۱۱) سورہ ملک۔ (۱۲) ومزمل۔ (۱۳) والليل اذا يغشىٰ (۱۴) والم نشرح لک کا پڑھتے رہنا (۱۵) اذان سے پہلے مسجد میں چلے جانا۔ (۱۶) ہمیشہ پاک وصاف اور باوضو رہنا۔ (۱۷) سنت فجر اور وتر کو مکان میں ادا کرنا (لقوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من صلى سنة الفجر فى بيته يوسع له رزقه ويقل المنازعة بينه وبين اهله ويختم له بالايمان كذا فى شرح التحفة یعنی جس نے سنت فجر کو اپنے گھر میں ادا کیا اس کے رزق میں وسعت اور کشادگی ہوتی ہے۔ اور اس کے اور اس کی اہلیہ کے درمیان جھگڑا وفساد کم ہوجاتا ہے اور اس کا خاتمہ ایمان کے ساتھ ہوتا ہے ۱۲ش) (۱۸) وتر کے بعد دنیوی کلام نہ کرے۔ (۱۹) عورتوں کے ساتھ مجالست اور اختلاط زیادہ نہ کرے مگر حاجت کے وقت کوئی حرج نہیں)۔ (۲۰) ایسی لغو اور بیہودہ بات نہ کرے جو دین اور دنیا میں مفید نہ ہو۔ بعض حضرات نے بیان کیا کہ جو شخص غیر مقصود بات میں مشغول ہوجاتا ہے تو مقصود کو فوت کردیتا ہے۔ حکیم بزرجمہر نے کہا کہ جس شخص کو دیکھو کہ بہت زیادہ بات کرتا ہے پس تم یقین کرلو کہ وہ پاگل ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ عقل جب پوری ہوتی ہے تو بات کم ہوجاتی ہے مصنفؒ نے کہا کہ اس بارے میں مجھے شعر کہنے کا اتفاق ہوا ہے۔

تحقیق الالفاظ على الطهارة اى على الوضوء فى البيت لقوله صلى الله تعالىٰ عليه وآله واصحابه وسلم من صلى سنة الفجر فى بيته يوسع له رزقه ويقل المنازعة بينه وبين اهله ويختم له بالايمان كذا فى شرح التحفة الا عند الحاجة اى لمجى التسهين بما لا يعنيه اى بما لا يهمه يفوته اى يفوت ذلك الرجل ما يعنيه اى ما يهمه بزرجمهر وزير انوشيروان وكان عاقلا كاملا فاستيقن بجنونه اى احكم يقينًا بجنونه لان العاقل لا يضيع انفاسه فيما لا يعنى نقص الكلام اى صار ذا النقصان على ان لفظ نقص لازم من النقصان لا متعد ۔ ۱۲

اذا تم عقل المرء قل کلامہ ؎ وایقن بحمق المرء ان کان مکثرا
وقال آخر۔ النطق زین والسکوت سلامۃ ؎ فاذا نطقت فلا تکن مکثارا
ما ان ندمت علی سکوت مرۃ ؎ ولقد ندمت علی الکلام مرارا
ومما یزید فی الرزق ان یقول کل یوم بعد انشقاق الفجر الی وقت الصلوۃ
سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ مائۃ
مَرَّۃً وان یقول لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ کُلَّ یومٍ صَبَاحًا وَمَسَاءً مائۃ مَرَّۃ

ترجمہ وتشریح (شعر کا ترجمہ) یعنی جبکہ آدمی کی عقل تمام اور پختہ ہوجاتی ہے تب اُس کی گفتگو کم ہوجاتی ہے۔ اور یقین کرلے تو آدمی کی حماقت اور بے وقوفی کو اگر وہ زیادہ بات کرنے والا اور بکواس کرنیوالا ہو۔ ؎ جو عقل مرد کامل ہو سخن اس کا قلیلاً ہو ؎ حماقت کا یقین تو کر سخن جبکہ کثیراً ہو
اور دوسرے نے یہ اشعار کہا (جس کا ترجمہ یہ ہے) نطق یعنی بات چیت زینت ہے۔ تو سکوت یعنی چُپ رہنا سلامت ہے۔ پس جب تم بات چیت کرو تب زیادہ بولنے والا مت بنو۔ تو شرمندہ نہیں ہوا ہے چپ رہنے سے ایک مرتبہ بھی اور البتہ تو شرمندہ ہوا ہے بات کرنے سے بہت مرتبہ۔ ؎
نطق زینت تو سکوتی ہے سلامت ؎ نطق جو ہو تو کثرت سے سلامت ؎ خاموشی سے تو ہوا کس وقت نادم ؎ لیک تو بس بات سے بحد کر نادم

وسعت رزق کیلئے دعائیں:۔ اور جس سے رزق میں کشائش و فراغت ہوتی ہے وہ یہ کہ ہر روز صبح صادق اور نماز فجر کے درمیانی وقت میں ایکسو مرتبہ پڑھا کرے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ اور روزانہ صبح وشام ایکسو مرتبہ پڑھا کرے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ

تحقیق الالفاظ وایقن من الایقان ای احکم بیقین کان مکثرا ای لکلامہ ویتکلم بالا یہمہ کیف لا وہو تضییع العمر النفیس فی تکلم کلام خسیس زین ای زینۃ المرء لانہ یمتاز عن الدواب وبہ یعرف الجاہل ممتازا عن ذوی الالباب قیل فی الحکمۃ الفارسیۃ ؎
تا مرد سخن نگفتہ باشد ؎ عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔ (یعنی مرد جب تک کوئی بات نہ کہے عیب اور ہنر اُس کا چھپا ہوا رہتا ہے یعنی بات کرنے سے عیب اور ہنر بات کے اندر سے ظاہر ہوجاتا ہے)۔ والسکوت سلامۃ لان فی النطق خطرا فاذا سکت یکون سالما عن ذلک فاذا نطقت ای انت مکثارا مبالغۃ کاثرلانہ یورث الکلال فی العقل ما ان ندمت ما نافیۃ وان زائدۃ وندمت علی صیغۃ الخطاب ای ما ندمت علی کونک ساکتا مرۃ ولقد الخ ای ولقد ندمت انت علی تکلم الکلام مرارا کثیرۃ بان تقول لو ما قلت ہذا الکلام القبیح لکان خیرا فثبت ان السلامۃ فی السکوت وقال علیہ الصلوۃ والسلام من صمت نجا ومما یزید الخ ای من الاسباب المزیدۃ للرزق سبحان اللہ الخ لان فی ہذا الکلام تسبیحا وتحمیدا واستغفارا وتوبۃ وقد وعد للمستغفرین فی نص القرآن الزیادۃ بالاموال فقال اللہ تعالیٰ استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال وبنین الآیہ صباحا ومساء ای فی وقت الصباح والمساء۔

وان يقول بعد الفجر كل يوم اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثلاثًا وثلثين مرة وبعد صلوٰة المغرب ايضًا ويستغفر الله تعالى سبعين مرة بعد صلوٰة الفجر ويكثر من قول لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ والصلوٰة على النبي عليه الصلوٰة والسلام ويقول يوم الجمعة سبعين مرة اللّٰهم اَغْنِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاكْفِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ ويقول هذا الثناء كل يوم وليلة اَنْتَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اَنْتَ اللّٰهُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ اَنْتَ اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ

ترجمہ وتشریح | اور بعد نماز فجر ہر روز تینتیس ۳۳ بار پڑھا کرے اسی طرح نماز مغرب کے بعد بھی روزانہ تینتیس ۳۳ بار یہی پڑھا کرے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بعد نماز فجر ستر مرتبہ روزانہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بکثرت پڑھا کرے اور جمعہ کے دن ستر مرتبہ پڑھا کرے۔ اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاكْفِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ اور روزانہ دن ورات یہ دعا پڑھا کرے اَنْتَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اَنْتَ اللّٰهُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ اَنْتَ اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ۔

تحقیق الالفاظ | ايضًا اى ثلاثا وثلثين مرة ويستغفر بالنصب عطف على ان يقول ويكثر بالنصب من الاكثار لاحول الخ اى لا انصراف ولا تحول عن معصية الله تعالى ولا قوة ولا استطاعة على طاعة الله وعبادته تعالى بشيء من الاشياء الا بتوفيق الله تعالى والصلوٰة بالجر عطف على قول لاحول الخ اى يكثر من الصلوٰة الخ اغنني بفتح الهمزة امر من الاغناء عن حرامك الخ اى عن الاشياء التي جعلتها محرمة واكفني بهمزة الوصل من الكفاية بفضلك عمن سواك اى كن لي كافيا بفضلك عن الاحتياج الى من سواك العزيز اى الغالب من قولهم عزّ اذا غلب فيرجع الى القدرة وقيل عديم المثل فيكون من اسماء التنزيه الحكيم اى ذو حكمة وهي العلم بالاشياء على ما هي عليه والاتيان بالاعمال على ما ينبغي وقيل بمعنى المحكم من الاحكام وهو اتقان التقدير واحسان التدبير فعلى الاول مركب من وصفين احدهما من صفات الذات والآخر من صفات الافعال وعلى الثاني يرجع الى التقدير وقيل المبالغ الحاكم الذي لا رد لقضائه ولا معقب لحكمه فيرجع الى القوي الملك معناه ذو الملك والمراد به القدرة على الايجاد من قولهم فلان يملك الايقاع بكذا اذا تمكن فيكون راجعا الى صفة القدرة القدوس اى المنزه عن المعائب وقيل هو الذي لا تدركه الادهام والابصار وهو صفة سلبية على الوجهين الحليم اى الذي لا يحمله غيظ على استعمال العقوبة والمسارعة اى الانتقام ولكنه جعل لكل شيء مقدارا فهو منته اليه وهو راجع الى التنزيه الكريم اى المتفضل الذي يعطي من غير مسألة ولا وسيلة وقيل المتجاوز الذي لا يستقصي في العقاب وقيل المقدس عن النقائص والعيوب من قولهم كرائم الاموال لنفائسها ومنه يسمى شجر العنب كرما لانه اطيب الثمرة قريب المتناول وسهل القطاف عار عن الشكوك بخلاف النخل۔

أَنْتَ اللّٰهُ خَالِقُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ أَنْتَ اللّٰهُ خَالِقُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ عَالِمُ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ عَالِمُ السِّرِّ وَأَخْفٰى أَنْتَ اللّٰهُ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ أَنْتَ اللّٰهُ خَالِقُ
كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ يَعُوْدُ كُلُّ شَيْءٍ أَنْتَ اللّٰهُ دَيَّانُ يَوْمِ الدِّيْنِ لَمْ تَزَلْ وَلَا
تَزَالُ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ اللّٰهُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ
يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ

ترجمه وتشريح أَنْتَ اللّٰهُ خَالِقُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ أَنْتَ اللّٰهُ خَالِقُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ عَالِمُ السِّرِّ وَأَخْفٰى أَنْتَ اللّٰهُ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ أَنْتَ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ يَعُوْدُ كُلُّ شَيْءٍ أَنْتَ اللّٰهُ دَيَّانُ يَوْمِ الدِّيْنِ لَمْ تَزَلْ وَلَا تَزَالُ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ اللّٰهُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ

تحقيق الالفاظ الغيب اى الغائب عن الحس والشهادة اى الحاضر له واخفى اى من السر وهو ضمير النفس الكبير وهو نقيض الصغير وهو يستعملان للاجسام باعتبار مقاديرها ثم يستعملان لتعالى المرتبة قال الله تعالى حكاية عن فرعون انه لكبيركم الذى علمكم السحر والله تعالى كبير بالمعنى الثانى اما باعتبار انه اكمل الموجودات واشرفها من حيث انه واجب الوجود بالذات من جميع الجهات غنى على الاطلاق وما سواه حادث بالذات نازل فى حضيض الحاجة والافتقار واما باعتبار انه كبير عن مشاهدة الحواس وادراك العقول وعلى الوجهين فهو من اسماء التنزيه المتعال هو البالغ فى العلى والمرتفع من النقائص واليه اى والى حكمه ديان اى القهار والقاضى والمجازى الذى لا يضيع عملا بل يجزى بالخير والشر لم تزل فى الماضى ولا تزال فى المستقبل الاحد فى الصفات لا يشاركه احد فيها كما لا يشاركه احد فى ذاته الصمد اى السيد سمى بذلك لانه يصمد اليه فى الحوائج ويقصد اليه فى الرغبات وقيل هو العلى فى الدرجة الرحمن الرحيم اسمان بنيا للمبالغة من رحم كالغضبان من غضب والعليم من علم والرحمة فى اللغة رقة القلب وانعطاف يقتضى التفضل والاحسان على من رق له واسماء الله تعالى وصفاته انما تؤخذ باعتبار الغايات التى هى افعال دون المبادى التى هى انفعالات فرحمة الله تعالى اما ارادة الانعام عليهم فيكون من صفات الذات او نفس الانعام فيعود الى صفات الافعال والرحمن ابلغ من الرحيم لزيادة بنائه وذلك يؤخذ تارة باعتبار الكمية ويقال يا رحمن الدنيا لانه يعم المؤمن والكافر ورحيم الآخرة لانه يخص المؤمن وتارة اخرى باعتبار الكيفية ويقال يا رحمن الدنيا والآخرة ورحيم الدنيا لان النعمة الاخروية باسرها تامة عظيمة والنعمة الدنيوية جليل وحقير وتام وغير تام وكان معنى الرحمن المنعم الحقيقى تام الرحمة عميم الاحسان ولذلك لا يطلق على غيره تعالى وغيره انما يفعل ما يفعل لغرض نفسه فيرجو انعامه اما من الله ثوابا واما من الخلق عوضا او ثناء۔

أَنْتَ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ
الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ
لَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

ترجمہ وتشریح

أَنْتَ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ
الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

تحقیق الالفاظ

السلام ای ذو السلامة من النقائص مطلقاً فی ذاته وصفاته وافعاله وقیل معناه معطی السلامة فی المبدأ والمعاد فعلی الاول صفة سلبية وعلی الثانی صفة فعلية المؤمن ای المصدق بنفسه فيما اخبر به کالوحدانية مثلا فی قوله تعالیٰ شهد الله انه لا اله الا هو ومصدق لرسله بالقول نحو محمد رسول الله فهو صفة کلامية او بخلق المعجزة لهم الدالة علی صدق الرسل فصفة فعلية وقيل المؤمن لعباده من الفزع الاکبر اما بقوله ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة او بخلق الامن والطمانينة فيهم فيرجع الی صفة کلامية او فعلية المهيمن ای الرقيب البالغ فی المراقبة والحفظ من قولهم هيمن الطير اذا نشر جناحيه علی فرخه صيانة الجبار بناء مبالغة من الجبر وهو فی الاصل اصلاح الشیٔ بضرب من القهر ومنه جبر العظم ونحوه قول علی رض یا جابر کل کسیر ومسهل کل عسیر وقيل من الجبر بمعنی الاکراه يقال جبره السلطان علی فلان واجبره اذا اکرهه فمرجعه علی المعنيين الی صفة فعلية المتکبر ای العظيم ذو الکبرياء وهو المتعال عن صفة الخلق البارئ ای خالق الخلق بريئا من التفاوت ومميز بعضها عن بعض بالهيئات والصور المختلفة المصور قال الغزالی قد يظن ان هذه الثلثة مترادفة وانها راجعة الی الخلق والاختراع والاولی ان يقال ما خرج من العدم الی الوجود اولا الی التقدير وثانيا الی الايجاد علی وفق ذلک التقدير وثالثا الی التصوير والتزيين کالبناء يقدره المهندس والرسام ثم يبنيه البانی ثم يزينه النقاش فالله سبحانه تعالیٰ خالق من حيث انه مقدر وباری من حيث انه موجد ومصور من حيث انه يرتب صور المخترعات احسن ترتيب ويزينها اکمل تزيين له الاسماء الحسنیٰ لانه دالة علی محاسن المعانی وفی الخبر ان لله تعالیٰ تسعة وتسعون اسما حسنیٰ قل ادعوا الله او ادعوا الرحمٰن ايا ما تدعوا فله الاسماء الحسنیٰ يسبح له ای ينزهه عن النقائص وهو العزيز الحکيم الجامع للکمالات باسرها فانها راجعة الی الکمال فی القدرة والعلم۔

وَمِمَّا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ الْبِرُّ وَتَرْكُ الْأَذَى وَتَوْقِيرُ الشُّيُوخِ وَصِلَةُ الرَّحِمِ وَأَنْ يَقُولَ حِينَ يُصْبِحُ وَيُمْسِي كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ الْمِيزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا وَزِنَةَ الْعَرْشِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مِلْءَ الْمِيزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا وَزِنَةَ الْعَرْشِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ مِلْءَ الْمِيزَانِ۔

ترجمہ وتشریح | **زیادتیٔ عمر وصحت کا بیان**: اور ان چیزوں میں سے جو عمر میں زیادتی لائے وہ یہ ہیں کہ (۱) احسان ونیکی کرنا۔ (۲) مسلمانوں کو ایذا نہ دینا۔ (۳) شیوخ واکابر کی تعظیم کرنا۔ (حدیثوں میں وعدہ کیا گیا ہے کہ جو شخص بڑی عمر والے شیوخ کی تعظیم کرے گا اس کو ان شیوخ کی عمر کے برابر حیاتِ عطا ہوگی)۔ (۴) صلہ رحمی کرنا۔ (یعنی رشتہ داروں کے حقوق کو ادا کرتے رہنا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ کے بندے صلہ رحمی کرتے ہیں اس حال میں کہ اس کی عمر سے صرف تین دن باقی رہتا ہے پس اللہ تعالیٰ صلہ رحمی کی برکت سے اس کی عمر میں تینتیس ۳۳ سال بڑھا دیتا ہے۔ اور کوئی مرد قطع رحمی کرتا ہے اس حال میں کہ اس کی عمر میں سے ابھی تینتیس سال باقی ہے مگر اللہ تعالیٰ اس قطع رحمی کی نحوست سے اس کی عمر کو تین دن کر دیتا ہے)۔ (۵) اور روزانہ صبح وشام تین مرتبہ پڑھا کرے:۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ الْمِيزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا وَزِنَةَ الْعَرْشِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مِلْءَ الْمِيزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا وَزِنَةَ الْعَرْشِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ مِلْءَ الْمِيزَانِ۔

تحقیق الالفاظ | وممّا یزید الخ لما فرغ من بیان الاسباب المزیدۃ للرزق شرع فی بیان الاسباب المزیدۃ للعمر البر ای الاحسان الاذیٰ ای اذی المسلمین وتوقیر الشیوخ ای تعظیمھم وقد وعد فی الاخبار لمن عظّم الشیوخ الکبار المسن ان یعطی لہ مثل عمرہم وصلۃ الرحم روی عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان العبد لیصل رحمہ وبقی من عمرہ ثلثۃ ایام فیزید اللہ اجلہ ثلٰثین سنۃً۔ وان الرجل لیقطع رحمہ وقد بقی من اجلہ ثلٰثون سنۃً فیرد اجلہ الیٰ ثلثۃ ایام حین یصبح ای حین یدخل فی الصباح ویمسی ای حین یدخل فی المساء ملئ الخ بکسر المیم وسکون اللام اسم لما یأخذہ الاناء اذا امتلأ المیزان ای میزان الاعمال یوم القیامۃ الذی عرف ذکرہ فی کتب الاحادیث (بقیہ حرم)

وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا وَزِنَةَ الْعَرْشِ وَاَنْ يَحْتَرِزَ عن قطع الاشجار الرطبة الا عند الضرورة واسباغ الوضوء والصّلوٰة بالتعظيم والقران بين الحجّ والعمرة وحفظ الصّحة ولابأس بتعلم شيئا من الطّب ويتبرّك بالآثار الواردة في الطب الّذي جمعه الشيخ الامام ابو العبّاس المستغفري في كتابه المسمّٰى بطب النبي عليه الصّلوٰة والسّلام

ترجمہ وتشریح وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا وَزِنَةَ الْعَرْشِ

(٦) اور سبز وتازہ درختوں کے کاٹنے سے پرہیز کرنا مگر بضرورت (حرج نہیں ہے)۔(٧) وضوکو (آداب وسنن کے ساتھ) کامل طریقے پر ادا کرنا۔(٨) اور نماز نہایت تعظیم کے ساتھ ادا کرنا۔(٩) حج وعمرہ کو ایک احرام سے ادا کرنا جس کو قران کہتے ہیں۔ (١٠) اور حفظانِ صحت کا خیال رکھنا اور ضروری ہے کہ کچھ تھوڑی سی طبّی واقفیت اور معلومات حاصل کرلے اور اُن احادیث وآثار کا مطالعہ کرکے برکت حاصل کرے جو طب کے بارے میں وارد ہوئے ہیں۔ جس کو شیخ امام ابو العبّاس مستغفری اپنی ایک کتاب میں جمع فرمادئے ہیں۔ جو کہ طب النبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ساتھ موسوم ہے۔

تحقیق الالفاظ ومنتهى العلم والمراد منه التكثير على وجه المبالغة بمعنى لمّا علم الله تعالى لا يتناهى فكذلك التسبيح يعني اسبح الله تعالى بتسبيح غير محصور ومعدود كعلمه تعالى ومبلغ الرضا اى مبلغا ومقدارًا يصيبه رضا الله تعالى وزنة العرش الزنة مصدر بمعنى الوزن كالعدة بمعنى الوعد والمراد من هذه الالفاظ الكثرة في التسبيح لا التحديد والتعيين ولا اله الا الله الخ والمراد ايضا كثرة التهليل والتكبير وان يحترز الخ لانه ما من شئ الا وهو يسبح بشهادة القرآن وان من شئ الا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم والقطع منع لها عن تسبيحها لانها تسبح اذا قامت على ساقها بشهادة الاثر المروي الا عند الضرورة المقتضية مثل الطبخ ونحوه واسباغ الوضوء اى اتمام سننه وآدابه والقران بكسر الكاف مصدر بمعنى المقارنة وحفظ الصحة بان لا يلقى نفسه في المهالك ويقي نفسه من الحر والبرد وبالجملة ملازمة اسباب الصحة مزيدة للعمر الطب اى من علم الطب المبين فيه احوال بدن الانسان من حيث الصحة والسقم۔

یجدہ من یطلبہ۔
والحمد للہ علی التمام والصلوۃ والسلام
علی سیدنا محمد افضل الرسل الکرام

ترجمہ وتشریح جو شخص تلاش کرے گا اس کو یہ کتاب مل جائے گی (اور اب کتاب طب نبوی کے نام سے اس کا اردو ترجمہ بھی چھپ کر بازار میں فروخت ہوتا ہے) (تمام ہوا محمود المتکلم شرح تعلیم المتعلم)۔

الحمد للہ تعالیٰ علی التمام وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا خاتم النبیین افضل الرسل الکرام وعلی آلہ واصحابہ الائمۃ الاعلام وھداۃ الاسلام علی ممر الدھور وتعاقب الایام ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ واجعلہا ذریعۃ لنجاتی یوم العقیم۔

حمد ہے اللہ کا اس پر تمام ؛ صد درود اور رحمتیں ہیں اور سلام
بر رُوانِ افضل الرسل الکرام

کر قبول اس کو سمیع تو اور علیم ؛ ہو نجات میرے لئے یوم العقیم
تم الکتاب بعون اللہ الملک الوھاب۔

یہ رسالہ ہوگیا یارب! تمام ؛ شکر تیرا اور پیمبر پر سلام

تحقیق الالفاظ یجدہ من یطلبہ وکان قائلا قال فاین نجد ذلک الکتاب فاجابہ بذلک القول وھو کتاب مشہور ومعتبر بین العلماء فلابد للطالب من ان یجدہ ویتبرک بالآثار والاخبار المذکورۃ فیہ۔

والحمد للہ علی التمام والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد افضل الرسل الکرام وعلی آلہ واصحابہ
ائمۃ الاعلام وھداۃ الاسلام اجمعین برحمتک
یا ارحم الراحمین۔

تم محمود المتکلم شرح تعلیم المتعلم

تمت بالخیر